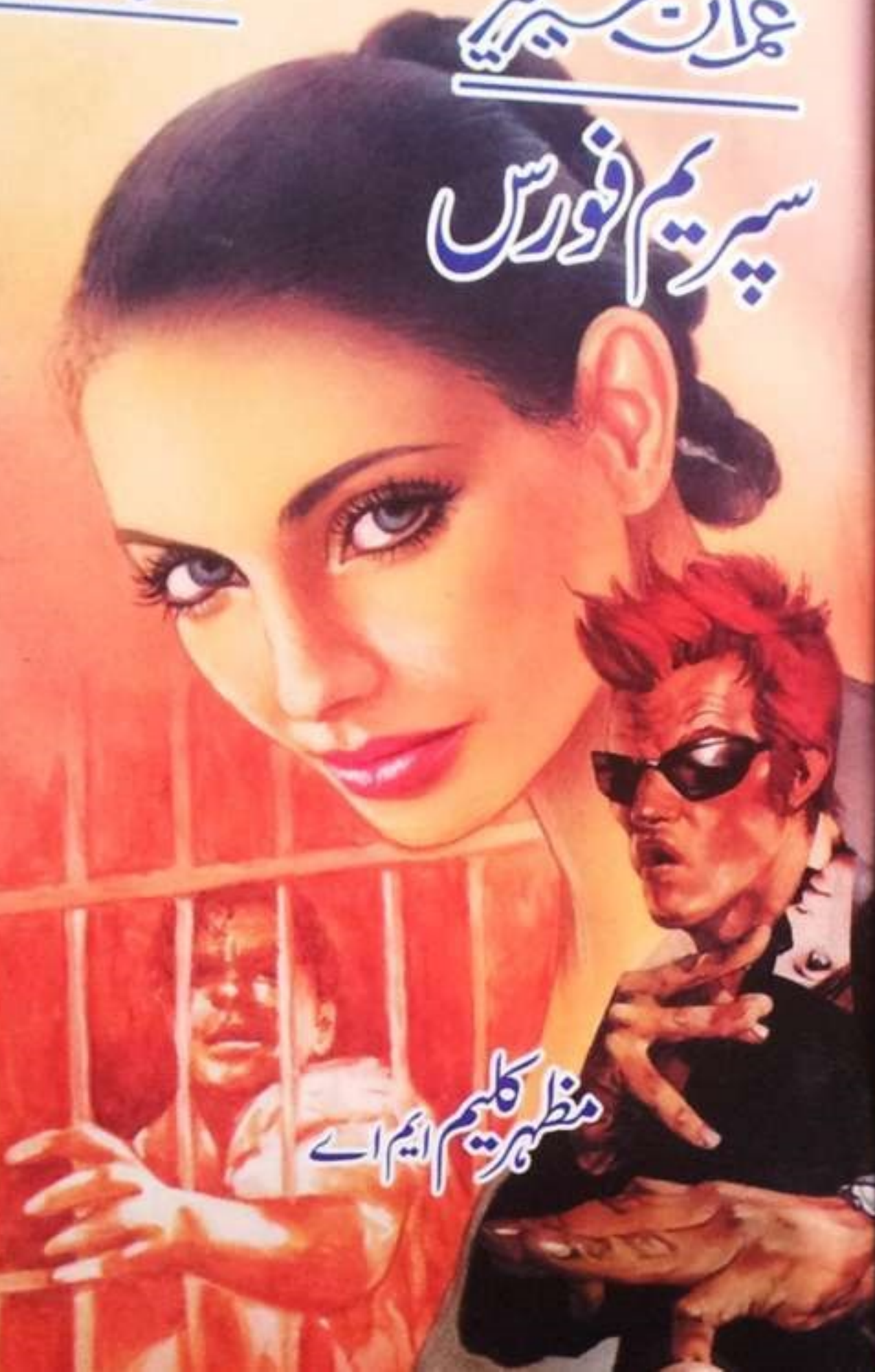


خاص نمبر

عزت سینی سپریم فورس



منظرہ کلیم ایم اے

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

عمیق سیریز

خاص نمبر

سپریم فورس

منظہر کلیم ایم اے

انوار الادب لائبریری

تخلیق روڈ۔ کوئٹہ۔ توپخانہ۔ ملتان
Mob: 0314-6134488

ارسلاان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”سپریم فائٹرز“ پیش خدمت ہے۔ یہ ناول عمران اور اس کے ساتھیوں اور سپریم فائٹرز کے درمیان ہونے والی بھرپور، جان لیوا جدوجہد اور مسلسل ایکشن پر مشتمل ہے۔ اس ناول میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقی معنوں میں دانتوں پسینہ آ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے انتہائی تیز رفتار ٹیمپو، بے پناہ ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس کے ساتھ ساتھ ہولناک اور جان لیوا جدوجہد کی بنا پر آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ سپریم فائٹرز کے کردار اس ناول میں اپنے بھرپور انداز میں سامنے آئے ہیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے لمحہ لمحہ موت کی بھیانک دلدل میں ڈوبنا اور ابھرنا پڑا ہے وہ یقیناً خراج تحسین حاصل کرے گا۔ حسب سابق آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہیں۔

سوہادہ سے محمد جبران لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول پڑھ کر مجھے احساس ہوا ہے کہ موجودہ دور میں کسی بھی ملک کی سلامتی کے خلاف کس قدر خوفناک سازشیں کی جاتی ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول اپنے موضوع کے لحاظ سے واقعی جاسوسی ادب میں منفرد

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ پچویشیز قطعی فرضی ہیں، بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قویشی
محمد علی قویشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قویشی

کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری

طابع ----- شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 185/-



Mob 0333-6106573
Phone 061-4018666

0336-3644440 0336-3644441

انوار الادب لائبریری

تخلیق روو۔ کوئلہ تولیخان۔ ملتان

Mob: 0314-6134488

اور شہکار ناولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ جس انداز میں آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد دکھاتے ہیں اسے پڑھ کر بے اختیار آپ کے حق میں دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر اس محبت وطن کو جو اپنے ملک کی سلامتی کے لئے کام کرتا ہے اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ کو بھی اپنی امان میں رکھے تاکہ آپ ہمارے لئے ایسے ہی دلچسپ اور اچھوتے موضوعات کے حامل ناول لکھ سکیں۔

محترم محمد جبران صاحب۔ سب سے پہلے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میرے ناول واقعی جاسوسی ادب میں منفرد موضوع کے حامل ہیں اور میرے قارئین ان ناولوں کو جس انداز میں سراہتے ہیں میں ان سب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ آپ سمیت تمام قارئین کی پسندیدگی ہی میری محنت کا ثمر اور میرے لئے مسلسل حوصلہ افزائی کا سبب بنتی ہے۔ آپ نے جس محبت اور خلوص سے میرے حق میں دعا کی ہے اس کے لئے آپ کا میں دلی طور پر ممنون ہوں اور مجھے واقعی آپ کی دعاؤں، آپ کی محبتوں اور آپ کی چاہتوں کی ضرورت ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ساہیوال سے احسن رضا لکھتے ہیں۔ یوں تو آپ کے تمام ناول مجھے بے حد پسند ہیں اور میں انہیں بار بار پڑھتا ہوں بلکہ میرے دوست اور عزیز بھی یہ ناول مجھ سے لے کر پڑھتے ہیں اور آپ کی

تحریروں کی خوب داد دیتے ہیں۔ البتہ آپ نے جتنے بھی ناول لکھے ہیں ان میں مجھے بلیک تھنڈر سلسلے کے ناول زیادہ پسند آتے ہیں لیکن آپ نے کافی عرصے سے بلیک تھنڈر پر مبنی کوئی ناول لکھا ہی نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ بلیک تھنڈر کا ہیڈ کوارٹر بھی ابھی تک خفیہ ہے۔ اگر آپ نے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کرنا تو کم از کم یہ تو بتا دیں کہ یہ ہیڈ کوارٹر آخر کدھر ارض پر کہاں واقع ہے۔ امید ہے جلد ہی کسی ناول میں آپ اس کی نشاندہی ضرور کریں گے۔

محترم احسن رضا صاحب۔ آپ کا، آپ کے دوستوں اور عزیزوں کا بے حد شکریہ کہ وہ میرے لکھے ہوئے ناول پسند کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا خط لکھنے کا بھی شکریہ۔ آپ کے ساتھ ساتھ بے شمار قارئین نے بھی بلیک تھنڈر کے سلسلے کو انتہائی پذیرائی بخشی ہے اور میں نے اب تک اس سلسلے میں کئی ناول لکھے ہیں۔ مزید ناول بھی جلد یا بدیر آپ تک پہنچتے رہیں گے۔ جہاں تک بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کی بات ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ میں تو محض ایک لکھاری ہوں۔ بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا، اسے تباہ کرنا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ جب ابھی تک عمران ہی بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس نہیں کر پایا ہے تو بھلا مجھ جیسا ناتواں آدمی اسے کیسے ٹریس کر سکتا ہے اور اس بات کا کیسے فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسے تباہ کرنا

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

سیاہ رنگ کی خوبصورت اور جدید ماڈل رولس رائس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر نیوی کلر کا تھری پیس سوٹ تھا اور کوٹ کے کالر پر خوبصورت سنہری پٹی لگی ہوئی تھی۔ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

عمران نے سفید سلک کی شيروانی کے ساتھ پاجامہ اور پیروں میں سلیم شاہی جوتی پہنی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر جوزف اور جوانا خاکی وردی میں ملبوس بیٹھے ہوئے تھے۔ کار اس وقت پاکیشیا کے ایک بڑے شہر ہاشم پور کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہاشم پور پاکیشیا کا کافی بڑا شہر تھا۔ اس شہر میں چونکہ بے شمار ٹیکسٹائل ملیں اور انڈسٹریز تھیں اس لئے اسے پاکیشیا کا مانچسٹر بھی کہا جاتا تھا۔ جس سڑک پر اس وقت کار چلی جا رہی تھی وہ شہر کی سب سے معروف سڑک تھی اور سڑک پر جدید ماڈلوں کی رنگ برنگی کاروں کی خاصی بہتات تھی۔

ہے یا نہیں۔ بظاہر تو بلیک تھنڈر کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہونا آسان نہیں لگ رہا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ جب عمران کو واقعی اس کی تلاش کی ضرورت پڑی تو وہ اسے ڈھونڈ نکالے گا۔ ویسے بھی آپ سب جانتے ہیں کہ بلیک تھنڈر ہی ہمیشہ عمران کے خلاف حرکت میں آتا ہے اور اس کا مقصد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ اب تک بلیک تھنڈر نے کھل کر پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کام نہیں کیا ہے۔ ایسا ہوا تو عمران سب کچھ چھوڑ کر اس کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں لگ جائے گا اور ایک بار عمران کسی ہیڈ کوارٹر، لیبارٹری یا کسی ٹاپ سیکرٹ جگہ کو تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو تو پھر وہ ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایک روز ایسا ہی ہوگا۔ تب تک ظاہر ہے آپ کو اور مجھے بھی انتظار ہی کرنا پڑے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے
والسلام
منظہر کلیم ایم اے

”باس“..... اچانک ٹائیگر نے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران جو اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم شاید کچھ پوچھنا چاہتے ہو“..... عمران نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پوچھو۔ گھبرا کیوں رہے ہو“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ہاشم پور میں ہمیں جانا کہاں ہے“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”لائٹ ہوٹل میں“..... عمران نے جواب دیا۔

”لائٹ ہوٹل۔ اس ہوٹل میں کوئی خاص بات ہے جو آپ اتنا طویل سفر طے کر کے وہاں جا رہے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا کیونکہ اسے قطعی علم نہ تھا کہ عمران کس مقصد کے لئے ہاشم پور جا رہا ہے۔ ہاشم پور دارالحکومت سے ساڑھے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ لیکن چونکہ کار رولس رائس اور جدید ماڈل کی تھی اس لئے وہ صرف تین گھنٹوں کی ڈرائیونگ کے بعد ہاشم پور پہنچ گئے تھے سارے راستے خاموشی طاری رہی تھی کیونکہ عمران سیٹ کی پشت سے سر نکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا تھا۔ جب کار ہاشم پور میں داخل ہوئی تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر نے یہ سوال اب عمران سے کیا تھا۔

”اس ہوٹل کا نام لائٹ ہے۔ یہ سیون سٹار ہوٹل ہے جو دارالحکومت کے سیون سٹار ہوٹلوں سے بھی بڑھ کر ہے جسے بر ملا ایٹ نائن بلکہ ٹین سٹار ہوٹل کہا جا سکتا ہے اس لئے ظاہر ہے وہاں پرنس ہی جا سکتے ہوں گے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ٹین سٹار ہوٹل ہو لیکن وہاں جانے والے پھلچر سے لوگ ہوں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آج اس ہوٹل میں کوئی خاص فنکشن ہے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ وہاں دلہنوں کا فیشن شو ہے“..... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”دلہنوں کا فیشن شو۔ کیا مطلب“..... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”دلہنوں کا مطلب بتاؤں یا.....“ عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میرا مطلب ہے دلہنوں کا فیشن شو کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو بالکل نئی بات ہے“..... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتا۔ اگر لباسوں کا، کوٹوں کا، لیڈیز ہیش کا، چھڑیوں کا، ہیر اسٹائلز کا، زیورات اور یہاں تک کہ جوتوں کا فیشن شو ہو سکتا ہے تو دلہنوں کا کیوں نہیں ہو سکتا“..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ وہاں ماڈل گرلز دلہنیں بن کر آئیں گی“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دلہنیں بن کر آئیں گی اور اپنے لئے بر بھی تلاش کریں گی اور دلہن نے جسے ایک بار پسند کر لیا تو پھر سمجھ لو وہ ساری زندگی اسی بندے کے سر پر بیٹھ کر راج کرے گی اسی لئے یہاں جدید طرز پر فیشن شو کا اہتمام کیا گیا ہے“..... عمران نے مسکرا کر جواب دیا اور ٹائیگر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو آپ وہاں اپنی دلہن کی تلاش میں جا رہے ہیں“..... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو تمہیں ساتھ لے کر جا رہا ہوں تاکہ میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی کوئی پسند کر لے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”باس۔ کیا آپ واقعی وہاں دلہن دیکھنے جا رہے ہیں۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ وہاں اپنے کسی بزرگ رشتہ دار سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں“..... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس بزرگ رشتہ دار کے ساتھ اس کی نوجوان لڑکی بھی ہوگی اور ظاہر ہے اس نے بھی تو کبھی نہ کبھی کسی کی دلہن بننا ہی ہے“..... عمران نے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے اب اصل بات کی سمجھ آئی ہو۔

”یہ بزرگ رشتہ دار کون ہیں۔ کیا آپ ان کا پیشگی تعارف نہیں کرائیں گے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بزرگ صاحب ڈیڈی کے بہت زیادہ دور کے رشتہ دار ہیں۔ نام ہے نواب عظمت علی خان۔ مستقل طور پر اکیمریمیا میں رہتے ہیں۔ ان کی اکلوتی صاحبزادی ہے جس کا نام مریم عرف میگی ہے۔ وہ اکیمریمیا کی کسی یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔ ہاشم پور میں نواب عظمت علی خان صاحب کی بہت بڑی آبائی جاگیر ہے۔ ہاشم پور میں ان کی حویلی بھی ہے لیکن ان کی صاحبزادی اس پرانی حویلی میں رہنا آؤٹ آف فیشن سمجھتی ہے۔ اس لئے وہ ہوٹل میں رہ رہی ہے۔ نواب صاحب انہیں یہاں رشتہ داروں سے ملوانے لائے ہیں اور اس سلسلے میں وہ دو روز اپنی اس صاحبزادی کے ساتھ ڈیڈی کی کوٹھی میں بھی رہ چکے ہیں۔ اماں بی کو ان کی صاحبزادی بے حد پسند آئی ہے۔ میں ان دنوں دارالحکومت سے باہر تھا اس لئے اماں نے واپسی پر نادر شاہی حکم دے دیا کہ میں فوراً جا کر ان سے ملوں تاکہ اگر نواب صاحب مجھے پسند کر لیں تو اماں بی ان کی صاحبزادی سے فوراً میرا رشتہ طے کر سکیں“..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن آپ تو پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں وہاں جا رہے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگا

لیا..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کے مخصوص لباس۔ جوزف اور جوانا کی مخصوص یونیفارم اور خاص طور پر میرا یہ سوٹ۔ پھر جدید ماڈل کی رولس راس کار سارے رنگ تو پرنس آف ڈھمپ والے ہی ہیں۔ البتہ آپ کے گلے میں وہ سچے موتیوں والا ہار نہیں پہنا۔ ہو سکتا ہے یہ ہار جوزف کی جیب میں ہو اور آپ وہاں جا کر پہن لیں“..... ٹائیگر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن کار پر ریاست ڈھمپ کا جھنڈا تو لگا ہوا نہیں ہے بغیر جھنڈے والی کار میں پرنس کیسے سفر کر سکتا ہے“..... عمران جواب دیا۔

”جھنڈا لگایا بھی تو جا سکتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگایا جا سکتا ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ نواب عظیم علی خان صاحب جمہوریت پسند انسان ہیں انہیں ڈکٹیٹر شپ بے حد نفرت ہے۔ خاص طور پر وہ بادشاہوں اور پرنسز سے بے الرحم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ گریٹ لینڈ کوئین سے بھی ملاقات سے انکار کر دیا تھا حالانکہ گریٹ لینڈ کوئین کی بڑی خواہش تھی کہ نواب صاحب ان سے ملاقات کر ان کی عزت افزائی کریں۔ اس لئے وہاں پرنس کے روپ میں جانے کا مطلب ملاقات سے انکار بھی ہو سکتا ہے اور ملاقات

”اوہ۔ اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر تو ہم دعا کریں گے کہ نواب صاحب آپ کو پسند کر لیں“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ محترمہ میگی صاحبہ کو چڑیا گھر کا بھی شوق ہو سکتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا کہ چڑیا گھر سے عمران کا اشارہ ٹائیگر کی طرف ہی تھا۔

اسی لمحے ٹائیگر نے کار لائٹ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی اور اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔ لائٹ ہوٹل کی بارہ منزلہ عمارت کا ڈیزائن انتہائی شاندار

اور پر شکوہ تھا۔ پارکنگ بھی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے کار ایک خالی جگہ پر روکی تو عمران دروازہ کھول کر نیچے آیا۔ اس کے ساتھ ہی عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی اتر آئے۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی کار سے اتر آیا اور پھر اس نے لاک کر دی۔

پارکنگ میں آنے والے افراد بڑی حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ پارکنگ بوائے نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ انداز میں انہیں سلام کیا اور پھر پارکنگ کارڈ ٹائیگر کی طرف دیا۔

”سنو۔ کیا نواب عظمت علی خان صاحب کی کار یہاں موجود ہے؟“..... عمران نے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس سر۔ وہ سامنے نیلے رنگ کی جدید ہنڈائی کھڑی ہے۔ نواب صاحب کی کار ہے؟“..... پارکنگ بوائے نے جدید ماڈل ایک خوبصورت اور انتہائی قیمتی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ارے واہ۔ نئی اور خاصی جدید کار ہے۔ اس کار کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ نام کے نہیں بلکہ واقعی نواب ہی ہوں گے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا جبکہ جوزف اور جوانا ان کے عقب میں اس طرح چل رہے تھے جیسے وہ ان کے

باڈی گارڈز ہوں۔ ان کے سائیڈ ہولسٹروں میں بھاری ریوالوروں کے ابھرے ہوئے دستے دور سے نظر آ رہے تھے اور لوگ انہیں واقعی حیرت اور تحسین بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ہوٹل کا ہال تقریباً بھرا ہوا تھا اور ہال میں موجود افراد اعلیٰ سوسائٹی کے افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود سب افراد چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران نے ایک سرسری سی نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔ وسیع و عریض کاؤنٹر پر دو خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں موجود تھیں جن کی نظریں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور ان کے چہروں پر پسندیدگی کے ساتھ ساتھ انتہائی حد تک مرعوبیت کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”لیس سر۔ فرمائیں؟“..... ایک لڑکی نے عمران کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ خالصتاً کاروباری سا تھا۔

”نواب عظمت علی خان اپنی اکلوتی صاحبزادی کے ساتھ اس ہوٹل میں فروش ہیں اور ہم بنفس نفیس ان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں؟“..... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ وہ اس وقت اپنے سوٹ میں موجود ہیں۔ ویسے ان

کی میز یہاں ہال میں ریزرو ہے“..... لڑکی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نمبر ہے ان کی میز کا“..... عمران نے پوچھا۔

”ڈبل ون جناب۔ کیا میں نواب صاحب کو آپ کی آمد کی اطلاع کر دوں“..... لڑکی نے کہا۔

”ہاں۔ انہیں اطلاع دے دیں کہ دارالحکومت سے سر عبدالرحمن کا صاحبزادہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بنفس نفیس ان سے ملاقات کے لئے مع اپنے گارڈز اور منیجر کے ہوٹل میں پہنچ چکا ہے“..... عمران نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا تو لڑکی نے جلدی سے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔

”تھرڈ سٹوری۔ سوٹ نمبر ون زیرو میں کال ملا دو“..... لڑکی نے شاید ہوٹل کی ایکسیجنگ کے آپریٹر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سر۔ میں کاؤنٹر سے بول رہی ہوں۔ دارالحکومت سے سر عبدالرحمن کے صاحبزادے جناب علی عمران صاحب آپ سے ملاقات کے لئے ہوٹل پہنچ چکے ہیں“..... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔ وہ اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ تین افراد اور ہیں۔ دو ان کے باڈی گارڈز اور ایک ان کا منیجر“..... لڑکی نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے سر“..... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سننے

ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ ہال میں تشریف رکھیں۔ وہ ہال میں ہی آپ سے ملاقات کریں گے۔ میں ان کی میز کے ساتھ ایکسٹرا چار سیٹیں لگوا دیتی ہوں“..... لڑکی نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چار نہیں صرف دو سیٹیں۔ ہم باڈی گارڈز کو اپنے ساتھ بٹھانے کے قائل نہیں ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ یس سر“..... لڑکی نے چونک کر جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کے پاس کھڑے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ جس کی یونیفارم پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

”نواب صاحب کے مہمانوں کی ٹیبل نمبر ڈبل ون تک رہنمائی کرو اور دو ایکسٹرا کرسیاں بھی وہاں لگوا دو“..... لڑکی نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ آئیے سر“..... سپروائزر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف کوچل پڑا۔

”شکریہ۔ پہلے میں نواب صاحب کی اکلوتی صاحبزادی سے مل لوں اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ آپ سے بھی تفصیلی ملاقات کی نوبت آ جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے لڑکی سے کہا اور تیزی سے سپروائزر کے پیچھے بڑھ گیا۔ لڑکی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے اس طویل سانس کی آواز عمران کے

کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی اور وہ دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔ میز کے گرد دو کرسیاں موجود تھیں۔

”آپ تشریف رکھیں۔ میں یہاں پر ایکسٹرا کرسیاں لگواتا ہوں“..... سپروائزر نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس نے دوسری کرسی پر ٹائیگر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر خاموشی سے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

جوزف اور جوانا عمران کی کرسی کے عقب میں اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے وہ اس کے غلام دیو ہوں اور حکم ملتے ہی عمران کو کرسی سمیت اٹھا کر ہوا میں اڑ جائیں گے۔ ہال میں موجود افراد جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ سب مسلسل ان کی طرف متوجہ تھے لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ سب ایک بار پھر اپنی اپنی مصروفیات میں مشغول ہو گئے۔ عمران کی نظریں ان لفٹوں کی طرف لگی ہوئی تھیں جو مسلسل لوگوں کو ہوٹل کی اوپر والی منزلوں پر لے جا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد دو ایکسٹرا کرسیاں بھی میز کے گرد لگا دی گئیں ایک ویٹر مودبانہ انداز میں ان کے قریب آ گیا۔ اس کے ہاتھ نوٹ بک تھی۔

”آرڈر سر“..... ویٹر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”سر پر تیل کی مالش کرو“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ویٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”جی۔ صاحب۔ کیا مطلب۔ کیا فرمایا آپ نے“.....

ویٹر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں کیا تم سر پر تیل کی مالش کرنے کے بارے میں نہیں جانتے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں سمجھا نہیں“..... ویٹر نے اسی انداز میں کہا۔

پہلے یہ بتاؤ کہ تم شادی شدہ ہو یا کنوارے“..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

”جی۔ جی ہاں صاحب۔ میں شادی شدہ ہوں جناب۔ مگر.....“

ویٹر اس سوال پر اور زیادہ بوکھلا گیا تھا۔

”اوہ۔ پھر تو تم سے اپنے سر مالش کرانے اور پیر دہوانے والی موجود ہے۔ چلو ایسا کرو کہ ہوٹل کا جو ویٹر کنوارہ ہو اسے بھیج دو“..... عمران نے جواب دیا۔

”مم۔ مم۔ مگر۔ سر“..... ویٹر اس قدر بوکھلا گیا تھا کہ اب اس سے بات بھی نہ ہو رہی تھی۔

”تم ابھی جاؤ۔ ہم نواب صاحب کے مہمان ہیں۔ وہ آئیں گے تو خود ہی آرڈر دیں گے“..... ٹائیگر نے ویٹر کو مشکل سے نکالتے ہوئے کہا۔

”یس۔ سر۔ یس۔ سر۔ بالکل سر“..... ویٹر نے جلدی سے کہا اور پھر اس قدر تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو نجانے اس پر کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی اور پھر تھوڑی دیر بعد جب لفٹ رکی اور اس میں سے ایک لہجے پر قد اور

بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا جس کا چوڑا چکلا چہرہ اور سرخ و سفید رنگت دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی نواب عظمت علی خان ہوں گے۔

ان کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا تھری پیس سوٹ تھا۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی جس نے مقامی لباس ہی پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ دور سے ہی نظر آرہی تھی۔ لفٹ سے اترتے ہی ان کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہی پڑی تھیں اور عمران نے نہ صرف اس لڑکی بلکہ نواب صاحب کو بھی چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اس میز کی طرف ہی بڑھے تھے جس پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ جب وہ قریب آئے تو عمران احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی ٹائیگر بھی کھڑا ہو گیا۔

”ہمیں نواب عظمت علی خان کہتے ہیں اور یہ ہماری صاحبزادی ہیں میگی“..... نواب صاحب نے عمران اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ عمران کے عقب میں کھڑے ہوئے جوزف اور جوانا کو بھی غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے دوست ہیں عبدالعلی اور یہ ہمارے باڈی گارڈز ہیں۔ جوزف اور جوانا“..... عمران نے بڑے مہذب انداز میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا

اور نواب صاحب نے بڑے پر جوش انداز میں عمران اور ٹائیگر سے مصافحہ کیا جبکہ میگی نے صرف سلام کیا اور پھر وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ میز کی ایک طرف عمران اور ٹائیگر تھے جبکہ دوسری طرف نواب صاحب اپنی صاحبزادی سمیت بیٹھے تھے۔

”تم عبدالرحمن کے صاحبزادے ہو“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اگر آپ کو کوئی شک ہو تو بے شک آپ ڈیڈی سے کفرم کر سکتے ہیں۔ ویسے ان کے نام سے پہلے سر بھی لگتا ہے اور بغیر سر کے وہ خود کو ادھورا سمجھتے ہیں“..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو نواب صاحب بے اختیار مسکرا دیئے جبکہ میگی بڑی مترنم آواز میں ہنس دی تھی۔

”کفرمیشن کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ تم میں سر عبدالرحمن کی جھلکیاں موجود ہیں لیکن یہ باڈی گارڈز تم نے ساتھ کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ کیا تمہیں کسی سے کوئی خطرہ ہے“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ دونوں باڈی گارڈز اماں بی کی طرف سے رکھے گئے ہیں۔ انہیں ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ ان کے معصوم اور بھولے بھالے بیٹے کو کوئی حسن آراء اچک کر نہ لے جائے“..... عمران نے جواب دیا تو نواب صاحب بے اختیار تہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”آپ اتنے بھولے بھالے بھی نہیں لگتے۔ جتنے آپ کی اماں

بی آپ کو سمجھتی ہیں“..... اس بار میگی نے براہ راست عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں طنز کا عنصر تھا۔

”جتنا بھی لگتا ہوں اماں بی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کنوارے لڑکے کی عزت کسی لڑکی سے بھی زیادہ قیمتی ہوتی ہے“..... عمران نے جواب دیا تو اس بار میگی کے ساتھ ساتھ نواب صاحب بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”بہت خوب۔ تم واقعی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ مجھے تمہارے ڈیڈی نے بتایا تھا کہ تم کوٹھی کی بجائے کسی معمولی سے فلیٹ میں رہتے ہو کیا یہ درست ہے“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ویٹر کو اشارہ سے بلایا اور اسے جوس لانے کا کہہ دیا۔

”جی ہاں۔ انہوں نے درست فرمایا ہے۔ انتہائی معمولی سا فلیٹ ہے۔ چھوٹا بہت ہی تنگ سا ہے۔ اماں بی تو اسے صابن دانی کہتی ہیں اور خاص طور پر اس کی سیڑھیاں تو اس قدر تنگ ہیں کہ مجھے بھی ٹیڑھا ہونا پڑا اور جھک کر اوپر جانا پڑتا ہے“..... عمران نے اسی طرح بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”اگر فلیٹ اتنا ہی تنگ ہے تو پھر آپ وہاں کیوں رہتے ہیں۔ کوٹھی میں کیوں نہیں رہتے“..... اس بار میگی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سچ پوچھیں تو مجھے اس دور کے جدید ڈیزائنوں سے وحشت

ہوتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے آدمی کسی رہائش گاہ کی بجائے کسی کلب یا کمرشل پلازہ میں رہ رہا ہو۔ بڑی سی مگر انتہائی بے ڈھنگی رہائش گاہ میں“..... عمران نے جواب دیا اور اس بار میگی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بہت خوب۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا شغل کیا ہے“..... نواب صاحب تو جیسے اس کا مکمل انٹرویو لینے پر تلے ہوئے تھے۔

”شغل۔ لگتا ہے ڈیڈی نے میرے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتایا ہے“..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں اس طرح کہا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ اس کے شغل کے بارے میں سر عبدالرحمن نے انہیں کچھ نہ بتایا ہوگا۔

”انہوں نے تو بتایا تھا کہ تم کوئی کام نہیں کرتے۔ بس آوارہ گردی کرتے رہتے ہو“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میگی بھی عمران کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

”اب کیا کہوں نواب صاحب۔ میں نے تو ڈیڈی کو کئی بار سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آوارہ گردی بھی ایک کام ہوتا ہے۔ بڑی محنت کا کام ہے لیکن وہ اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں آوارہ گردی کتنا بڑا اور محنت طلب کام ہے۔ بلاوجہ سڑکوں پر گھومتے رہو۔ جوتے گھساتے رہو۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر محنت طلب کام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا لیکن ڈیڈی کو کون سمجھائے“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو نواب

صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ہاں۔ واقعی کام تو محنت طلب ہے لیکن تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے آکسفورڈ سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔ تم کوئی اچھا سا عہدہ کیوں نہیں حاصل کر لیتے۔ عبدالرحمن تمہیں اپنے محکمے میں بھی تو جاب دلا سکتا ہے۔ کسی ٹاپ لیول کے آفیسر کی جاب“..... نواب صاحب نے کہا۔

”اچھا عہدہ سفارش سے ملتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ڈیڈی سفارش کے قائل ہی نہیں ہیں اور ڈیڈی کے علاوہ میرا کوئی اور بڑا آدمی واقف ہی نہیں ہے کہ اس سے سفارش کرا سکوں۔ اس لئے مجبوری ہے کہ میں آوارہ گردی ہی کرتا رہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نواب صاحب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ اسی لمحے ویٹر نے جوس کے گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میرے یہاں اعلیٰ حکام سے تعلقات ہیں۔ میں بات کروں گا“..... نواب صاحب نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”مثلاً کن اعلیٰ حکام سے آپ کے تعلقات ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہاں وزارت خارجہ کے سیکرٹری ہیں سر سلطان۔ ان سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔ میں ان سے بات کروں گا ان کے علاوہ کئی منسٹرز ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں ان سے بھی بات کر سکتا

ہوں اور تمہیں اچھی سی جاب دلا سکتا ہوں جو کم از کم تمہارے لیول کی تو ہو“..... نواب صاحب نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”سر سلطان سے میں کئی بار بات کر چکا ہوں۔ وہ ڈیڈی کے بھی دوست ہیں لیکن سر سلطان کا کہنا ہے کہ وہ پہلے میری ڈگریاں چیک کرائیں گے اور یہی بات مجھے منظور نہیں ہے“..... عمران نے بھی جوس کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا مطلب“..... نواب صاحب نے چونک کر کہا۔

”میں بھی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

”اب آپ سے کیا چھپانا ہے۔ میری ساری کی ساری ڈگریاں ہی ایسی ہیں“..... عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

”ایسی ہی ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے ڈاکٹریٹ نہیں کی ہوئی۔ کیا تمہاری ساری ڈگریاں فیک ہیں“..... نواب صاحب کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں نے تو ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہیں لیکن آکسفورڈ یونیورسٹی والے مجھے ڈاکٹر ہی نہیں مانتے تھے چنانچہ مجبوراً مجھے کچھ دے دلا کر ڈگری حاصل کرنا پڑی“..... عمران نے بڑے مسمے سے لہجے میں جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آکسفورڈ کی ڈگری دے دلا کر کیسے مل سکتی ہے اور وہ بھی ڈاکٹریٹ کی“..... نواب صاحب نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی سچ ہے“..... عمران نے کہا تو نواب صاحب کے چہرے پر غصہ لہرانے لگا۔

”کیا تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو“..... نواب صاحب کے لہجے میں اب تلخی عود کر آئی تھی۔

”میں نے آپ کی ڈگری پر تو کوئی اعتراض نہیں کیا جناب۔ میں تو اپنی ڈگری کی بات کر رہا ہوں۔ آکسفورڈ یا کوئی بھی یونیورسٹی ہو، بغیر کچھ دیئے ڈگری کون دیتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو کیا تمہارے ڈیڈی نے تمہاری تعلیم کے حوالے سے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط ہے۔ تم نے آکسفورڈ سے تعلیم حاصل نہیں کی اور تم نے ڈگریاں حاصل نہیں کیں“..... نواب صاحب نے اور زیادہ اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے تعلیم بھی حاصل کی ہے اور میرے پاس ان گنت ڈگریاں ہیں لیکن ساری کی ساری ڈگریاں ایسی ہیں جنہیں میں دکھا تو سکتا ہوں لیکن انہیں چیک کراتے ہوئے ڈرتا ہوں کیونکہ اگر ڈگریاں چیک ہو گئیں تو میری ساری علمیت ناک کے راستے بہہ جائے گی“..... عمران نے مسکسی صورت بنا کر کہا۔

”تمہارا مطلب ہے تمہارے پاس ساری جعلی ڈگریاں ہیں جو

چیک ہو جائیں تو ان کی اصلیت کھل جائے گی۔ بولو۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم“..... نواب صاحب نے غصے سے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

”آپ زیادہ سمجھدار ہیں“..... عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم۔ تم.....“ نواب صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ان کا سینہ دھونکنی کی طرح چلنا شروع ہو گیا تھا اور ان کی آنکھوں میں یلکھت جیسے خون اتر آیا تھا۔

”ڈیڈی پلیز۔ عمران صاحب ہمارے مہمان ہیں“..... میکی نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن یہ عجیب باتیں کیوں کر رہا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آکسفورڈ جیسی یونیورسٹی سے دے دلا کر ڈگری حاصل کر لی جائے“..... نواب صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اور مسٹر عمران۔ پلیز۔ ڈیڈی ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہیں اس لئے انہیں غصہ مت دلائیں“..... میکی نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر احتجاجی لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے۔ یہ خاندانی نواب صاحب ہیں۔ ان کا بلڈ پریشر ہائی ہی ہو گا۔ غریب ہوتے تو یقیناً بلڈ پریشر لو ہوتا“..... عمران نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی اٹل حقیقت بیان کر رہا ہو۔

”تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ ٹانسس۔ یو فول۔“..... نواب صاحب نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

”ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ پلیز۔ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ پلیز۔“..... مسکی نے جلدی سے نواب صاحب کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ بھلا میری بہ جرات کیسے ہو سکتی ہے کہ میں ایسی گستاخی کر سکوں۔ میں آپ کو ساری بات بتاتا ہوں۔ ڈگری کے لئے امتحان تو دینا ہی پڑتا ہے۔ بغیر امتحان دیئے بھلا کون ڈگری دیتا ہے اور میں پیسوں کی نہیں امتحان دینے کی بات کر رہا تھا۔“..... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو مسکی بے اختیار ہنس پڑی جبکہ نواب صاحب کے چہرے پر بھی یکلخت مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو تم امتحان دینے کی بات کر رہے تھے۔ میں سمجھا تمہارا مطلب رشوت وغیرہ سے تھا۔“..... نواب صاحب نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”رشوت۔ لاحول ولاقوة۔ ڈیڈی اور رشوت دیں۔ وہ تو شاید رشوت کو دنیا کا سب سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ رشوت کا نام سنتے ہی وہ ریوالور نکالتے ہیں اور پھر ان کے سامنے کوئی بھی ہو وہ خود نہیں بولتے ان کا ریوالور ہی بولتا ہے وہ بھی ٹھائیں ٹھائیں اور پھر

فنش۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے آپ نے اپنے ڈیڈی کو بتائے بغیر ہی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کوئی چکر چلا دیا ہو۔“..... اس بار مسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب عمران کی ٹائپ کو سمجھ چکی تھی اس لئے اب وہ انجوائے کر رہی تھی۔

”میں تو طالب علم تھا اور آپ خود جانتی ہیں کہ طالب علم کے پاس سوائے طلب کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یونیورسٹی سے وہ علم طلب کرتا رہتا ہے اور گھر سے رقم۔ اب بھلا جو خود طلب کر رہا ہو۔ اس کے پاس دینے کے لئے کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے امتحان کے۔ آپ بھی طالبہ ہیں۔ نواب صاحب کے بارے میں تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ طالب علم رہے ہیں یا بطور نواب انہیں طالب علم بننے کی ضرورت ہی نہ پڑی ہو۔“..... عمران نے بڑی گہری بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں جاہل نہیں ہوں۔ سمجھے۔ میں نے بھی گریجوایشن کیا ہوا ہے اور جس زمانے میں، میں نے گریجوایشن کی تھی ان دنوں گریجوایشن کی قدر تمہاری ڈاکٹریٹ سے بہت زیادہ ہوا کرتی تھی تمہاری اعلیٰ ڈگریوں سے کہیں زیادہ۔ سمجھے تم۔“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ واقعی ذہین آدمی تھے کہ عمران کی گہری بات کو فوراً سمجھ گئے تھے۔

”گریجوایشن۔ یعنی بیچلر کی ڈگری۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ پیچلر آف آرٹس۔ لیکن میرے مضامین میں سا نیگلوئی بھی شامل تھی“..... نواب صاحب نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔
 ”لیکن آج کل ڈکشنریوں میں تو پیچلر کا معنی کنوارہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تو آپ کی صاحبزادی۔ بہر حال کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے زمانے میں اس کا معنی کچھ اور ہو اور اب بدل گیا ہو“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو نواب صاحب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”خوب۔ بہت خوب۔ تم واقعی انتہائی دلچسپ اور گہری باتیں کرتے ہو۔ ہمیں تم سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میکی یہاں اکیلی بے حد بور ہو رہی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم اسے کمپنی دو اس کی بوریت یقیناً دور ہو جائے گی“..... نواب صاحب نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”کمپنی۔ یعنی ایک دو عہدے بھی نہیں۔ پوری کمپنی۔ لیکن میں خود بیروزگار ہوں نواب صاحب۔ مس میکی کو کمپنی کیسے دے سکتا ہوں“..... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا تو میکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ نواب صاحب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”تم خطرناک۔ حد تک دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ میکی کی طبیعت بھی تمہاری طرح ہے۔ اس لئے اب تم دونوں بیٹھو اور آپس میں باتیں کرو۔ میں واپس کمرے میں جا رہا ہوں۔ میرے آرام کرنے

کا وقت ہے“..... نواب صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا وہ تیزی سے مڑنے اور لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ عمران اور میکی چونکہ نواب صاحب کے اٹھتے ہی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ظاہر ہے ٹائیگر بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اس لئے انہیں دوبارہ بیٹھنا پڑا۔ میکی کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ شاید اسے بھی معلوم تھا کہ نواب صاحب اس کا رشتہ عمران سے کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اس طرح انہیں اکیلے چھوڑ کر جانے کا مطلب ہے کہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا ہے کیونکہ ان کے چہرے پر اطمینان تھا اور اپنے والد کو اس طرح اسے چھوڑ کر جاتے دیکھ کر میکی کی آنکھوں کی چمک میں بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

”آپ کی والدہ کہاں ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”میری والدہ میرے بچپن میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ کی والدہ بے حد شفیق خاتون ہیں۔ میں ان سے ملی ہوں۔ مجھے انہوں نے بے حد پیار کیا۔ مجھے چونکہ اپنی والدہ کی شفقت اور ان کا پیار نہ مل سکا تھا اس لئے آپ کی والدہ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ ان میں مجھے اپنی والدہ کی ہی جھلک دکھائی دی تھی اور ایک لمحے کے لئے انہیں دیکھ کر مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ میری اصل والدہ ہوں۔ مجھے ابھی تک ان کی شفقت نہیں بھولی“..... میکی نے بڑے محنت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان کی شفقت بڑی مضبوط بھی ہے۔ سر کی ہڈیاں کئی روز تک درد کرتی رہتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شفقت مضبوط۔ سر کی ہڈیاں درد کرتی رہتی ہیں۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں“..... میگی نے چونک کر کہا۔

”ان کی شفقت جب عروج پر آتی ہے تو وہ جوتی اتار کر میرے سر پر مارنا شروع کر دیتی ہیں اور جوتی وہ ہمیشہ ایسی پہنتی ہیں کہ سر تو ٹوٹ سکتا ہے لیکن جوتی نہیں ٹوٹ سکتی“..... عمران نے جواب دیا تو میگی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بہت خوب۔ آپ کو کنٹرول میں رکھنے کا واقعی صحیح طریقہ بھی یہی ہے“..... میگی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک میگی کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ اس کی نظریں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

”کیا ہوا۔ خیریت۔ کیا کوئی دورہ تو نہیں پڑ گیا آپ کو۔ میرا مطلب ہے وہ مرگی ٹائپ کا دورہ“..... عمران نے کہا۔

”میں نے ہزار بار ڈیڈی سے کہا ہے کہ وہ اراضی فروخت کر دیں۔ ہم نے کیا کرنا ہے اسے رکھ کر۔ لیکن وہ میری بات ماننے میں نہیں اور یہ لوگ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ پلیز عمران صاحب۔ آپ ڈیڈی کا سمجھائیں۔ پلیز ورنہ“..... اچانک میگی نے

انتہائی پریشانی سے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ کون سی اراضی اور کون لوگ“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دو لمبے تڑنگے مقامی آدمی جن کے جسموں پر تو تھری پیس سوٹ تھے لیکن وہ چہرے مہرے اور چال ڈھال سے غنڈے ہی لگتے تھے۔ تیز تیز قدم اٹھاتے ان کی میز کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے اور میگی کی نظریں ان پر ہی جمی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے وہ قریب آتے جا رہے تھے میگی کے چہرے کا رنگ زرد پڑتا جا رہا تھا۔

”ہاں۔ مس میگی۔ آپ نے اپنے ڈیڈی سے بات کی۔ کیا فیصلہ کیا ہے انہوں نے“..... ان میں سے ایک نے قریب آ کر بڑے جھٹکے دار لہجے میں میگی سے مخاطب ہو کر کہا انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہوں۔

”مم۔ مم۔ میں انہیں سمجھا رہی ہوں۔ پلیز آپ کچھ دنوں کی مہلت اور دے دیں۔ پلیز“..... میگی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہم پہلے ہی کافی وقت دے چکے ہیں۔ اب ہمارے پاس مزید وقت نہیں ہے سمجھی تم“..... اس آدمی نے اسی طرح کرخست لہجے میں کہا۔

”پلیز۔ دو چار دنوں کی مہلت اور دے دیں۔ پلیز پلیز“.....
 میکی نے کہا تو اس آدمی نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔ وہ غور
 سے میکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”اوکے۔ کل شام تک ہم اور مہلت دے دیتے ہیں لیکن یہ
 آخری مہلت ہوگی۔ اس کے بعد ہم اپنا انداز اختیار کریں گے۔
 نواب صاحب کو بتا دینا“..... اس آدمی نے اسی طرح جھٹکے دار
 لہجے میں کہا اور پھر کاندھے اچکاتا ہوا وہ واپس مڑ گیا۔ اس نے
 اچھٹی ہوئی نظر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ڈالی اور پھر واپس مین
 گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”میں کچھ پوچھوں“..... عمران نے ان کے جانے کے بعد میکی
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ پوچھیں“..... میکی نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔
 ”کون لوگ ہیں یہ۔ کیا کوئی خاص معاملہ ہے؟“..... عمران نے
 کہا۔

”اب میں آپ کو کیا بتاؤں عمران صاحب“..... میکی نے کہا۔
 ”جو آپ بتا سکتی ہیں وہ بتا دیں“..... عمران نے کہا۔
 ”سچ پوچھیں تو ہم ایک بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں عمران
 صاحب“..... میکی نے کہا۔

”کیسی مصیبت“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”دراصل ہماری جاگیر میں ایک جنگل آتا ہے۔ خاصا وسیع و

عریض جنگل ہے۔ یہ لوگ چند روز پہلے ڈیڈی سے ملے اور انہوں
 نے کہا کہ ان کا تعلق کسی انتہائی خطرناک تنظیم سے ہے۔ انہوں
 نے بقول ان کے اس جنگل میں اپنا خفیہ اڈہ بنایا ہوا ہے اور انہوں
 نے ڈیڈی سے کہا کہ ان کا باس یہ جنگل ان سے باقاعدہ خریدنا
 چاہتا ہے اور اس کے معاوضے میں انہوں نے ایک معمولی سی رقم
 کی آفر کی۔ ڈیڈی کی طبیعت کو اب آپ کسی حد تک سمجھ گئے ہوں
 گے انہوں نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ انہیں دھمکی دی کہ اب اگر
 انہوں نے بات کی تو وہ پولیس کو اطلاع کر دیں گے جس پر انہوں
 نے حویلی کے دو ملازموں کو گولیاں مار دیں اور ہمیں دھمکیاں دیتے
 ہوئے واپس چلے گئے۔ ڈیڈی نے پولیس کو اطلاع دی۔ اعلیٰ حکام
 سے بات کی لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ پھر ان لوگوں کی طرف سے مسلسل
 دھمکیاں ملنی شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ڈیڈی
 اور مجھے بھی ہلاک کرنے کی دھمکیاں دیں۔ جس پر ڈیڈی کو لے کر
 میں حویلی چھوڑ کر یہاں ہوٹل میں آ گئی۔ لیکن یہ لوگ یہاں بھی پہنچ
 گئے۔ میں نے ڈیڈی کی منت کی ہے کہ وہ ان خطرناک لوگوں کے
 منہ نہ لگیں۔ اور یہ جنگل انہیں فروخت کر دیں۔ ہمیں کون سا یہاں
 مستقل رہنا ہے لیکن ڈیڈی کو بھی ضد ہو گئی ہے۔ اب آپ کے
 سامنے وہ دھمکی دے گئے ہیں۔ آپ پلیز ڈیڈی کو سمجھائیں کہ وہ
 ایسے بد معاش قسم کے لوگوں سے نہ الجھیں اور یہ جو مانگ رہے ہیں
 انہیں دے دیں۔ میرا ڈیڈی کے سوا کوئی نہیں ہے اور میں نہیں

چاہتی کہ ڈیڈی اپنی ضد کی وجہ سے ان سے کوئی نقصان اٹھائیں۔..... میکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کون لوگ ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتی ہیں اور کیا یہاں ہاشم پور کے مقامی بدمعاش ہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”میں نہیں جانتی۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی تنظیم انتہائی خطرناک ہے اور پورا پاکیشیا ان کے قبضے میں ہے۔“..... میکی نے جواب دیا۔

”کیا نام ہے ان کی تنظیم کا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نام تو نہیں بتایا انہوں نے اور نہ میں نے ان سے پوچھا ہے۔“..... میکی نے کہا۔

”تو آپ پوچھ لیتیں۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میری ہمت نہیں ہوئی۔ انہیں دیکھ کر میں ویسے ہی نروس ہو جاتی ہوں اور ایک عجیب سا خوف طاری ہو جاتا ہے۔“.....

میکی نے کہا۔ اسی لمحے عمران نے قریب سے گزرنے والے ایک ادھیڑ عمر ویٹر کو بلایا۔

”یس سر۔“..... ویٹر نے قریب آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ دونوں آدمی جو ابھی ہماری میز پر آئے تھے ان کے متعلق جانتے ہو۔“..... عمران نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

”جج۔ جناب۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ہارڈ ماسٹر گروپ کے آدمی ہیں جناب۔ پورے ہاشم پور میں ان کی مرضی کے بغیر

کچھ نہیں ہوتا۔ بس جناب۔ میں اتنا ہی بتا سکتا ہوں۔ میں غریب آدمی ہوں۔“..... ویٹر نے کہا اور تیزی سے مڑنے لگا۔

”ٹھہرو۔“..... عمران نے کہا اور ویٹر واپس مڑ آیا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات تھے۔

”ان دنوں کے نام اور ان کا اڈہ کہاں ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جج۔ جی۔ وہ۔ وہ۔“..... ویٹر نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”بے فکر رہو۔ اس معاملے میں تمہارا نام سامنے نہیں آگئے گا یہ میرا وعدہ ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جج۔ بلیک ڈریگن کلب ان کا اڈہ ہے۔ ان میں سے ایک کا نام مجھے معلوم ہے۔ جو مس صاحبہ سے باتیں کر رہا تھا یہی بلیک ڈریگن ہے اور یہی اس کلب کا مالک ہے۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ بے شمار قتل کر رکھے ہیں اس نے۔“..... ویٹر نے کہا۔

”اس کا اصل نام جانتے ہو۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ سب اسے بلیک ڈریگن ہی کہتے ہیں۔“..... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”دیکھا تم نے عمران۔ یہ کس قدر خطرناک لوگ ہیں۔ پلیز ڈیڈی کو سمجھاؤ کہ وہ بلیک ڈریگن کی بات مان جائیں۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔“..... اب میکی نے

سارے تکلفات بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے مس میگی۔ اس طرح ان غنڈوں کے سامنے سر جھکا دینا غلط ہے۔ آپ ہمیں پہلے بتا دیتیں تو یہ اپنی ٹانگوں پر چل کر یہاں سے واپس نہ جاتے۔ ہم نے تو اس لئے مداخلت نہیں کی کہ ہمیں اصل حالات کا علم ہی نہ تھا لیکن اب آپ بے فکر رہیں۔ آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ ہم تھوڑی دیر بعد آئیں گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ پلیز۔ پلیز۔ آپ کوئی ایسا کام نہ کریں۔ جس سے ہمارے لئے خطرہ اور بڑھ جائے۔ پلیز عمران پلیز“..... میگی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”آپ فکر مت کریں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ آپ مہربانی کر کے واپس اپنے کمرے میں چلی جائیں“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”کک کک۔ کیا آپ وہاں اس کلب میں جا رہے ہیں“..... میگی نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں“..... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا تو میگی نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ اگر آپ ہماری خاطر اس جلتی آگ میں کودنا چاہتے ہیں تو یہ کیسے ممکن

ہے کہ ہم اپنے کمرے میں بیٹھے رہیں“..... میگی نے یکنخت بااعتماد لہجے میں کہا۔

”سوچ لیں۔ آپ خود کہہ رہی ہیں کہ وہ خطرناک لوگ ہیں۔ ایسی صورت میں کیا آپ کو ہمارے ساتھ جانا چاہئے“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں ضرور چلوں گی۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو“۔ میگی نے اٹل لہجے میں کہا۔

”اوکے آئیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ میگی بھی اس کے ساتھ تھی جبکہ ٹائیگر جوزف اور جوانا خاموشی سے ان کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جسے جدید آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بھاری جسامت اور چوڑے چہرے والا لمبا تڑنگا اور بدمعاش ٹائپ کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں جام تھا جسے وہ چسکی لے کر پی رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات تھے۔ شراب پیتے ہوئے وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا اور ٹیلی فون کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر سائڈ تپائی پر رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ استاد جیسا بول رہا ہوں“..... اس آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

”کالا بول رہا ہوں لائٹ ہوٹل سے“..... دوسری طرف سے

ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے“..... استاد جیدے کا لہجہ اور بھاری ہو گیا۔

”میں آپ کو ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں“..... کالے نے جواب دیا۔

”خطرہ۔ کیسا خطرہ۔ کھل کر بات کرو“..... استاد جیدے کے لہجے میں حیرت تھی۔

”آپ کو تو معلوم ہے کہ نواب عظمت علی خان اپنی بیٹی میگی کے ساتھ لائٹ ہوٹل میں مقیم ہیں۔ آج ان سے ملنے دارالحکومت کا ایک آدمی آیا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ اس کے ساتھ دارالحکومت کا مشہور غنڈہ کوبرا بھی تھا جو اصل میں عمران کا شاگرد ٹائیگر ہے اور دو دیو قامت سیاہ فام حبشی بھی تھے۔ جو اس عمران کے باڈی گارڈز بنے ہوئے تھے اور یہ عمران سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کا بڑا گہرا دوست ہے اور بظاہر یہ ایک احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن دارالحکومت کے بڑے بڑے غنڈے اور بدمعاش اس سے ڈرتے ہیں۔ عمران سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا ہے۔ وہ میگی کے ساتھ ہوٹل کے ہال میں بیٹھا تھا کہ بلیک ڈریگن اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچا اور اس نے ان کے سامنے میگی کو دھمکیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ اس وقت نواب صاحب ہال میں موجود نہ

تھے۔ بلیک ڈریگن اور اس کے ساتھی کے جانے کے بعد عمران نے ہوٹل کے ویٹر کو بلا کر اس سے پوچھ گچھ کی اور اسے بڑی مالیت کے نوٹ دیئے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا میں نے بعد میں اس ویٹر سے بات کی تو اس نے بتا دیا کہ وہ بلیک ڈریگن کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور ویٹر نے اسے بلیک ڈریگن اور اس کے کلب کے بارے میں بتا دیا ہے اور اب وہ میکی سمیت بلیک ڈریگن کلب گئے ہیں۔ میں نے پہلے وہاں فون کیا تو معلوم ہوا کہ بلیک ڈریگن وہاں موجود نہیں ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں..... کالے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس میں خطرے والی کون سی بات ہے۔ یہ بتاؤ“..... استاد جیدے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ آدمی عمران اگر ہارڈ ماسٹر کے پیچھے لگ گیا تو انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے“..... کالے نے جواب دیا تو استاد جیدا بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

”ہارڈ ماسٹر کے لئے خطرناک۔ کیسی بچکانہ بات کر رہے ہو تم نانسس“..... استاد جیدے نے منہ بنا کر کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ آپ میری بات کا یقین کریں“..... دوسری طرف سے کالے نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے تم نے آج شراب زیادہ پی لی ہے“..... استاد جیدے نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ادہ نہیں۔ آپ کو ان افراد کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں کہ شارلے سے بات کر لیں۔ وہ اس سے واقف ہے۔ وہ دارالحکومت میں کافی عرصہ گزار چکا ہے پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں“..... کالے نے جس لہجے میں بات کی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے استاد جیدے کی بات بے حد ناگوار گزری ہے۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا“..... استاد جیدے نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”استاد جیدا بول رہا ہوں۔ شارلے سے بات کراؤ“..... استاد جیدے نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ شارلے بول رہا ہوں جناب۔ خیریت۔ آج اتنے دنوں بعد آپ کو میری یاد کیسے آ گئی“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجے میں بے تکلفی تھی۔

”دارالحکومت کے کسی علی عمران کو جانتے ہو“..... استاد جیدے نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سخت لہجے میں پوچھا۔

”علی عمران۔ کون علی عمران“..... شارلے نے چونک کر کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا کہ ایک آدمی کے لئے ہارڈ ماسٹر کو ختم کر دیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم ہارڈ ماسٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ایک آدمی تو کیا، پورے پاکستان کی فوج بھی ہارڈ ماسٹر کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی“..... استاد جیدے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے جو مشورہ دیا ہے وہ انتہائی خلوص اور نیک نیتی سے دیا ہے۔ سمجھے۔ اس کے بعد تم کیا کرتے ہو یا تمہارا چیف کیا کرتا ہے مجھے اس سے غرض نہیں ہے“..... اس بار شارلے کے لہجے میں تلخی تھی۔

”اوکے۔ شکریہ۔ میں دیکھ لوں گا اس عمران کو“..... استاد جیدے نے بھی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آ جانے پر اس نے تیزی سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”استاد جیدا بول رہا ہوں“..... استاد جیدا نے سخت اور حکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ میں ہیڈ کوارٹر سے جیرا بول رہا ہوں۔“

دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”میری بات دھیان سے سنو جیرے“..... استاد جیدے نے کہا۔

”وہی جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن اکلوتا بیٹا ہے“..... استاد جیدے نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ میں جانتا ہوں اسے۔ بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ کیوں۔ یہ نام تمہاری زبان پر کیسے آ گیا“..... شارلے نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ یہ نام میری زبان پر کیوں نہیں آ سکتا“..... استاد جیدے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جرائم پیشہ افراد کے لئے تو یہ نام موت کے فرشتے جیسا ہے“..... استاد شارلے نے کہا تو استاد جیدا بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... استاد جیدے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے۔ پھر میں تمہیں تفصیل بتاؤں گا“..... شارلے نے کہا اور استاد جیدے نے کالے کے فون کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

”اوہ۔ کالا نے درست کہا ہے استاد۔ عمران واقعی ہارڈ ماسٹر کے لئے موت کا فرشتہ ہی ثابت ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے چیف کو فوراً مشورہ دو کہ وہ تنظیم کو مکمل طور پر کیمو فلاج کر کے ملک سے باہر جائے اور نواب سے بھی دوبارہ رابطہ نہ کرے ورنہ پوری ہارڈ ماسٹر تنظیم قبروں میں اتر جائے گی وہ بھی زندہ“..... شارلے نے لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... جیرے نے کہا۔

”ایک آدمی ہاشم پور آیا ہوا ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے اس کے ساتھ ایک مقامی آدمی اور دو دیو قامت سیاہ قام حبشی ہیں کالے سے اس کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لو اور ہارڈ مار کے تمام کلنگ ایجنٹوں کو فوری احکامات دے دو کہ اس علی عمران اس کے ساتھیوں کے لئے جنرل کلنگ آرڈر جاری کر دیا گیا ہے اسے جہاں بھی دیکھا جائے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ اسے کسی بھی صورت میں ہاشم پور سے زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ وہ اور اس کے ساتھ جو بھی افراد ہیں ان سب کے کلنگ آرڈرز دے دو“..... استاد جیدے نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... جیرے نے کہا اور استاد جیدے نے رسیورک دیا۔

”ہونہہ۔ موت کا فرشتہ۔ اب میں دیکھتا ہوں مزید کتنے سال لے سکتا ہے یہ موت کا فرشتہ جس سے سب ڈرے ہوئے ہیں“..... استاد جیدے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے ایسا اطمینان تھا جیسے اسے یقین ہو کہ جیرا، عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور جلد ہی ان لاشیں اس کے قدموں میں لا کر پھینک دے گا۔

عمران ڈائریکٹ بلیک ڈریگن کلب جانے کی بجائے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈریگن کلب سے کچھ فاصلے پر موجود ایک ریسٹورنٹ میں آ گیا تھا۔ وہ سب ریسٹورنٹ میں آ کر ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ میگی بھی موجود تھی۔ ریسٹورنٹ میں آتے ہی عمران نے ٹائیگر کر بلیک ڈریگن کلب بھیج دیا تاکہ وہ بلیک ڈریگن کی کلب میں موجودگی کا معلوم کر سکے اور وہاں کے انتظامات کو چیک کر سکے۔ اسے معلوم تھا کہ جس انداز کا یہ آدمی ہے اس کا کلب بھی اسی انداز کا ہوگا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میگی کے سامنے وہاں قتل و غارت ہو۔ اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ پہلے بلیک ڈریگن کے بارے میں معلومات حاصل کرے پھر اسے اغوا کرائے اور اس کے بعد اطمینان سے اس سے ساری معلومات حاصل کر لی جائیں اور اس کام کے لئے ٹائیگر بے حد مناسب آدمی تھا۔ وہ سب وہاں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔ تھوڑی

دیر بعد ٹائیگر واپس آ گیا۔

”کیا خبر ہے“..... عمران نے ٹائیگر کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”بلیک ڈریگن، کلب میں نہیں ہے“..... ٹائیگر نے عمران کے ساتھ ایک خالی کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ اور کیا پوزیشن ہے اس کلب کی“..... عمران نے پوچھا۔

”تھرڈ کلاس غنڈوں کی اکثریت ہے وہاں“..... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”گیا کہاں ہے بلیک ڈریگن“..... عمران نے پوچھا۔

”اس بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی کو بتا کر جاتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کس وقت واپس آئے گا“..... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”نو باس۔ اس کی واپسی کا کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے لیکن میں یہ معلوم کر آیا ہوں کہ بلیک ڈریگن بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”دراصل بلیک ڈریگن کی پشت پر اصل آدمی استاد جیڈا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

”استاد جیڈا۔ کون ہے یہ“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کسی اسمگلنگ ریکٹ کا سربراہ ہے اور ہاشم پور کا سب سے بڑا بدمعاش سمجھا جاتا ہے۔ اس کے پاس پیشہ ور قاتلوں کا پورا گروہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ استاد جیڈے کی مرضی کے بغیر پورے ہاشم پور میں کبھی کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہونے والے ہر جرم کے پیچھے یقینی طور پر استاد جیڈے کا ہی ہاتھ ہوتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس استاد جیڈے کا کوئی اتہ پتہ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”گولڈن سینڈ ہوٹل اس کا خاص اڈہ ہے باس۔ لیکن وہ وہاں کسی کے سامنے نہیں آتا۔ البتہ وہاں کا منیجر جہانگیر خان اس کا خاص آدمی ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر بلیک ڈریگن کا انتظار کرنے کی بجائے اس استاد جیڈے کے پاس چلتے ہیں اور کچھ نہیں تو اس سے ہی مذاکرات ہو جائیں“..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”لیس باس“..... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”دیکھو عمران۔ میں اب بھی کہتی ہوں کہ تم میری بات مان جاؤ“..... مسکی نے کہا۔

”کون سی بات“..... عمران نے کہا۔

”تم بلاوجہ ان غنڈوں، بدمعاشوں کے منہ نہ لگو۔ یہ حد درجہ گھٹیا

لوگ ہیں اور خطرناک بھی۔ میں جس طرح ڈیڈی کو ان سے بچانا چاہتی ہوں اسی طرح میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گی کہ تم ان سے دور ہی رہو۔ میں پھر کوشش کروں گی کہ ڈیڈی ان کی بات مان جائیں۔ اراضی انہیں دے دیں اور یہ سارا معاملہ ہی ختم ہو جائے۔..... میگی نے ایک بار پھر عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ وہ اب بے تکلفی سے بات کر رہی تھی۔

”مس میگی۔ اگر تمہیں ڈر لگ رہا ہے تو پھر تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم نواب صاحب کے پاس واپس چلی جاؤ۔ تمہاری وجہ سے ہم لوگ کھل کر ان غنڈوں کو سبق نہیں سکھا پا رہے۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ ان غنڈوں اور بد معاشوں کو سیدھا کرنا ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آج کے بعد وہ تمہیں دوبارہ کہیں نظر نہیں آئیں گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تو تم میری وجہ سے پریشان ہو رہے ہو۔..... میگی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔..... عمران نے صاف لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اب تم سے زیادہ میں خود بھی ان غنڈے اور بد معاشوں کو سبق سکھاؤں گی۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں مارشل آرٹ میں کیمرج یونیورسٹی کی چیمپئن ہوں۔ میں تو اس لئے ان کے منہ نہ لگنا چاہتی تھی کہ ڈیڈی ایسی باتوں کو پسند نہیں کرتے ورنہ ان غنڈے

اور بد معاشوں میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ میرے سامنے اونچی آواز میں بات بھی کر سکیں۔..... میگی نے اس بار بڑے دبنگ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران ویٹر کو بلا کر بل کی ادائیگی کرتا۔ اچانک ریسٹورنٹ کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دروازے میں سے دو لمبے قد اور بھاری جسموں کے غنڈے نما آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھاری ریوالور پکڑے ہوئے تھے۔ ان غنڈوں نے اپنے سروں پر نیلے رنگ کے رومال باندھ رکھے تھے۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی ریسٹورنٹ کے ہال میں موجود لوگ بے اختیار خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کرسیوں سے اٹھے اور بے تحاشہ انداز میں دیواروں کی طرف دوڑنے لگے۔ وہ اس طرح دوڑ رہے تھے جیسے انہیں غنڈوں کی بجائے موت کے فرشتے نظر آ گئے ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

”یہی گروپ ہے۔ بالکل یہی گروپ ہے۔ فائر۔..... اچانک ایک غنڈے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالور بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف سیدھے کئے اور دوسرے لمحے ریسٹورنٹ کا ہال بھاری ریوالوروں کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن چیخیں ان دونوں کے حلق سے برآمد ہوئی تھیں جبکہ فائرنگ جوزف اور جوانا کی طرف سے کی گئی

تھی۔ وہ دونوں غنڈے بری طرح چیختے ہوئے اپنے ہاتھ جھٹک رہے تھے۔ ان دونوں کے ریوالور ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرے تھے۔

”رک جاؤ۔ یہاں قتل و غارت نہیں ہونی چاہئے“..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ دونوں غنڈے ایک جھٹکے سے بیدھے ہوئے۔ ان کے چہرے غصے کے سرخ ہو رہے تھے۔ غصے کی شدت سے ان کے جسم کانپ رہے تھے اور وہ جوزف اور جوانا کی طرف قہر بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

”تم ٹھہرو جوانا۔ ان مجھروں کے لئے دو شیروں کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں“..... جوزف نے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا رک گیا۔ ان دونوں نے یلکھت اپنی جیبوں سے تیز دھار خنجر نکال لئے لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر دو دھماکے ہوئے اور وہ دونوں ایک بار پھر بری طرح چیختے ہوئے اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے لگے۔

جوزف نے ایک بار پھر ان پر فائر کھول دیا تھا اور اس بار بھی اس کے ریوالور سے نکلنے والی گولیاں ان کے خنجروں پر پڑی تھیں اور خنجر ان کے ہاتھوں سے نکل کر ٹکڑوں کی صورت میں چھناکے کی آواز کے ساتھ فرش پر گر گئے تھے اور وہ دونوں ایک بار پھر اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اب جوزف ان کے قریب پہنچ

گیا تھا۔ اس کا ریوالور بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر میں غائب ہو گیا تھا۔ جوزف کے قریب پہنچتے ہی ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر جوزف پر بیک وقت حملہ کر دیا۔ وہ دونوں خاصے طاقتور تھے اور ان کے انداز میں پھرتی کے ساتھ ساتھ مہارت بھی تھی لیکن جیسے ہی ان کے جسم اڑتے ہوئے جوزف کی طرف بڑھے، جوزف کا ہاتھ گھوما اور اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا ہال کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا جبکہ دوسرے کی گردن پر جوزف کا ہاتھ جم گیا تھا اور وہ آدمی اب ہوا میں اٹھا ہوا اس بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے اس کے جسم کے ایک ایک عضو سے جان نکل رہی ہو۔ دیوار سے ٹکرا کر گرنے والا آدمی اب فرش پر کسی مردہ چھپکلی کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

جوزف اس آدمی کو اس طرح ہوا میں اٹھائے واپس مڑا اور اس نے عمران کے سامنے اس آدمی کو لا کر اس طرح فرش پر پٹخ دیا جیسے دھوبی کپڑے دھوتے ہوئے انہیں پتھر پر مارتے ہیں اور وہ آدمی فرش پر گر کر بری طرح چیختا ہوا پھڑک کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اس آدمی کا جسم ایک دھماکے سے واپس فرش پر گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ جو پہلے ہی بری طرح بگڑا ہوا تھا اور زیادہ بری طرح بگڑتا چلا گیا۔ عمران نے پیر کو واپس موڑا تو اس آدمی کے منہ سے

خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں لگیں۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ بولو“..... عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔
 ”کس۔ کس۔ سا جو۔ سا جو“..... اس آدمی کے حلق سے
 خرخراتی ہوئی آواز نکلی۔

”کس نے بھیجا ہے تمہیں“..... عمران نے دوسرا سوال کیا۔

”ہیڈ کوارٹر نے۔ ہارڈ ماسٹر ہیڈ کوارٹر نے“..... رستم نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ جیسے وہ
 لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔ جیسے الفاظ اس کے منہ سے خود بخود
 پھسلتے ہوئے باہر نکل رہے ہوں۔

”کہاں ہے یہ ہیڈ کوارٹر“..... عمران نے پوچھا۔

”ہمیں نہیں معلوم۔ ہمیں تو بس حکم ملتا ہے اور ہم حکم کی تعمیل
 کرتے ہیں۔ ہمیں اس کا معاوضہ مل جاتا ہے“..... سا جو نے
 جواب دیا۔

”کون چیف ہے ہیڈ کوارٹر کا“..... عمران نے پوچھا۔

”اس۔ استاد جیدا۔ استاد جیدا“..... سا جو نے جواب دیا۔

”کیا حکم ملا تھا۔ بولو“..... عمران نے پوچھا۔

”تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت ہلاک کرنے کا حکم تھا“۔ سا جو

نے جواب دیا۔

”کیا صرف تمہیں حکم ملا ہے یا اور لوگ بھی ہیں“..... عمران

نے پوچھا۔

”سارے گروپ کو جنرل کلنگ آرڈر ہے“..... سا جو نے جواب

دیا اور عمران نے پیر کو مخصوص انداز میں موڑ کر یککھٹ اٹھا لیا۔ سا جو
 کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش
 ہو چکا تھا۔ ریسٹورنٹ کے ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔
 ہر شخص اس طرح خاموش کھڑا ہوا تھا جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا
 ہو۔

”آؤ“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیز تیز قدم
 اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جندلحوں بعد ان کی کار تیزی
 سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ
 سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ میگی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور
 جوزف اور جوانا، ٹائیگر کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میگی
 کے چہرے پر اب شدید خوف کے تاثرات نظر آرہے تھے۔ شاید وہ
 عمران اور اس کے ساتھیوں کی اس کارروائی سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم نے۔ یہ سب کیسے کر لیا۔ کیا تم بھی جرائم پیشہ
 ہو“..... اچانک میگی نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران
 بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ تم تو ڈری ہوئی لگ رہی ہو۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم
 کہہ رہی تھیں کہ تم مارشل آرٹ میں چیمپین ہو“..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں چیمپین ہوں۔ لیکن جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے۔

میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ تمہارا چہرہ دیکھ کر میں واقعی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اُف خدا کی پناہ تمہارے چہرے پر درندگی تھی۔ انتہائی خونخوار جانور جیسی درندگی۔ تمہارا روپ دیکھ کر میں سچ میں کانپ اٹھی تھی..... میگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 ”دشمنوں کے لئے میں ایسا ہی درندہ ہوں“..... عمران نے کہا۔
 ”اسی لئے تو میں تم سے ڈر گئی تھی“..... میگی نے کہا۔

تو کیا اب میں تمہیں واپس ہوٹل میں ڈراپ کر دوں۔ امید ہے اب تم ہمارے ساتھ جانے کی ضد نہیں کرو گی“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میرا ڈر ختم ہو گیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گی“..... میگی نے جواب دیا۔

”سوچ لو۔ جنرل کلنگ آرڈر کا مطلب ہے کہ کسی بھی وقت ہم پر کسی بھی جانب سے گولیوں کی بوچھاڑ کی جا سکتی ہے۔ ہمارے ساتھ ساتھ تم بھی شکار بن سکتی ہو“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”کوئی بات نہیں۔ تم میرے ساتھ ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے“..... میگی نے کہا۔

”باس۔ اس طرح تو ان کے والد صاحب کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے“..... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی نواب صاحب کو اطلاع کر دینی چاہئے بلکہ میگی تم ایسا کرو کہ نواب صاحب کو لے کر فوراً

حویلی چلی جاؤ۔ ہم وہاں تم سے آکر ملیں گے“..... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک چوک پر پہنچ کر اس نے کار کا رخ موڑ دیا۔

”مم۔ مم۔ مگر۔ میں.....“ میگی نے کچھ کہنا چاہا۔

”نہیں میگی۔ ٹائیگر کی بات درست ہے۔ اب خوفناک کھیل کا آغاز ہو چکا ہے اور یہ لوگ انتہائی تھرڈ کلاس غنڈے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے کسی بھی قسم کی انتہائی کارروائی ہو سکتی ہے۔ اس لئے تم نواب صاحب کو فوراً حویلی لے جاؤ۔ اسی میں تمہاری اور نواب صاحب کی بھلائی ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو میگی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

”کیا ہوا۔ تم نے کار کیوں روک دی ہے“..... میگی نے چونک کر پوچھا۔

”تم ٹیکسی پر بیٹھ کر واپس چلی جاؤ۔ ہم اس استاد جیدے پر فوری ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں“..... عمران نے کہا تو میگی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگی۔

”ارے جاتے جاتے کم از کم ہمیں اپنی حویلی کا پتہ تو بتاتی جاؤ ورنہ ہم کہاں ڈھونڈتے رہیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میگی نے مڑ کر اسے پتہ بتا دیا اور پھر نیچے اتر گئی۔ عقبی سیٹ سے ٹائیگر نیچے اترتا اور اس نے وہاں سے گزرنے والی ٹیکسی کو ہاتھ

دینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ٹیکسی رکی تو ٹائیگر نے میگی کو ٹیکسی میں سوار کرایا اور جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو ٹائیگر آکر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”کار کی ڈگی میں ماسک باکس موجود ہے۔ وہ نکال لاؤ۔ کم از کم حلیے تو تبدیل کر لیں۔ نجانے کتنے افراد ہماری تاک میں ہوں گے“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر ایک بار پھر سیٹ سے نیچے اتر ا اور کار کی ڈگی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ماسک باکس موجود تھا۔ اس کے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہی عمران نے کار کا رخ سائیڈ پر موجود درختوں کے جھنڈ کی طرف موڑ دیا۔ جھنڈ میں کار روک کر وہ سب نیچے اتر آئے اور پھر عمران نے پہلے اپنے چہرے اور سر پر ماسک چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے تھپتھا کر اسے ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے جوزف اور جوانا کے چہروں پر بھی ماسک چڑھائے اور ان کو ایڈجسٹ کر دیا۔ اس دوران ٹائیگر خود ہی اپنے چہرے پر ماسک چڑھا کر اسے ایڈجسٹ کر چکا تھا۔ اب ان چاروں کے چہرے اور بالوں کے ڈیزائن اور رنگ یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔

”میرا خیال ہے باس کہ ہمیں یہاں پہلے کوئی ٹھکانہ حاصل کر لینا چاہئے اور لباس بھی تبدیل کر لینے چاہئیں۔ نجانے مجھے یہ گیم طویل اور خطرناک ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے“..... ٹائیگر نے سائیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں تو خاصا وقت لگ جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”میں کال کرتا ہوں۔ یہاں ہاشم پور میں ایسے افراد موجود ہیں جو کوبرا کا نام سنتے ہی ہمیں سب کچھ مہیا کر دیں گے“..... ٹائیگر نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر وہ تیزی سے نمبر پر پریس کرنے لگا۔ کچھ دیر وہ کوشش کرتا رہا پھر اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔

”نمبر ہی انگیج ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ماسٹر۔ آپ آئے تو یہاں کسی اور کام سے تھے لیکن اس چکر میں پھنس گئے۔ آپ یہ کام ہم پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ ہم سنیک کلرز اس ہارڈ ماسٹر کے ٹکڑے اڑا دیں گے“..... جوانا نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کام مجھے ہی کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ مس میگی کے سر پر مجھے گھاشا دیوتا منڈلاتا نظر آ رہا ہے“..... اچانک جوزف نے عمران کے جواب دینے سے پہلے کہہ دیا۔

”یہ گھاشا دیوتا شاید کسی گدھ کی نسل کا ہوگا جو منڈلاتا رہتا ہوگا لیکن مس میگی تو زندہ ہے جبکہ گدھوں کے بارے میں تو سنا اور دیکھا ہے کہ وہ تو لاشوں پر منڈلاتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”گھاشا دیوتا موت کے دیوتا کا نائب ہے باس اور وہ سفید گدھ کی شکل کا ہی ہوتا ہے“..... جوزف نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”تو پھر منڈلانے دو اسے۔ جب تک میگی زندہ ہے وہ منڈلانے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے موت سے کیا ڈرنا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اس دوران مسلسل سیل فون پر نمبر پر لیس کر رہا تھا لیکن وہ جس سے رابطہ کرنا چاہتا تھا اس کا نمبر مسلسل انگیج جا رہا تھا۔

”باس۔ ایک بات پوچھنی ہے“..... جوزف نے کہا۔

”کون سی بات“..... عمران نے کہا۔

”یہ لوگ نواب صاحب سے جنگل کیوں خریدنا چاہتے ہوں گے“..... جوزف نے کہا۔

”نواب صاحب کی جاگیر کافرستان کی سرحد پر واقع ہے اور لامحالہ یہ جنگل عین سرحد پر ہو گا اور استاد جیڈا سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے۔ اس سے اس کے جنگل خریدنے کا مقصد سامنے آ جاتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن باس۔ ایسی صورت میں اسے جنگل خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ نواب صاحب نے وہاں جا کر اس کا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ ویسے بھی وہ ملک سے باہر رہتے ہیں“..... جوزف نے

جواب دیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی اور چکر چل رہا ہے۔ اب تو مجھے واقعی اس کیس کی تہہ تک پہنچنا ہو گا ورنہ اب تک تو میرا خیال یہی تھا کہ اس استاد جیڈا کا خاتمہ کر کے معاملہ ختم کر دیں گے۔ یہ لوگ عام سے غنڈے ہیں۔ اپنے چیف کی موت کے بعد خوفزدہ ہو جائیں گے اور نواب صاحب کا پیچھا چھوڑ دیں گے لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے خیال آ رہا ہے کہ صورتحال اتنی سادہ نہیں ہے جتنی میں سمجھ رہا ہوں ضرور معاملہ گڑبڑ ہے اور اب ہمیں اس گڑبڑ کا پتہ کرنا ہو گا“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر کا رابطہ قائم ہو گیا۔ وہ کچھ دیر بات کرتا رہا پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سیل فون بند کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

”کیا ہوا“..... اسے مطمئن دیکھ کر عمران نے پوچھا۔

”باس۔ گرین وڈ کالونی۔ ڈی بلاک، کوٹھی نمبر بارہ ہمارے لئے بک ہو چکی ہے۔ وہاں ہمیں ہمارے مطلب کی سب چیزیں بھی مل جائیں گی“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے چہرے پر اب فکر کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔

استاد جیدا اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسپنڈ اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”استاد جیدا بول رہا ہوں“..... استاد جیدے نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

”راکا بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس راکا بولو۔ کیوں کال کیا ہے“..... استاد جیدے نے اسی انداز میں کہا۔

”باس نے بھیجا ہے میں اپنے دس آدمیوں کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کے باہر موجود ہوں“..... دوسری طرف سے راکا کی آواز سنائی دی۔

”ہیڈ کوارٹر کے باہر۔ کیا مطلب“..... استاد جیدے نے چونکتے

ہوئے کہا۔

”میں پوائنٹ سکسٹی کی بات کر رہا ہوں“..... راکا نے جواب دیا۔

”لیکن کیوں۔ باس نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے“..... استاد جیدے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس کو خطرہ ہے کہ کہیں تمہاری کسی غلطی کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر میں نہ پہنچ جائیں۔ گو کہ تم نے باس کے کہنے کے مطابق ہیڈ کوارٹر سیلڈ کر دیا ہے اور اسے مکمل طور پر کیمو فلاج بھی کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود اس خدشے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں اس لئے باس نے کہا ہے کہ میں مسلح افراد کے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں شفٹ ہو جاؤں تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جب بھی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں میں اور میرے ساتھی انہیں ایک لمحے میں ہلاک کر دیں“۔ راکا نے کہا۔

”یہ کام تو میں اور میرے آدمی بھی کر سکتے ہیں۔ نہ میرے پاس آدمیوں کی کمی ہے اور نہ اسلحے کی۔ پھر باس کو تمہیں یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت آن پڑی تھی۔ کیا تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر سکو“..... استاد جیدے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارے اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سوال

پوچھنا ہے تو باس کو کال کر لو۔ کال کر کے باس سے یہ بھی کہہ دینا کہ تم نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے اور یہ بتانے کے باوجود کہ مجھے اور میرے مسلح ساتھیوں کو باس نے بھیجا ہے تم نے ہیڈ کوارٹر اوپن نہیں کیا۔..... راکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں باس سے یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو حکم نہ ماننے کی صورت میں باس مجھے ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔..... استاد جیدے نے کہا۔

”تو پھر ہمارے لئے سپیشل وے کھولو اور ہمیں اندر آنے دو۔ بے فکر رہو۔ میں اور میرے آدمی تمہارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ یہ سمجھ لو کہ میں اور میرے آدمی تمہاری مدد کے لئے آئے ہیں اور ہم سب مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کریں گے اور ان کی لاشیں گرا دیں گے۔..... راکا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کھلواتا ہوں راستہ۔..... استاد جیدے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر بریس کرنے شروع کر دیے۔

”زبیر بول رہا ہوں۔..... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

”استاد بول رہا ہوں۔..... استاد جیدے نے تھکمانہ لہجے میں

کہا۔

”اوہ۔ لیس باس حکم۔..... استاد جیدے کی آواز سن کر زبیر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”باس نے راکا اور اس کے ساتھ دس مسلح افراد کو یہاں بھیجا ہے جو ہمارے ہیڈ کوارٹر میں رہ کر ہماری حفاظت کریں گے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے تو یہ لوگ ہمارے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اور ان کی لاشیں گرائیں گے۔ میری راکا سے بات ہو گئی ہے۔ تم ان کے لئے سپیشل وے کھول دو تاکہ وہ اندر آ سکیں۔..... استاد جیدے نے کہا۔

”سپیشل وے۔ لیکن باس۔.....“ زبیر نے کہنا چاہا۔

”جیسا کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو نائنس۔ اور سنو۔ سپیشل وے کھولنے سے پہلے ہنڈرڈ ون بلیو لائٹ سے ان کے میک اپ ضرور چیک کر لینا۔ اگر ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں ہو تو اسے گیٹ پر لگی ہوئی آٹو میٹک گن سے ہلاک کر دینا۔..... استاد جیدے نے سخت لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔.....“ زبیر نے کہا اور استاد جیدے نے رسیور رکھ

دیا۔

”ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا۔ باس نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے ایسا مسلح گروپ پہلے کبھی نہیں بھیجا تھا۔ پھر اب کیوں۔“ استاد جیدے نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک لمبا تڑنگا بدمعاش ٹائپ کا نوجوان اندر

داخل ہوا۔ اس نوجوان کے چہرے پر خباثت ثبت دکھائی دے رہی تھی۔

”آؤ راکا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... استاد جیدے نے اسے دیکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم تھا کہ میں سیدھا تمہارے ہی آفس میں آؤں گا“..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔

”کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہیں جو پسند ہے وہ میرے آفس میں ہی موجود ہے“..... استاد جیدے نے کہا۔

”ریڈ وائن کی بات کر رہے ہو“..... راکا نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں“..... استاد جیدے نے کہا۔

”اس کی طلب تو مجھے واقعی محسوس ہو رہی ہے لیکن میں اس وقت پینے پلانے کے موڈ میں نہیں ہوں“..... راکا نے کہا۔

”کیا مطلب“..... استاد جیدے نے چونک کر کہا۔

”بتاتا ہوں تم ایسا کرو کہ پہلے دو بوتلیں منگوا کر میرے سامنے رکھ دو۔ اپنا کام ختم کرتے ہی میں دونوں بوتلیں پی لوں گا“۔ راکا نے کہا۔

”کون سا کام“..... استاد جیدے نے کہا۔

”پہلے تم بوتلیں تو منگواؤ پھر کام بھی بتا دوں گا“..... راکا نے

سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ استاد جیدہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا لیکن راکا کے چہرے پر سوائے خباثت کے کچھ نہ تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ریڈ وائن کی بگ سائز کی دو بوتلیں میرے آفس میں لے آؤ“..... استاد جیدے نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا تو استاد جیدے نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”میں نے بوتلیں منگوا لی ہیں اب تو بتا دو کس کام کی بات کر رہے تھے“..... استاد جیدے نے کہا۔

”اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ پہلے بوتلیں تو آ لینے دو۔ کام کرنے کے لئے میں ان بوتلوں کو دیکھ کر ان کا سرور محسوس کرنا چاہتا ہوں تاکہ کام کرنے کا لطف لے سکوں“..... راکا نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بڑی عجیب اور پراسرار باتیں کر رہے ہو۔ مجھے تمہارے ارادے کچھ ٹھیک نظر نہیں آ رہے“..... استاد جیدے نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو راکا بے اختیار ہنس پڑا۔

”بے فکر رہو۔ میرے ارادے بالکل ٹھیک ہیں“..... راکا نے

کہا۔

”اچھا باس کو اس بات کا خدشہ کیوں ہے کہ ہیڈ کوارٹر سیلڈ ہونے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ جائیں گے۔“ استاد جیدے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”تم نے جن افراد کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک نے زبان کھول دی تھی۔ اس نے تمہارا نام بھی عمران کو بتا دیا تھا اور تمہارے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی عمران کو پتہ چل چکا ہے۔ اس لئے باس کو یقین ہے کہ عمران اب ہر صورت میں تم تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ تم تک پہنچ گیا تو باس کے ساتھ ساتھ تنظیم کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور باس ایسا نہیں چاہتا۔“..... راکا نے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں دو بگ سائز کی شراب کی بوتلیں، دو گلاس اور آئس کیوب کا باکس موجود تھا۔ اس نے ٹرے لا کر راکا کے قریب میز پر رکھ دی۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں باقی کام خود کر لوں گا۔“..... راکا نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی نے استاد جیدے کی طرف دیکھا۔ جیدے نے ہلکا سا سر ہلا کر اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ راکا کی نظریں بوتلوں پر جمی ہوئی

تھیں۔ بوتلوں کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی اور وہ ندیدی نظروں سے ان بوتلوں کو دیکھ رہا تھا۔

”اتنے بے صبرے ہو تو اٹھا کر بوتل کھولو اور چڑھا لو اسے۔“ استاد جیدے نے اس کی نظریں دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ان بوتلوں کو دیکھ کر ہی نشہ طاری ہو گیا ہے۔ ابھی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ بوتلیں ضرور کھلیں گی لیکن کام پورا ہو جانے کے بعد۔“..... راکا نے کہا۔

”پھر کام۔ آخر تم کس کام کی بات کر رہے ہو۔“..... استاد جیدے نے ناگواری سے کہا۔

”ایک منٹ۔ ابھی بتاتا ہوں۔“..... راکا نے کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا پھر اس نے کال بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”لیس باس۔ وحید بول رہا ہوں۔“..... رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز

سنائی دی۔

”کام ہوا۔“..... راکا نے پوچھا۔

”لیس باس۔ میں نے چاروں طرف آدمی پھیلا دیئے۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔“..... وحید نے کہا۔

”اوکے۔ کام شروع کر دو۔“..... راکا نے کہا۔

”لیس باس۔“..... وحید نے کہا تو راکا نے سیل فون کان سے ہٹایا اور بٹن پریس کر کے کال ڈسکنٹ کر دی اور سیل فون اپنی

جیب میں ڈال لیا۔

”کون سا کام شروع کرنے کا کہا ہے تم نے“..... استاد جیدے نے کہا جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ راکا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیسے ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا استاد جیدہ یہ دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا کہ اس کے ہاتھ میں مشین پٹل تھا۔ راکا نے مشین پٹل کا رخ استاد جیدے کی طرف کر دیا۔ مشین پٹل دیکھ کر استاد جیدہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے گن کیوں نکالی ہے“..... استاد جیدے نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ گن نہیں مشین پٹل ہے دوست“..... راکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن.....“ استاد جیدے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”لیکن ویکن کے ساتھ تمہارا وقت بھی ختم ہو چکا ہے دوست۔ باس نے مجھے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ تم سب کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی احکامات ملے ہیں کہ میں تمہارے ہیڈ کوارٹر کو بموں سے اڑا دوں“..... راکا نے کہا تو اس کی بات سن کر استاد جیدے کا رنگ

زرد پڑ گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... استاد جیدے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایک کڑوا سچ جو تمہیں مجبوراً سننا پڑ رہا ہے“..... راکا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے تو کہا تھا کہ باس نے تمہیں یہاں میری حفاظت کے لئے بھیجا ہے“..... استاد جیدے نے کہا۔ اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ اپنی جیب کی طرف جا رہا تھا۔

”وہ سب تو میں نے تم سے پیشل دے کھلوانے اور ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے کہا تھا۔ میں یہ سب نہ کہتا تو کیا تم میرے لئے ہیڈ کوارٹر کا پیشل دے کھلاتے“..... راکا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو استاد جیدے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تو تم دھوکے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے ہو“..... استاد جیدے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”محبت اور جنگ میں سب جائز ہے دوست اور پھر مجھے تو نہ تم سے محبت ہے اور نہ ہی میری تم سے جنگ ہے۔ میں تو حکم کا غلام ہوں۔ باس کا حکم ہے اور مجھے اس پر عمل کرنا ہی پڑے گا“..... راکا نے کہا۔ اسی لمحے استاد جیدے کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالتا اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور استاد جیدے کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔

وہ اچھل کر پیچھے موجود اپنی کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اس کے سینے میں بے شمار سوراخ ہو گئے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سینے میں لاتعداد گرم گرم سلاخیں گھس گئی ہوں۔ اس کے دل و دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے اس نے سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے اس کا دماغ گھپ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

”میرا کام پورا ہو گیا ہے اب میں اطمینان سے ریڈ وائن پی سکتا ہوں“..... اس کے ڈوبتے دماغ میں راکا کی کھلکھلاتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس کے تمام احساسات فنا ہوتے چلے گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو جدید دفتری انداز میں سجایا ہوا تھا۔ میز کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے پر انتہائی بے چینی اور اضطراب کے تاثرات نمایاں تھے۔ میز پر مختلف رنگوں کے چار فون رکھے ہوئے تھے۔ سامنے اس کا جدید سیل فون بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کی نظریں بار بار ان فون سیٹوں اور سیل فون پر پڑتیں لیکن جب وہ انہیں خاموش دیکھتا تو ایک بار پھر اسی اضطراب اور بے چینی کے عالم میں ٹہلنا شروع کر دیتا۔ چند لمحوں بعد اچانک سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کے فون کا شدت سے منتظر ہو۔

”لیس اسمتھ سپیکنگ“..... غیر ملکی کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

”ہیڈلی بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے۔ دیر کیوں لگا دی رپورٹ دینے میں۔“
 ”انسس“..... اسمتھ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
 ”باس۔ کام اب مکمل ہوا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے“..... دوسری طرف سے ہیڈلی نے جواب دیا۔
 ”کیسے۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... اسمتھ نے تیز اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”استاد جیدے کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے
 بموں سے اڑا دیا گیا ہے۔ آپریشن درست طور پر مکمل ہوا ہے۔
 استاد جیدے کا کوئی ایک ساتھی بھی زندہ نہیں بچ سکا ہے۔ سب کچھ
 ختم کر دیا گیا ہے اور یہ سب کام راکا نے کیا ہے“..... ہیڈلی نے
 جواب دیا اور پھر اس نے اسمتھ کو راکا اور اس کے ساتھیوں کے
 استاد جیدے کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے اور وہاں ہونے والی
 تمام کارروائی سے آگاہ کر دیا تو اسمتھ نے بے اختیار ایک طویل
 سانس لیا۔

”تمہیں یقین ہے کہ سب کچھ بالکل اسی طرح ہوا ہے جس
 طرح میں نے تمہیں کرنے کا حکم دیا تھا“..... اس بار اسمتھ کے
 لہجے میں نرمی تھی۔

”لیس باس۔ آپ کے احکامات کے مطابق ہی آپریشن مکمل کیا
 گیا ہے“..... دوسری طرف سے ہیڈلی نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”اوکے“..... اسمتھ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ گھوم کر میز کی
 دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز
 کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا
 اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ فریکوئنسی
 ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔
 ”ہیلو۔ ہیلو۔ بگ چیف آف ہارڈ ماسٹر کالنگ۔ اوور“..... اس
 نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیس۔ ڈبل ون انڈنگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں ایک مردانہ
 آواز سنائی دی۔

”ڈبل ون۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرناک ایجنٹ عمران
 ہمارے خلاف حرکت میں آ گیا ہے۔ اس لئے میں نے پاکیشیا کا
 سیٹ اپ مکمل طور پر آف کر دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ پاکیشیا ہیڈ
 کوارٹر کو فوری طور پر کیمو فلاج کر دو۔ یہ عمران یقیناً ہیڈ کوارٹر کی
 تلاش میں سائٹ ون پر آئے گا۔ اسے وہاں سے کسی قسم کا کلیو نہیں
 ملنا چاہئے۔ اوور“..... اسمتھ نے کہا۔

”لیکن باس یہاں تو ماسٹر پراجیکٹ پر انتہائی اہم کام ہو رہا
 ہے۔ سارا کام فوری طور پر ختم کرنا ہو گا۔ اوور“..... دوسری طرف
 سے ڈبل ون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ بند کر دو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ہیڈ کوارٹر ہی ختم ہو
 جائے۔ جب عمران واپس چلا جائے گا تو ہم اسے دوبارہ شروع کر

دیں گے۔ اور..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس آدمی کا ہی خاتمہ کر دیا جائے۔ اور..... ڈبل ون نے جھجکتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ڈبل ون۔ عمران کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس عمران کے ختم ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس فوری طور پر حرکت میں آجائے گی اور پھر نہ صرف ہمارا پاکیشیا کا سیٹ اپ بلکہ بھانٹان کا سیٹ اپ بھی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ اور..... اسمتھ نے اس بار سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ سپیشل انڈر گراؤنڈ تل کے ذریعے اس پراجیکٹ کو بھانٹان سیکشن میں ٹرانسفر کر دیں۔ اس کام میں زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے لگ جائیں گے لیکن اس طرح کام تو ہوتا رہے گا۔ اور..... ڈبل ون نے کہا۔

”کیا ایسا ممکن ہے..... اسمتھ نے پوچھا۔

”لیس باس..... ڈبل ون نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ایسا کر لو۔ لیکن پھر وہاں کسی قسم کا کوئی کلیو باقی نہیں رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر اس عمران کو معمولی سا کلیو بھی مل گیا تو وہ بھانٹان بھی پہنچ جائے گا۔ اور..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ پاکیشیا ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر سیلڈ

کر دیا جائے گا۔ اور..... ڈبل ون نے کہا۔

”اوکے۔ ابھی سے کام شروع کر دو۔ اور اینڈ آل..... اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”ایس ون بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اسمتھ بول رہا ہوں..... اسمتھ نے کہا۔

”لیس باس..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے ڈبل ون کو استاد جیدے کے کلنگ آرڈرز دیئے تھے اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو بموں سے اڑانے کا حکم دیا تھا۔ اس کا مجھے ابھی فون آیا ہے کہ اس نے میری ہدایات پر عمل کر دیا ہے اور استاد جیدے کو ہلاک کر کے اس کا ہیڈ کوارٹر بموں سے اڑا دیا ہے۔ تم فوری طور پر معلوم کرو کہ ڈبل ون نے مجھے جو اطلاع دی ہے وہ درست ہے یا نہیں..... اسمتھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ میں معلوم کرتا ہوں..... ایس ون نے کہا تو اسمتھ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”اسمتھ بول رہا ہوں..... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ایس ون بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایس ون کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... اسمتھ نے پوچھا۔

”ڈبل ون نے آپ کو درست رپورٹ دی ہے باس۔ اس نے استاد جیدے کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے“..... دوسری طرف سے ایس ون نے کہا تو اسمتھ کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اوکے“..... اسمتھ نے کہا اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور کر یڈل پر رکھ دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی نواب عظمت صاحب کی قدیم طرز تعمیر کی حامل وسیع و عریض لیکن انتہائی شاندار حویلی کے بڑے کمرے میں موجود تھا۔ حویلی میں آنے سے پہلے وہ سب اس جنگل میں گئے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے جنگل کی چیکنگ کی تھی جسے ہارڈ ماسٹر گروپ کا باس بلیک ڈریگن، نواب صاحب سے ہر صورت میں خریدنا چاہتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس جنگل کا ایک ایک حصہ چھان مارا تھا لیکن وہاں انہیں ایسا کوئی سراغ نہ ملا تھا جس سے انہیں اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہو کہ وہاں کوئی ایسا غیر قانونی کام کیا جا رہا تھا جسے مستقل طور پر چھپانے کے لئے بلیک ڈریگن، نواب صاحب سے یہ جنگل خریدنا چاہتا ہو۔ وہ سب ابھی اس جنگل کا دورہ کر کے آئے تھے۔ نواب صاحب کا ایک ملازم انہیں گیسٹ روم میں بٹھانے کے بعد نواب صاحب اور میکی

کو ان کی آمد کی اطلاع دینے گیا ہوا تھا۔ عمران کی فراخ پیشانی پر
شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔

”باس“..... اچانک ٹائیگر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کچھ کہنا چاہتے ہو“..... عمران نے اس کی طرف غور سے
دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی
کے تاثرات دیکھ کر اس میں بات کرنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی اسی
لئے وہ جھجک رہا تھا۔

”کہو۔ کیا بات ہے“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ استاد جیدے کی موت اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی جہاں
سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے سارا سیٹ اپ ہی ختم
کر دیا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں اور اس جنگل میں بھی کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس
سے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کا وہاں اڈہ ہے اور یہی بات مجھے کھٹک
رہی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے باس کہ ابھی انہوں نے وہاں اڈہ نہ بنایا ہو۔ پہلے
وہ اسے خریدنا چاہتے ہوں اور پھر وہاں اپنا اڈہ قائم کرنا چاہتے
ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”نہیں۔ نواب صاحب کافی طویل عرصہ کے بعد واپس آئے

ہیں۔ ایسے لوگ ان کی آمد کا انتظار نہیں کر سکتے اور جس انداز میں
یہ سارا سیٹ اپ ختم کیا گیا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ
انہوں نے صرف ہمارے خوف کی وجہ سے اسے وقتی طور پر آف کر
دیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن باس۔ یہ سب تو عام سے غنڈے ہیں۔ انہیں بھلا آپ
کے متعلق کیسے معلومات مل سکتی ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہی بات تو مجھے کھٹک رہی ہے۔ اس سے تو یہی ثابت
ہوتا ہے کہ جو لوگ اس کے پس منظر میں ہیں انہیں میرے اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور یہ لوگ
نہیں چاہتے کہ میں یا پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے کام میں
مداخلت کرے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات ہماری توقع
سے کہیں زیادہ گہرے ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس
سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور نواب
صاحب اور میگی اندر داخل ہوئے عمران ان کے استقبال کے لئے
اٹھ کھڑا ہوا اور ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی
کھڑے ہو گئے۔

”بیٹھو۔ بیٹھو۔ میں شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو
خاصی پریشانی اٹھانی پڑی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہاری وجہ
سے اب مجھے خاصا اطمینان ہو گیا ہے“..... نواب صاحب نے کرسی
پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ ہم نے ان کا مکمل بندوبست کر دیا ہے۔ اب وہ لوگ آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کر سکیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ مجھے میگی نے ساری تفصیلات بتا دی ہیں کہ تم کس طرح ان لوگوں سے نمٹتے ہو۔ مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ تم نے واقعی بہت بہادری کا ثبوت دیا ہے اور مجھے تم جیسے بہادر اور جی دار نوجوان بے حد پسند ہیں“..... نواب صاحب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ نواب صاحب“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے۔ تم نے واقعی میری مدد کی ہے“..... نواب صاحب نے کہا۔

”چلیں سمجھ لیں کہ میں نے جو شکریہ کہا ہے وہ میرے لئے آپ کی طرف سے ہے“..... عمران نے کہا تو نواب صاحب کے ساتھ میگی بھی ہنس پڑی۔

”تم واقعی شریر ہو“..... نواب صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب آپ کا پروگرام کیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ میں جلد ہی تمہارے ڈیڈی سے ملوں گا۔ اس کے بعد کوئی پروگرام طے کر لیں گے“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی میگی کے

چہرے پر جگمگاہٹ سی بکھر گئی۔

”ڈیڈی کی بجائے اگر آپ اماں بی سے ملیں گے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ڈیڈی تو دوسری شادی کے سخت خلاف ہیں لیکن اماں بی بہر حال ماں ہیں اور مائیں اپنے شوہروں کو دوسری شادی نہیں کرنے دیتیں لیکن اپنے بیٹوں کی دو چھوڑ چار شادیوں کی حسرت دل میں لئے رہتی ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو نواب صاحب کے ساتھ ساتھ میگی بھی چونک پڑی۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”دوسری شادی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کس کی دوسری شادی کی بات کر رہے ہو“..... نواب صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اپنے علاوہ میں کسی اور کی بھلا کیوں بات کروں گا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کک۔ کک کیا تم واقعی شادی شدہ ہو“..... میگی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”اس وقت جیب میں نکاح نامہ نہیں ہے ورنہ دکھا دیتا“۔ عمران نے جواب دیا۔

”اچھا تو تم شادی شدہ ہو“..... نواب صاحب کے چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”جی ہاں۔ اب کیا کہوں۔ آپ بہر حال اماں بی سے ملیں گے

تو وہ آپ کو تفصیل بتا دیں گی“..... عمران نے قدرے شرمیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ لیکن میں اپنی بیٹی کی شادی کسی ایسے شخص سے ہرگز کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو پہلے ہی شادی شدہ ہو۔ مجھے نہیں کرنی تم سے میگی کی شادی“..... نواب صاحب کے لہجے میں شدید تلخی ابھر آئی تھی۔

”تو پھر یہ عبدالعلی، جوزف اور جوانا ہیں یہ تینوں کنوارے ہیں۔ میگی کے لئے یہ تینوں بھی ہاں کرنے کے لئے تیار ہیں بس ان کے تین بار ہاں کرنے سے پہلے آپ کی ایک ہاں کرنے کی ضرورت ہے“..... عمران نے کہا تو نواب صاحب بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یو نانسس۔ تم۔ تم یہاں میرے ہی گھر میں بیٹھ کر مجھ سے ایسی بات کر رہے ہو۔ تم نے کیا میری بیٹی کو لاوارث سمجھ رکھا ہے۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ اگر تم یہاں میرے مہمان نہ ہوتے تو میں تمہیں گولی مار دیتا۔ نکل جاؤ یہاں سے ابھی اور اسی وقت۔ جاؤ دور ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے فوراً۔ اسی وقت اور خبردار۔ اگر آئندہ تم نے ادھر کا رخ بھی کیا۔ آئی سے گٹ آؤٹ فرام مائی ہاؤس۔ جاؤ۔ ورنہ تو میں تمہیں گولی مار دوں گا“..... نواب صاحب نے غراتے ہوئے کہا۔ غصے سے اس بری طرح کانپ رہے تھے

جیسے انہیں رعشہ ہو گیا ہو۔

”ڈیڈی۔ ڈیڈی پلیز۔ آپ کا بلڈ پریشر۔ پلیز۔ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھیں۔ پلیز ڈیڈی۔ میری بات سنیں۔ عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں۔ ان کی کوئی شادی نہیں ہوئی ہے“..... میگی نے باپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس میگی۔ میری بھلا کیا جرأت کہ میں بزرگوں کے ساتھ مذاق کروں۔ ویسے آخر اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ عبدالعلی اچھا اور شریف لڑکا ہے۔ اسی طرح جوزف۔ اور جوانا بھی“..... عمران نے کہا۔

”یوشٹ آپ نانسس اینڈ آئی سے گٹ آؤٹ۔ گٹ آؤٹ فرام مائی ہاؤس“..... نواب صاحب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت دھڑام سے کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کی حالت واقعی تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔

”ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ پلیز۔ ڈیڈی“..... میگی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے جگ سے گلاس میں پانی ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے نواب صاحب کے منہ سے پانی کا گلاس لگا دیا۔ نواب صاحب نے لاشعوری طور پر اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے اور پانی جیسے ہی ان کے حلق سے اترا ان کی تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گئی۔

”آئی ایم سوری مس میگی۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی ہے۔ میں ایسی باتیں چھپانے کا عادی نہیں ہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”یوشٹ آپ نانسس۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے اپنی حقیقت سمیت۔ جاؤ۔ جاؤ یہاں سے نکل جاؤ“..... میگی نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے پلٹ کر کچھ نہ کہا اور تھوڑی دی بعد ان کی کار حویلی سے نکل کر مین روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”باس۔ آپ کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے مس میگی سے شادی نہیں کرنی تھی تو کسی اور طریقے سے بھی تو انکار کیا جاسکتا تھا“..... ٹائیگر نے قدرے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

اسے شاید عمران کے اس جھوٹ سے دلی تکلیف پہنچی تھی۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے“..... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو۔ تو۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ مگر آپ کی شادی۔ کیا مطلب باس“..... ٹائیگر بری طرح گڑبڑا گیا تھا۔

”تو کیا ہوا۔ کیا مردوں کی دوسری شادیاں نہیں ہوا کرتیں۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی“..... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”باس کیا واقعی آپ نے شادی کر رکھی ہے۔ مگر ہمیں تو آج

تک معلوم ہی نہیں ہوا“..... اس بار جوزف کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نے شادی کر رکھی ہے۔ میں خفیہ شادی کا قائل ہی نہیں ہوں۔ میرے نقطہ نظر سے خفیہ شادی کو شادی کہا ہی نہیں جاسکتا۔ شادی کا مطلب ہی یہی ہے کہ اسے کھلے عام کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کا علم ہو سکے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے دوسری شادی کی بات کیوں کی“..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جو انا اور ٹائیگر خاموش تھے۔

”اس لئے کہ دوسری شادی ہو سکے“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”دوسری شادی تو تب ہی ہو سکتی ہے جب پہلی شادی ہو چکی ہو“..... جوزف بھی بحث پر اتر آیا تھا۔

”پہلی شادی اگر نہ ہو سکے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آدمی دوسری شادی ہی نہ کرے“..... عمران نے جواب دیا تو جوزف کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ عمران بیک مرر میں اس کے چہرے پر نظر آنے والی شدید حیرت کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب باس۔ ابھی آپ کی پہلی شادی نہیں ہوئی اور آپ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ یہی مطلب ہے نا۔ مگر۔“

جوزف نے ایک ایک کرکھا۔ شاید شدید حیرت کی وجہ سے وہ پوری

طرح اپنی بات نہ کر پا رہا تھا۔

”میں سمجھ گیا ہوں باس نے نواب صاحب اور میگی سے جان چھڑانے کے لئے دوسری شادی کی بات کر دی ہے“..... ٹائیگر عمران کے بات کرنے سے پہلے ہی بول پڑا۔

”میں نے تو آفر کر دی تھی کہ پہلی شادی کے تین امیدوار موجود ہیں۔ لیکن اب کیا کروں۔ تمہاری قسمت میں پہلی شادی نہیں ہے اور میری قسمت میں دوسری“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”باس۔ اگر نواب صاحب جوزف یا جونا کو داماد بنانے پر تیار ہو جاتے تو پھر“..... ٹائیگر نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا۔ کم از کم چھوہارے تو کھانے کو ملتے۔ اب تو چھوہارے کھانے کو بھی ترس گئے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ماسٹر۔ اب اس ہارڈ ماسٹر کا کیا ہوگا“..... جونا نے اچانک کہا وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

”ہونا کیا ہے۔ ٹائیں ٹائیں فش۔ اماں بی کو جا کر رپورٹ دے دوں گا کہ نواب صاحب اور میگی کے پیچھے غنڈے لگے ہوئے ہیں کیونکہ میگی یونیورسٹی میں مارشل آرٹ کی چیمپیئن ہے اور اماں بی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ آئندہ وہ میگی کا نام سننا بھی گوارہ نہ کریں گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں باس۔ مارشل آرٹ کا چیمپیئن ہونا بری بات تو نہیں ہے“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے لئے نہیں ہے۔ لیکن اماں بی کے لئے تو کسی کنواری لڑکی کا تیز قدم اٹھا کر چلنا بھی جرم ہوتا ہے جبکہ مارشل آرٹ کی چیمپیئن لڑکی تو ظاہر ہے ہوا میں اچھل اچھل کر ہاتھ پیر چلاتی ہوگی اور مردوں سے بھی لڑتی رہی ہوگی اور وہ بھی فرنگیوں کے ملک میں“..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ اب آپ اس ہارڈ ماسٹر کے بارے میں مزید کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتے“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹائیگر نے کہا۔

”کیا اقدام کیا جائے۔ استاد جیدا اپنے ہیڈ کوارٹر سمیت ختم ہو گیا۔ جنگل خالی پڑا ہوا ہے۔ ٹائیگر جنگل چھوڑ کر شہر میں آ بسا ہے۔ نواب صاحب نے ہمیں اپنی حویلی سے شٹ اپ کرا کر گٹ آؤٹ کر دیا ہے۔ اب مزید کرنے کے لئے کیا باقی رہ گیا ہے“..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پھر بھی استاد جیدے کا اس طرح ہلاک ہونا اور اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہونا میرے حلق میں نہیں اتر رہا“..... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو اپنے حلق کا علاج کراؤ۔ تر چیزیں کھایا کرو جو آسانی سے

حلق میں اتر سکیں۔ ہارڈ چیزیں تو دیے ہی حلق میں پھنس جاتی ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس معاملے میں عمران کے ذہن میں ابھی تک کوئی لائحہ عمل واضح نہیں ہو سکا ہے اس لئے وہ ان باتوں سے اجتناب برت رہا ہے اس لئے اس نے بھی خاموش ہو جانے میں ہی عافیت جانی۔

سوپر فیاض اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو سوپر فیاض نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... سوپر فیاض نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ انٹرکام پر بات کر رہا تھا اس لئے اس نے اپنا نام اور عہدہ بتانے سے گریز کیا تھا ورنہ اس کی عادت تھی کہ وہ اپنا پورا تعارف نام، عہدہ اور محکمے سمیت ضرور کراتا تھا۔

”میرے دفتر میں آ جاؤ“..... دوسری طرف سے عبدالرحمن کی سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ ابھی آیا سر“..... سوپر فیاض نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے فائل بند کی اور اسے میز کی دراز میں رکھ کر وہ اٹھا۔ میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی پی کیپ اٹھا کر اس نے اپنے سر پر رکھی اور اسے ایڈجسٹ کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا

دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سر عبد الرحمن کے وسیع و عریض اور انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر میں داخل ہو رہا تھا۔

”یس سر“..... سوپر فیاض نے میز کے قریب جا کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سر عبد الرحمن کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو“..... سر عبد الرحمن نے خشک لہجے میں کہا اور سوپر فیاض خاموشی سے سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چونکہ اسے سر عبد الرحمن کے ساتھ کام کرتے ہوئے طویل عرصہ گزر گیا تھا اس لئے وہ اب ان کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور اس کی ریڈنگ کے مطابق اس وقت سر عبد الرحمن خاصے غصے میں تھے اس لئے اس نے خاموشی سے کرسی پر بیٹھنے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ سر عبد الرحمن چند لمحے غور سے سوپر فیاض کو دیکھتے رہے۔ ان کے ہونٹ ہنسنے ہوئے تھے اور آنکھوں سے انتہائی سختی کے تاثرات ظاہر ہو رہے تھے۔

”تم عمران کے دوست ہو“..... سر عبد الرحمن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر.....“ سوپر فیاض نے کہنا چاہا۔

”اگر مگر چھوڑو۔ جو پوچھوں اس کا جواب دو“..... سر عبد الرحمن نے غرا کر کہا۔

”یس سر“..... سوپر فیاض نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران تم سے ہر بات شیئر کرتا ہے“..... سر عبد الرحمن نے اسی انداز میں پوچھا۔

”ہر بات تو نہیں لیکن وہ کچھ چھپاتا بھی نہیں ہے مجھ سے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تب پھر اس نے تمہیں یقیناً یہ بھی بتایا ہوگا کہ اس نے شادی کر لی ہے“..... سر سلطان نے کہا تو سوپر فیاض یکنخت اچھل پڑا۔

”عمران نے شادی۔ کک کک۔ کیا مطلب“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تمہارے انداز سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ تو تم نے عمران کی شادی کے بارے میں مجھے کیوں نہیں بتایا تھا“..... اچانک سر عبد الرحمن نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

”جج۔ جی۔ جی۔ شادی۔ کیا مطلب۔ عمران کی شادی۔ کیسی شادی“..... سوپر فیاض کے لئے سر عبد الرحمن کا یہ سوال اس قدر غیر متوقع تھا کہ حیرت کی شدت سے اس کے منہ سے فقرہ ہی درست طور پر نہ نکل رہا تھا۔

”بولو۔ جواب دو۔ تم جانتے تھے مگر تم نے مجھے اس راز سے کیوں آگاہ نہیں کیا تھا بولو“..... سر عبد الرحمن نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب۔ اس نے تو شادی ہی نہیں کی۔ وہ۔ وہ تو

ابھی تک غیر شادی شدہ ہے۔ سوپر فیاض نے حیرت کی شدت سے اٹک اٹک کر بولتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ یو نانسس۔ تم جانتے ہو کہ مجھے جھوٹ سے کس قدر نفرت ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میں جھوٹ بولنے والے کی زبان اس کے حلق سے کھینچ لیا کرتا ہوں۔ اس لئے یہ میری طرف سے لاسٹ وارنگ ہے۔ جو سچ ہے وہ بتا دو۔ کب شادی کی ہے اس نے اور وہ لڑکی کون ہے۔ اس کا بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ مجھے ساری تفصیل بتاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔“ سر عبدالرحمن نے غراتے ہوئے کہا۔

”لُل لُل۔ لیکن مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ اس نے شادی نہیں کی۔ آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے۔“ سوپر فیاض نے اس بار قدرے سنبھلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو سر عبدالرحمن کا غصہ مزید بڑھ جائے گا۔

”شٹ آپ یو نانسس۔ عمران نے خود بتایا ہے کہ اس نے شادی کر رکھی ہے۔“ سر عبدالرحمن نے غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نو سر۔ ایسا نہیں ہے۔ عمران نے کوئی شادی نہیں کی ہے۔ اس نے مذاقاً کہا ہو گا جناب۔ وہ ایسے خطرناک مذاق کرتا رہتا ہے۔“ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”نہیں۔ اس نے جس شخصیت سے اور جس ماحول میں بات کی ہے اس ماحول میں وہ مذاق نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس

نے سچ ہی کہا ہو گا اور اس سچ کے بارے میں تم بھی جانتے ہو اس لئے میرے سامنے کھل جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں اچھا ہو گا۔ سمجھے تم۔“ سر عبدالرحمن نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ اگر اس نے واقعی شادی کی ہوتی چاہے وہ کس قدر خفیہ بھی ہوتی تب بھی کم از کم مجھے تو ضرور معلوم ہو جاتا۔“ سوپر فیاض نے انتہائی بے بس سے لہجے میں کہا۔ سر عبدالرحمن اس کی طرف انتہائی گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

”ہونہ۔ تمہارا لہجہ تو بتا رہا ہے کہ تم واقعی سچ بول رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ناہنجار نے تمہیں بھی اس راز سے آگاہ نہیں کیا کہ اس نے شادی کر رکھی ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اب میں خود اس سے نمٹ لوں گا۔“ سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لُل لُل۔ لیکن جناب اگر۔“ سوپر فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

”جاؤ۔ اب میں مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتا۔ جاؤ یہاں سے اور خبردار عمران کو اس بات کا پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ میں نے اس کی شادی کے سلسلے میں تم سے کوئی بات کی ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسے کچھ بتایا ہے تو تمہارا انجام برا ہو گا۔“ سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور سوپر فیاض کان دبائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو“..... اچانک عقب سے سر عبدالرحمن کی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض تیزی سے مڑا اور واپس میز کی طرف آ گیا۔
 ”بیٹھو“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور سوپر فیاض دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران کو میرے سامنے فون کرو اور اس سے معلوم کرو کہ اس نے کب شادی کی ہے اور کس سے کی ہے۔ معلوم کرو۔ ابھی معلوم کرو میرے سامنے“..... سر عبدالرحمن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ جب تک مجھے اصل واقعات کا علم نہ ہوگا۔ میں اس سے کیسے پوچھ سکتا ہوں۔ وہ تو الٹا میرا مذاق اڑانا شروع کر دے گا“..... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ تمہیں پس منظر معلوم ہونا چاہئے تاکہ تم اصل بات اگلوں سکو۔ سنو۔ میرے ایک عزیز ہیں نواب عظمت علی خان۔ ان کی جاگیر ہاشم پور کے قریب ہے۔ ان کی ایک ہی بیٹی ہے جو اکیمریمیا کی کسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ نواب صاحب بھی مستقل طور پر اکیمریمیا میں ہی رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں وہ اپنی بیٹی کے ساتھ کوئٹہ آئے تھے جہاں عمران کی اماں بی بی نے اس لڑکی کو عمران کے لئے پسند کر لیا۔ عمران ان دنوں دارالحکومت میں موجود نہ تھا اس لئے اسے نواب صاحب سے نہ ملوایا جاسکا۔ مجھے بھی یہ رشتہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے بھی حامی بھر لی چنانچہ

عمران کی واپسی پر اس کی اماں بی بی نے اسے حکم دیا کہ وہ جا کر نواب عظمت علی خان سے ملے تاکہ اگر نواب صاحب اسے پسند کر لیں تو بات آگے بڑھائی جاسکے اور نواب صاحب کا ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا ہے۔ وہ بے حد غصے میں تھے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران ان سے ملا تھا۔ اس کے ساتھ دو جہشی اور ایک مقامی آدمی تھا جس کا نام اس نے عبدالعلی بتایا تھا۔ نواب صاحب نے عمران کو پسند کر لیا لیکن عمران نے انہیں بتایا کہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور اس نے نواب صاحب کو ان سیاہ فاموں اور مقامی ساتھی میں سے کسی کے ساتھ ان کی بیٹی کی شادی کی آفر کر دی جو ظاہر ہے نواب صاحب کی انتہائی توہین تھی چنانچہ نواب صاحب نے اسے حویلی سے نکال دیا اور اب انہوں نے مجھے فون کیا ہے اور اپنی انتہائی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ظاہر ہے عمران نواب صاحب سے جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔ اس نے لازماً خفیہ طور پر شادی کر رکھی ہے۔ میرا خیال تھا کہ تم یقیناً اس راز سے واقف ہو گے۔ اس لئے میں نے تمہیں بلوایا تھا“..... سر عبدالرحمن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

”جناب۔ پھر تو سو فیصد عمران نے نواب صاحب کے سامنے غلط بیانی کی ہے۔ وہ شادی کے نام سے بھاگتا ہے اور شادی کی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنا چاہتا ہے اور اسے یہ بھی

معلوم ہے کہ نواب صاحب نے اگر ہاں کر دی تو پھر بڑی بیگم صاحبہ کی وجہ سے اسے نواب صاحب کی بیٹی سے مجبوراً شادی کرنا پڑے گی۔ اس لئے اس نے نواب صاحب سے یہ بات کر دی تاکہ نواب صاحب خود ہی انکار کر دیں۔..... سو پر فیاض نے واقعی انتہائی دانشمندانہ انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ عمران کی رگ رگ سے واقف تھا اس لئے اس کا تجزیہ بھی سو فیصد درست تھا۔

”ہونہ۔ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ لیکن اس طرح اس نے ہماری توہین کی ہے اور اب جب اس کی اماں بی کو معلوم ہوگا تو وہ علیحدہ قیامت برپا کر دیں گی۔ اگر اس نے شادی نہیں کرنی تھی تو انکار کرنے کے اور بھی طریقے تھے۔ ایسی بات اس نے کیوں کی؟..... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ وہ بڑی بیگم صاحبہ کو خود ہی منالے گا۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہے۔..... سو پر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ وہ مان جائیں۔ انہوں نے ایک قیامت برپا کر دینی ہے۔ نانسس۔ قطعی احمق ہے یہ لڑکا اپنے ساتھ ساتھ میری جان بھی عذاب میں ڈال دے گا۔ تم جاؤ۔..... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیو اٹھایا اور تیزی سے نمبر ملانے شروع کر دیئے سو پر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف

بڑھتا چلا گیا اور دروازہ کھولتے ہی باہر نکل گیا۔ اس کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔

”جی صاحب۔..... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ملازم کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”بیگم صاحبہ سے بات کراؤ۔..... سر عبدالرحمن نے سخت لہجے میں کہا۔

”جج۔ جی صاحب۔ ہولڈ کریں صاحب۔..... دوسری طرف سے ملازم نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔ یہ فون کرنے کا کون سا وقت ہے۔ جانتے نہیں یہ میری عبادت کا وقت ہے اور میں وظیفہ پڑھ رہی تھی۔..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے عمران کی اماں بی کی آواز سنائی دی۔

”تم نے عمران کو نواب عظمت علی خان کے پاس بھجوایا تھا۔ کیا وہ وہاں گیا ہے؟..... سر عبدالرحمن نے لہجے کو دھیمہ رکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اپنی بیگم کے مزاج سے آشنا تھے۔

”ہاں گیا ہے۔ لیکن اب اس نواب اور اس کی بیٹی کا نام آئندہ میرے سامنے مت لینا۔ وہ موئے کافروں کے ملک میں رہ رہ کر خود بھی بے شرم اور بے حیا ہو چکے ہیں اور مجھے بے حیا لوگوں کا نام سننا بھی گوارا نہیں ہے بس۔..... عمران کی اماں بی کے لہجے میں بے حد غصہ تھا۔

”ہے..... عمران کی اماں بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔
”کیا یہ بات تمہیں عمران نے بتائی ہے؟“..... سر عبدالرحمن نے
ہوٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور میں نے نواب صاحب کو فون کیا تھا۔ وہاں اس بے
شرم لڑکی نے فون اٹھایا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ
ہاں وہ اس موئے آرٹ کی چیمپین ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے
کہ وہ ہماری کوٹھی کا دوبارہ کبھی رخ نہ کرے اور سنو۔ تم نے بھی
اب آئندہ ان کا نام میرے سامنے نہیں لینا میں نے اپنے بیٹے کا
اس موئی سے رشتہ نہیں کرانا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ ہونہہ دنیا میں
صرف وہی ایک لڑکی نہیں رہ گئی ہے جس سے میں اپنے چاند سے
بیٹے کی شادی کروں۔ میں اس کے لئے سکھڑ اور چاند سی دہن لاؤں
گی“..... عمران کی اماں بی کا غصہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔

”عمران نے وہاں جا کر نواب صاحب سے کہا ہے کہ اس نے
خفیہ شادی کر رکھی ہے“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ عمران ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ میں
اسے جانتی ہوں وہ مجھ سے چھپ کر شادی کر ہی نہیں سکتا ہے اور
بے حیا لوگ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کی شرم، ان کے دیدوں کا
پانی جو مر گیا ہے“..... عمران کی اماں بی نے غصے سے پھٹ پڑنے
والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر پٹخنے کی
آواز سنائی دی اور سر عبدالرحمن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

”بے حیا۔ کیا مطلب۔ وہ بے حیا کیسے ہو گئے“..... سر
عبدالرحمن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نواب کی لڑکی میکی فوجی لڑائیاں لڑتی ہے۔ کنواری لڑکی ہو کر
مردوں کے سامنے اچھلتی کودتی ہے۔ بے حیا کہیں کی اور پھر وہ غر
سے کہتی ہے کہ وہ اس کی چیمپین ویمپین ہے۔ ہونہہ۔ کیا زمانہ
آ گیا ہے۔ شرم و حیا تو نام کی نہیں رہی آج کی لڑکیوں میں۔ مجھے
ایسی لڑکیاں سخت ناپسند ہیں۔ اس لئے بھول جائیں آپ اس لڑکی
کو عمران کے لئے میں کوئی اور لڑکی ڈھونڈوں گی مجھے ایسی بے شرم
لڑکی نہیں چاہئے جو اچھل اچھل کر مردوں کا بھی مقابلہ کرتی
ہوں“..... عمران کی اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”فوجی لڑائیاں لڑتی ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ وہ تو
یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ وہ فوجی لڑائیاں کیسے لڑنے لگ گئی۔“
سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے اور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ کیا ہوتا ہے موا آرٹ۔ وہ فوجی آرٹ۔ مرشل، نرشل
آرٹ۔ وہ لڑتی ہے“..... عمران کی اماں بی نے کہا۔

”اوہ۔ کہیں تمہارا مطلب مارشل آرٹ سے تو نہیں“..... سر
عبدالرحمن نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ وہی۔ اب بھلا تم خود سوچو۔ میں ایسی لڑکی کو
کیسے بہو بنا سکتی ہوں جو غیر مردوں کے سامنے اچھلتی کودتی ہو۔ ان
سے لڑتی ہو۔ بے حیا۔ بے شرم۔ لوگوں کے دیدوں کا پانی ہی مر گیا

رسیور کریڈل پر رکھا۔ ان کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات تھے۔ ادھر دفتر میں آتے ہی سوپر فیاض نے کیپ دوبارہ میز کے کنارے پر رکھی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون سیٹ اٹھایا۔ اس کے نچلے حصے میں لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہونہہ۔ تمہاری زبان ابھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی اگر میں تمہارے ڈیڈی کو بتا دیتا کہ تم نے واقعی خفیہ شادی کر رکھی ہے“..... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تمہیں بھی اس بارے میں علم ہو گیا ہے۔ اوہ۔ پھر تو سلمیٰ بھابھی سے ملاقات کرنی ہی پڑے گی تاکہ میں بھی انہیں بتا سکوں کہ اس کے سرتاج کی شامیں آج کل ہوٹل فیلا میں کس کے ساتھ رنگین ہو رہی ہیں“..... دوسری طرف سے عمران نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ کیا واقعی تم نے شادی کر رکھی ہے“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”شادی کرنا جرم تو نہیں ہے۔ آخر تم نے بھی شادی کی ہوئی

ہے۔ کیا تم نے بھی جرم کیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔
”میں نے کب کہا ہے کہ شادی کرنا جرم ہے لیکن تم نے شادی کر رکھی ہے تو پھر مجھے کیوں نہیں بتایا“..... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سلمیٰ بھابھی نے منع کر دیا تھا“..... عمران نے جواب دیا۔
”کیا مطلب۔ اس کا تمہاری شادی سے کیا تعلق“..... سوپر فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بڑا گہرا تعلق ہے۔ آخر وہ میری بھابھی ہیں اور بھابھی ماں جیسی ہوتی ہے اور ہر ماں کو اپنی اولاد کے سر پر سہرا دیکھنے کا بے حد شوق ہوتا ہے“..... عمران کی زبان چل پڑی۔

”ہونہہ۔ تو سلمیٰ کو تمہاری شادی کے بارے میں علم ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود پوچھ لوں گا اس سے اور پھر تمہارے ڈیڈی کو تفصیل بتا دوں گا۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو“۔ سوپر فیاض نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”تم میری فکر نہ کرو۔ میں تو اماں بی کی پناہ میں ہوں اور یہ پناہ ایسی ہے جہاں ڈیڈی کی پرچھائیں بھی پر نہیں مار سکتیں البتہ جب ڈیڈی کو بتایا جائے گا کہ شادی تم نے اور سلمیٰ بھابھی نے ہی کروائی ہے تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا ہوگا“..... عمران نے الٹا دھمکی دیتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تت۔ تم۔ تم۔ تم شیطان۔ تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم یہ سب جھوٹ بول دو۔ ٹھیک ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے تمہاری شادی کے بارے میں کسی سے پوچھنے کی۔ تم نے کی ہے شادی تو خود ہی بھگتو بھی“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

”دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہیں“..... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کو بجایا تو دوسرے لمحے اردلی کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا۔

”کولڈ ڈرنک لے آؤ“..... سوپر فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور اردلی تیزی سے مڑا اور جس تیزی سے نمودار ہوا تھا اتنی ہی تیزی سے غائب ہو گیا۔ سوپر فیاض نے ایک بار پھر طویل سانس لیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے وہی فائل دوبارہ باہر نکالی جو وہ پہلے پڑھ رہا تھا اور اسے میز پر رکھ کر اسے کھولا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ ہارڈ ماسٹر کے بارے میں تم نے کیا انکوائری کی ہے“..... دوسری طرف سے سرعبدالرحمن کی پاٹ دار آواز سنائی دی تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

”اسی پر کام ہو رہا ہے جناب۔ اس کی فائل میرے سامنے

پڑی ہوئی ہے۔ اس تنظیم کا ایک آدمی عالم شاہ نامی ٹریس ہوا ہے لیکن اس سے بھی صرف اتنی ہی معلومات مل سکی ہیں کہ ہارڈ ماسٹر نامی تنظیم منشیات اور اسلحہ کی اسمگلنگ کا دھندہ کرتی ہے۔ وہ آدمی اس تنظیم کا ایک معمولی سا کیریئر ہے“..... سوپر فیاض نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تیزی سے کام کیا کرو۔ دو ہفتے ہو گئے ہیں تمہیں اس کیس پر کام کرتے ہوئے اور ابھی تک تم ابتدائی معلومات بھی حاصل نہیں کر سکے۔ منشیات اور اسلحہ کے بڑے اڈوں کا سراغ لگاؤ اور وہاں سے کسی ایسے آدمی کو پکڑو جو تمام حالات کو جانتا ہو۔ میں جلد از جلد اس کیس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھے“..... سرعبدالرحمن نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیں سر“..... سوپر فیاض نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”ہونہہ۔ میرے قبضے میں جن بھوت تو نہیں ہیں کہ اس قدر جلد اس قدر خفیہ تنظیم کا سراغ لگا لوں“..... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پردہ ہٹا اور اردلی ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کی بوتل اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں بوتل سوپر فیاض کے سامنے میز پر رکھ دی۔

”سنو۔ اب مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔ سمجھے“..... سوپر فیاض نے

کہا۔

”یس سر“..... اردو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اب جاؤ“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اردو تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ابھی سوپر فیاض نے بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”سوپر فیاض بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو“..... سوپر فیاض نے رسیور اٹھا کر بڑے رعب دار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”بولو۔ زور زور سے بولو۔ بھلا تمہیں بولنے سے کون منع کر سکتا ہے“..... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض چونک پڑا۔

”مجھے ڈسٹرب مت کرو۔ سمجھے۔ میں اس وقت انتہائی اہم فائل پر کام کر رہا ہوں۔ ایک تمہارے ڈیڈی ہیں کہ کوئی کیس دے کر فوراً ہی پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ کیا ہوا۔ تنظیم پکڑی گئی کہ نہیں۔ جیسے میرے ماتحت جن بھوت ہوں جو ایک لمحے میں انتہائی خفیہ تنظیموں کا سراغ بھی لگا لیں گے اور انہیں پکڑ بھی لیں گے اور ایک تم ہو کہ سوائے فضول باتوں کے اور مجھے ڈسٹرب کرنے کے اور تمہیں کچھ آتا ہی نہیں“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ اس قدر غصہ۔ کس تنظیم کی فائل پر کام

کر رہے ہو۔ یقیناً شراب کی اسمگلنگ کرنے والی کوئی پارٹی ہوگی اور تم نے حسب عادت اس پارٹی سے حصہ وصول کر لیا ہوگا۔ اس لئے تم نے صرف فائل ہی پڑھنی ہے۔ انہیں پکڑنا نہیں ہے۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا“..... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”بکواس مت کرو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اسمگلروں سے حصہ لیتا ہوں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے کاموں پر اور پھر یہ کیس شراب کی اسمگلنگ کا نہیں۔ منشیات اور اسلحہ کی اسمگلنگ کا ہے۔ کچھ تم“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے واہ۔ پھر تو تمہیں حصہ ڈبل ملتا ہوگا۔ یہ لوگ تمہارے نام کی طرح بڑے فیاض ہوتے ہیں حصہ دینے میں“..... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ یہاں تنظیم کا ہی اتہ پتہ نہیں مل رہا اور تم میرے حصے کی بات کر رہے ہو۔ نانسنس“..... سوپر فیاض نے پھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ بھلا وہ کون سی تنظیم ہے جس کا تمہیں اتہ پتہ نہیں مل رہا تمہارے متعلق تو مشہور ہے کہ جہاں سے رقم ملنے کی امید ہو۔ تم ایسے لوگوں کو کینچوؤں کی طرح زمین کی گہرائیوں سے بھی گھسیٹ کر باہر نکال لاتے ہو“..... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ ایک بار کہا ہے کہ میں حصہ لینے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ تم پھر وہی بات کر رہے ہو۔ ویسے یہ تنظیم بھی

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سوپر فیاض کے چہرے پر یکتا بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران یقیناً اس تنظیم کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہو گا اور اس طرح واقعی اس کے کارناموں میں ایک اور کارنامے کا اضافہ ہو جائے گا اور اب اسے شدت سے عمران کی آمد کا انتظار تھا۔ اس نے مشروب کی بوتل اٹھائی اور بڑے مطمئن انداز میں اسے سپ کرنا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے اگر اس کا مسئلہ حل کر دیا تو سر عبدالرحمن کو اس پر جتنا بھی غصہ تھا وہ کافور ہو جائے گا اور عمران اس کے کارنامے میں ایک اور کارنامے کا اضافہ کر کے اسے سر عبدالرحمن کا ویل ڈن کا تمغہ ضرور پہننے پر سجانے کا موقع دے گا اس لئے وہ بے حد مسرور تھا۔

نجانے کیسی ہے۔ نام بھی اس کا عجیب سا ہے۔ ہارڈ ماسٹر۔ اب بھلا بتاؤ کہ جس تنظیم کا نام ہی ہارڈ ماسٹر ہو۔ اسے میں کیسے ٹریس کروں..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہارڈ ماسٹر۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی ہارڈ ماسٹر پر کام کر رہے ہو..... اس بار عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور سوپر فیاض اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں۔ لیکن تم کیوں چونکے ہو۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو..... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہ صرف جانتا ہوں بلکہ اس سے ٹکرا بھی چکا ہوں۔ اس کے ایک آدمی کا خاتمہ بھی میری وجہ سے ہوا ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو تم اس بارے میں یقیناً کافی کچھ جانتے ہو گے۔ پلیز عمران مجھے بتاؤ تاکہ میں تمہارے ڈیڈی کو کسی حد تک مطمئن کر سکوں۔ پلیز۔ بتاؤ مجھے..... سوپر فیاض نے فوراً ہی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا اس کی قاتل تمہارے پاس ہے..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں..... سوپر فیاض نے کہا۔

”میں خود آ رہا ہوں تمہارے دفتر۔ پھر تفصیل سے بات ہوگی۔ دیے فکر مت کرو۔ سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کے بے شمار کارناموں میں جلد ہی ایک اور کارنامے کا بھی اضافہ ہو جائے گا..... عمران

”بس پہنچنے ہی والے ہیں راج کماری جی۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے تک پہنچ جائیں گے“..... نوجوان نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس لڑکی کا ماتحت ہو اور اس کے ساتھ ہی جیپ کی رفتار کچھ اور بڑھ گئی۔ پھر واقعی تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور سڑک چھوڑ کر وہ ایک انتہائی تنگ اور غیر ہموار راستے سے گزرتی ہوئی ایک ڈھلوان سے نیچے اترتی چلی گئی۔ کچھ آگے جا کر پہاڑیوں کے درمیان ایک لکڑی کا بنا ہوا ہٹ نظر آنے لگ گیا۔ جیپ کا رخ اس ہٹ کی طرف ہی تھا۔ ہٹ ویران سا لگتا تھا لیکن جیسے ہی جیپ اس ہٹ کے قریب پہنچ کر رکی۔ لکڑی کے بنے ہوئے اس ہٹ میں سے دو مسلح نوجوان باہر آ گئے۔ یہ دونوں نوجوان بھی بھاٹانی ہی تھے۔

”آئیں راج کماری جی“..... ڈرائیور نے جس کا نام کھاٹان لیا گیا تھا، جیپ کو روک کر لڑکی سے کہا اور لڑکی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی جیپ سے نیچے اتر آئی۔ عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں بھاٹانی مسلح افراد بھی نیچے اتر آئے۔ کھاٹان بھی نیچے آ گیا تھا پھر وہ ہٹ کے سامنے کھڑے ہوئے مسلح آدمیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ لڑکی اپنے مسلح باڈی گارڈز سمیت وہیں جیپ کے قریب ہی کھڑی رہی۔

”راج کماری اپنے محافظوں سمیت چیف سے ملاقات کے لئے

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

تنگ سے پہاڑی راستے پر خاکی رنگ کی بڑی سی ایک جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی بلندی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک چھوٹے قد مگر بھاری جسم کا بھاٹانی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس کے جسم پر بھاٹان کا مقامی لباس تھا۔ اس کے دونوں کانوں میں ٹاپس تھے جن میں انتہائی قیمتی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ سائیڈ سیٹ پر ایک بھاٹانی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے جسم پر یورپین لباس تھا۔

لڑکی کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی نمایاں تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کم عمر ہونے کے باوجود اسے دنیا کا خاصا تجربہ ہو چکا ہو۔ عقبی سیٹ پر دو بھاٹانی نوجوان بیٹھے ہوئے تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

”مزید کتنا فاصلہ رہ گیا ہے کھاٹان“..... لڑکی نے ڈرائیور سے

مخاطب ہو کر پوچھا۔

تشریف لائی ہیں“..... کھاٹان نے ہٹ کر سامنے کھڑے دونوں مسلح افراد کے قریب جا کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”راج کمار کی کامیابی کا نام“..... ایک مسلح نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

”چندر مکھی۔ راج کمار کی چندر مکھی“..... کھاٹان نے کہا۔

”سپیشل کارڈ دکھاؤ“..... اس نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

”کوئی کارڈ نہیں ہے۔ ریفرنس کے لئے صرف راج کمار کی چندر مکھی ہی کافی ہے“..... کھاٹان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ آؤ میرے ساتھ“..... نوجوان نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر ہٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”آئیں راج کمار جی“..... کھاٹان نے مڑ کر راج کمار کی چندر مکھی سے کہا اور راج کمار کی چندر مکھی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی

آگے بڑھی تو دونوں مسلح آدمی بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ ہٹ کے ایک کمرے میں پہنچ کر انہیں بیٹھنے کے لئے کہا گیا تو کھاٹان

اور راج کمار کی چندر مکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ باڈی گارڈز راج کمار کی چندر مکھی کے عقب میں کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کی تیز

نظریں پورے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ انہیں لے آنے والا نوجوان واپس چلا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا اندرونی

دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اکیڑی تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ اس کے اندر آتے ہی کھاٹان

اٹھ کھڑا ہوا جبکہ راج کمار کی چندر مکھی ویسے ہی کرسی پر بیٹھی رہی۔

”میرا نام گرے ہے اور میں ہارڈ ماسٹر کا چیف ہوں“..... آنے والے اس آدمی نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا اور راج کمار کی چندر مکھی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی کھاٹان بھی

دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”راج کمار کی چندر مکھی“..... کھاٹان نے راج کمار کی چندر مکھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر رسمی فقروں کی ادائیگی شروع ہو

گئی۔ چند لمحوں بعد کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا اور وہ مسلح نوجوان اندر داخل ہوا جو راج کمار کی چندر مکھی اور کھاٹان کو یہاں چھوڑ گیا

تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں تین گلاس رکھے ہوئے تھے جبکہ دوسرے ہاتھ میں شراب کی ایک بڑی سی بوتل تھی۔

اس نے بوتل درمیانی میز پر رکھی پھر ایک ایک گلاس اٹھا کر اس نے راج کمار کی چندر مکھی، گرے اور کھاٹان کے سامنے رکھے۔

ٹرے کو میز کے نیچے سائیڈ پر لگا کر رکھا۔ پھر بوتل کھولی اور تینوں گلاس شراب سے آدھے آدھے بھر کر اس نے بوتل بند کی اور

ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔

”لیں راج کمار جی۔ یہ آپ کی آمد کی خوشی میں“..... گرے نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ“..... راج کمار کی چندر مکھی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اپنے سامنے رکھا ہوا گلاس اٹھا لیا جبکہ ان دونوں کے گلاس

اٹھانے کے بعد کھانا نے بھی گلاس اٹھا لیا اور پھر تینوں نے شراب کی ایک ایک چسکی لے کر گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔

”راج کماری چندر مکھی جی۔ آپ کی یہاں آمد بتا رہی ہے کہ شاہ بھٹان تھنڈر فلیش میں پوری دلچسپی لے رہے ہیں“..... گرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہم یہاں شاہ کے حکم پر ہی آئے ہیں“..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شاہ بھٹان نے اپنی زندگی کا سب سے بہترین فیصلہ کیا ہے راج کماری چندر مکھی جی۔ تھنڈر فلیش کے حصول کے بعد بھٹان دنیا کا سب سے طاقتور ملک بن جائے گا“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ ذرا تفصیل سے بتائیں کہ یہ اسلحہ کیا ہے۔ اس کی طاقت کیا ہے اور آپ اسے تھنڈر فلیش کیوں کہہ رہے ہیں“..... راج کماری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تھنڈر فلیش کی ایک مائیکرو گرام مقدار ریز انتہائی طاقتور بارود کے ایک لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ طاقتور ہوگی راج کماری جی۔ اور آپ خود سوچیں کہ جب تھنڈر فلیش کا اسلحہ سامنے آئے گا تو پھر پوری دنیا کے اسلحے کے ذخیرے تھنڈر فلیش کے صرف ایک معمولی سے پستل کے سامنے حقیر لگنے لگیں گے۔ ایسی صورت میں تھنڈر میزائل کی طاقت کا آپ خود اندازہ لگا سکتی ہیں“..... گرے نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ایسے آلات تو تم با آسانی کسی بھی سپر پاورز کے پاس فروخت کر سکتے ہو۔ پھر تم نے بھٹان حکومت کو کیوں منتخب کیا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا اور گرے بے اختیار ہنس پڑا۔

”راج کماری چندر مکھی جی۔ سپر پاورز اسلحہ خریدنے کی بجائے اصل فارمولا حاصل کرنے میں دلچسپی لیں گی اور یہ واقعی سپر پاورز ہوتی ہیں۔ ہوگا یہ کہ ہم سب مارے جائیں گے اور فارمولا وہ لے اڑیں گے“..... گرے نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کیا تم اس تھنڈر فلیش کا عملی تجربہ کرا سکتے ہو تاکہ میں اس سلسلے میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ہاں۔ بالکل کرا سکتا ہوں لیکن یہ تجربہ خوفناک تباہی لائے گا۔ اس لئے یہ سوچنا آپ کا کام ہے کہ یہ تجربہ کہاں ہونا چاہئے۔“..... گرے نے جواب دیا۔

”اندازاً کس قدر تباہی ہوگی“..... راج کماری چندر مکھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آسمان پر اڑتے ہوئے کسی بھی ایئر کرافٹ کو منتخب کر لیں پھر آپ تھنڈر فلیش پستل سے صرف ایک فائر کریں گی اور یہ ایئر کرافٹ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو جائے گا اور اس میں موجود

مسافروں کا بھی یہی حشر ہوگا“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن ایسا تجربہ یہاں بھاٹان میں تو نہیں کیا جا سکتا“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”جہاں آپ چاہیں یہ تجربہ کر سکتی ہیں۔ کافرستان میں کر لیں یا پاکیشیا میں۔ اگر آپ چاہیں تو بھاٹان کا کوئی پہاڑ بھی راکھ کا ڈھیر بن سکتا ہے“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کافرستان کے ساتھ ہمارے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں اور شاہ بھاٹان بھی اسے پسند نہیں کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ تجربہ پاکیشیا میں کرنا چاہئے“..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جیسا آپ چاہیں“..... گرے نے کہا۔

”کیا یہ تجربہ فوری ہو سکتا ہے یا اس میں وقت لگے گا“۔ راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”نہیں۔ جب آپ چاہیں۔ لیکن اس سے پہلے شاہ بھاٹان کو ہمارے ساتھ خریداری کا معاہدہ کرنا ہوگا“..... گرے نے جواب دیا۔

”کیا تمہاری یہ لیبارٹری یہاں بھاٹان میں ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”نہیں۔ وہ بھاٹان میں نہیں ہے بلکہ تابات کی سرحد کے قریب

پاکیشیا میں ہے“..... گرے نے جواب دیا تو راج کماری چندر مکھی چونک پڑی۔

”اوہ۔ پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ اسلحہ تو پاکیشیا میں تیار ہو اور اس کا خریدار بھاٹان ہو۔ تمہیں یہاں اس کی لیبارٹری قائم کرنا ہو گی“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”راج کماری جی۔ آپ تکنیکی معاملات کو نہیں سمجھ سکتیں۔ تھنڈر فلیش کی تیاری کا بنیادی عنصر ایک نایاب دھات ہے جسے سائنسی زبان میں فلونیم فاس کہا جاتا ہے۔ اس دھات کا ایک کافی بڑا ذخیرہ بھاٹان کے اس سرحدی علاقے میں موجود ہے لیکن اس دھات کی ایک خصوصیت ہے کہ اسے صاف کرنے کے لئے مخصوص جڑی بوٹیوں کے رس کے ضرورت ہوتی ہے اور سرحد کے قریب پاکیشیا کے علاقے میں ایک بڑا میدانی جنگل ہے جہاں مخصوص جڑی بوٹیاں وافر تعداد میں موجود ہیں۔ اس لئے اسے صاف کرنے کے لئے خفیہ لیبارٹری اس جنگل میں بنائی گئی ہے۔ یہ مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہے۔ چونکہ اس دھات کو صاف کرنے کے فوراً بعد استعمال میں لانا ہوتا ہے اس لئے اس کی تیاری کی لیبارٹری بھی وہیں بنائی جانی ضروری تھی اس لئے ہم نے پاکیشیا میں یہ لیبارٹری بنائی ہے لیکن اس لیبارٹری سے بھاٹان تک ہم نے ایک خفیہ سرنگ بھی بنالی ہے۔ اس کا سٹور البتہ پاکیشیا کی بجائے بھاٹان میں بنایا گیا ہے“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس نے

جان بوجھ کر جڑی بوٹیوں کی بات کر دی تھی تاکہ راج کماری لیبارٹری کو بھانٹان میں بنانے کی ضد نہ کرے کیونکہ اس طرح سب کچھ بھانٹان کے تحت آ جاتا اور گرے کے خیال کے مطابق یہ بات غلط تھی۔

”لیکن اس پر لاگت تو بے حد آرہی ہوگی۔ آپ نے اس کے لئے سرمایہ کیسے حاصل کیا ہے جبکہ آپ کو کسی ملک کی سرپرستی بھی حاصل نہیں ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا تو گرے بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کی بات درست ہے راج کماری جی۔ اس پر بے پناہ لاگت آئی ہے اور آرہی ہے۔ اس لئے ہم نے سرمایہ اکٹھا کرنے کے لئے پاکیشیا اور کافرستان دونوں ملکوں میں منشیات اور روایتی اسلحہ کی سپلائی کا ایک بہت بڑا ریکٹ قائم کیا ہے جو ہارڈ ماسٹر کہلاتا ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے سرمایہ اکٹھا کر لیتے ہیں ہمارا یہ ریکٹ انتہائی کامیابی سے کام کر رہا ہے“..... گرے نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے میں شاہ سے بات کروں گی۔ پھر آپ کو شاہی محل میں بلایا جائے گا اور آپ سے باقاعدہ سرکاری سطح پر معاہدہ بھی ہوگا اور شاہ سے مشورہ کے بعد اس کے ابتدائی تجربہ کے لئے ٹارگٹ بھی منتخب کر لیا جائے گا۔ ہم پاکیشیا کے کسی مسافر بردار جہاز کو اپنا ٹارگٹ بنائیں گے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا تو گرے بے اختیار اچھل پڑا۔

”مسافر بردار طیارہ۔ اوہ اس طرح تو بے شمار افراد لقمہ اجل ہو جائیں گے“..... گرے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہی تو میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ طیارے میں موجود افراد کے ساتھ کیا ہوتا ہے اور ان کی موت کا پاکیشیا پر کیا اثر پڑتا ہے۔ جتنی زیادہ ہلاکتیں ہوں گی مجھے اتنی ہی راحت آئے گی کیونکہ میں نے لاشیں تو دیکھی ہیں لیکن جلی ہوئی اور راکھ بنی لاشوں کا نظارہ کبھی نہیں دیکھا“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ اس وقت خونخوار اور بھوکی شیرنی جیسی دکھائی دے رہی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی یہ خواہش جلد ہی پوری ہو جائے گی“..... گرے نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

”خواہش پوری ہوگی تو یہ معاملہ آگے بڑھے گا“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”شکریہ۔ آپ کی ان باتوں نے ہماری بے حد حوصلہ افزائی فرمائی ہے“..... گرے نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور راج کماری نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہی راستوں پر جیپ میں اڑی چلی جا رہی تھی جن راستوں سے وہ اس پہاڑی ہٹ میں آئی تھی۔

سب سے زیادہ

عمران تیز تیز چلتا ہوا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھا۔ اسے دیکھ کر دفتر کے دروازے پر کھڑے اردلی نے اسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کیسے ہو ساحر خان“..... عمران نے اردلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہوں چھوٹے صاحب“..... اردلی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا پھر تو تم واقعی دنیا میں سب سے مضبوط اعصاب کے مالک ہو کہ سوپر فیاض کی براہ راست ماتحتی میں ہونے کے باوجود ٹھیک ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاحب سخت ہیں لیکن وہ دل کے بہت اچھے انسان ہیں اور میں ان کے ساتھ واقعی خوش ہوں“..... ساحر خان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا دفتر میں داخل ہو گیا۔

”یہ تم اردلی سے کیا باتیں کر رہے تھے“..... سوپر فیاض نے سلام دعا کے بعد فوراً ہی شکایت کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا اردلی سے باتیں کرنا کوئی جرم ہے جس کی قانون

میں سزا بھی موجود ہے“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جرم نہیں۔ لیکن یہ سب پروٹوکول کے خلاف ہے۔ ویسے بھی

میں زیادہ منہ لگایا جائے تو یہ سر پر چڑھ جاتے ہیں“..... سوپر

فیاض نے منہ بنا کر جواب دیا۔

”تم فکر نہ کرو۔ تمہارے سر پر چڑھ کر کوئی نہیں رک سکتا۔ فوراً

ی پھسل کر واپس اپنی جگہ پہنچ جائے گا“..... عمران نے اس کے

آدھے سے زیادہ گنچے سر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض

کے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔

”اگر تمہارا موڈ اس بات پر خراب ہو گیا ہے تو پھر تم سے مزید

بات چیت فضول ہے“..... عمران نے منہ بنا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ رکو۔ بیٹھو۔ بیٹھو۔ وہ تو میں

دیے ہی کہہ رہا تھا“..... عمران کو اٹھتے دیکھ کر سوپر فیاض نے

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں شاید فوراً یہ بات

آگئی تھی کہ اگر عمران ناراض ہو کر چلا گیا تو پھر ہارڈ ماسٹر کے

بارے میں کام آگے نہ بڑھ سکے گا۔

”نہیں۔ تم نے انسانیت کی توہین کی ہے۔ اردلی بھی تمہاری

طرح انسان ہے۔ کیا ہوا اگر مقدر سے تم سپرنٹنڈنٹ بن گئے اور

وہ اردلی اور میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں انسانیت کی توہین بہر حال برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے جانا ہی ہو گا۔ جہاں انسان کی قدر نہیں وہاں میں نہیں رک سکتا“..... عمران نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ جانور ہے لیکن اب انسان ہونے کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اسے کہوں کہ وہ میرے سر پر جوتے مارنے شروع کر دے“..... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ویسے تم حقدار تو اسی بات کے ہو۔ لیکن کیا کروں تمہیں دوست کہہ بیٹھا ہوں۔ بہر حال وہ ہارڈ ماسٹر کی فائل کہاں ہے۔ مجھے دکھاؤ“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم اس تنظیم میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے“..... سوپر فیاض نے مشروب سپ کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ نام بے حد پسند آیا ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اس نام کی ایک تنظیم بنا لوں۔ کرمئل تنظیم جس کے اکاؤنٹ تمہارے اکاؤنٹس کی طرح ہر وقت بھرے رہیں“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا اب تم منشیات اور اسلحہ کا دھندہ کرنا چاہتے ہو“..... سوپر فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آخر اس میں کیا حرج ہے۔ تم جانتے ہو کہ میری معاشی صورتحال کیا ہے۔ بڑی مشکل سے روپیٹ کر زندگی کی گاڑی گھسیٹ رہا ہوں۔ فلیٹ تم سے مانگا ہوا ہے۔ سلیمان کی تنخواہوں کا قرض اب اس قدر زیادہ ہو چکا ہے کہ اب اس کی ادائیگی عام طریقے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ تمام دکاندار اب مجھے مزید قرض دینے سے انکاری ہو چکے ہیں۔ ڈیڈی سے کچھ مانگنا خودداری کے خلاف ہے۔ ایک تم برے وقتوں میں کام آ جاتے تھے لیکن تم نے بھی ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں اگر منشیات اور اسلحہ کا دھندہ نہ کروں تو اور کیا کروں“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”مطلب ہے کہ اب تمہارا رقم مانگنے کا چرخہ پھر چل پڑا۔ دیکھو عمران۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ اب میں نے تمام وصولیاں ختم کر دی ہیں۔ اب صرف تنخواہ میں گزارا کر رہا ہوں اور تم جانتے ہو کہ اس مہنگائی کے دور میں تنخواہ میں کس قدر مشکل سے گزارا ہوتا ہے۔ بچے بھی اب بڑے ہو گئے ہیں۔ ان کی ایجوکیشن کا چرخہ بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ پھر مہنگائی اور خاص طور پر بجلی وغیرہ کے بلوں نے تو میرے جیسے انسانوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اس لئے اب میں واقعی تمہاری اس معاملے میں کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ میں مجبور ہوں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تو پھر ایسا کرو کہ تم بھی اس دھندے میں میرے ساتھ شریک

ہو جاؤ۔ وارے نیارے ہو جائیں گے۔ نہ پکڑے جانے کا خوف۔
نہ کوئی رکاوٹ۔ بنک میں بیلنس ہی بیلنس“..... عمران نے جواب
دیا۔

”نانسس۔ تو تم مجھے اب اس قدر گھٹیا سمجھنے لگے ہو کہ میں یہ
لعنتی کام کروں گا“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”چلو تم نہ کرو۔ میں تو کر سکتا ہوں۔ بس تم نے اتنا کرنا ہو گا
کہ میری تنظیم کے خلاف حرکت میں نہ آنا۔ باقی میں خود سنبھال
لوں گا البتہ تمہیں تمہارا حصہ باقاعدگی سے ملتا رہے گا“..... عمران
نے جواب دیا۔

”ایک وعدہ کر سکتا ہوں“..... سوپر فیاض نے جواب دیا۔
”کیسا وعدہ“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں
حقیقی حیرت تھی کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ سوپر فیاض اس کی
بھرپور مخالفت کرے گا جبکہ سوپر فیاض مخالفت کی بجائے مدد کا وعدہ
کر رہا تھا۔

”ظاہر ہے منشیات اور اسلحہ کے دھندے میں جب تم پکڑے
جاؤ گے تو تمہیں موت کی سزا ہوگی اور تم چونکہ میرے دوست ہو۔
اس لئے میرا وعدہ ہے کہ جب تمہیں پھانسی پر چڑھایا جائے گا تو
پھانسی کا لیور جلاد کی بجائے میں خود کھینچوں گا“..... سوپر فیاض نے
جواب دیا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہتھ مار کر ہنس
پڑا۔

”گڈ۔ تم نے واقعی دوستی کا حق ادا کر دیا ہے یہ وعدہ کر کے۔
تمہارے ہاتھوں تختہ دار پر لٹک کر میں یقیناً امر ہو جاؤں گا اور
یہاں سے سیدھا جنت الفردوس میں پہنچ جاؤں گا جہاں تمہارے
حصے کی حوریں مجھے مل جائیں گی“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور
سوپر فیاض بے اختیار مسکرا دیا پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس
میں موجود فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

”ویسے میرا ایک کام تو تم کر ہی دو گے موت کا خوفناک لیور
کھینچنے سے پہلے“..... عمران نے فائل لیتے ہوئے کہا۔
”کون سا کام“..... سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

”ظاہر ہے تم قانونی طور پر مجھ سے میری آخری خواہش تو
ضرور پوچھو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”چلو پوچھ لوں گا۔ پھر“..... سوپر فیاض نے باقاعدہ لطف لیتے
ہوئے کہا۔

”اور میری آخری خواہش صرف اتنی ہوگی کہ تمہارے سٹی بینک
کے پیشل اکاؤنٹس کی تفصیلات ڈیڈی تک پہنچ جائیں۔ بس اس سے
زیادہ کچھ نہیں“..... عمران نے فائل کھولتے ہوئے جواب دیا تو
سوپر فیاض اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور
الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

”کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سٹی بینک کے پیشل اکاؤنٹس
کا کیا مطلب۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... سوپر فیاض نے بری

طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سٹی بینک نے ایک خصوصی سکیم شروع کی ہے جسے وہ گولڈن سکیم کا نام دیتے ہیں اور اس سکیم میں سب سے بھاری سرمایہ کاری ایک خاتون نے کر رکھی ہے جس کا نام رابعہ ہے اور محترمہ رابعہ تمہاری سالی ہیں اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ اس محترمہ کو ان اکاؤنٹس کے بارے میں علم ہی نہیں ہے۔ ان کے محترم بہنوئی ہی ان کی جگہ دستخط کر دیتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سوپر فیاض کی آنکھیں حیرت اور خوف کے ساتھ تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔

”تت۔ تت۔ تت۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم۔ تم کہیں جادوگر تو ہیں ہو“..... سوپر فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”جادوگر ہوتا تو اس طرح تمہارے سامنے بیٹھا اپنی مفلسی اور قلاشی کے رونے نہ رو رہا ہوتا۔ باقی رہی یہ بات کہ مجھے ان سپیشل اکاؤنٹس کا کیسے پتہ چل گیا تو اصل بات یہ ہے کہ ان سپیشل اکاؤنٹس کو کھولنے کے لئے ریفرنس کی ضرورت بھی پڑتی ہے اور ریفرنس کے طور پر میرے ایک دوست کا نام درج ہے اور میرا یہ دوست ہوٹل التاج کا مالک ہے حاکم مرزا۔ بس اس طرح کڑی سے کڑی جڑ گئی“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی جادوگر نہیں بلکہ جن ہو۔ تم کسی طور پر انسان ہو ہی

نہیں۔ تم سے کچھ نہیں چھپایا جاسکتا۔ میں حاکم مرزا کو گولی مار دوں گا“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بے شک مار دینا۔ پھر مجھے وہی وعدہ کرنا پڑے گا جو تھوڑی دیر پہلے تم کر رہے تھے۔ وہی لیور کھینچنے والا“..... عمران نے جواب دیا اور سوپر فیاض نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

”کاش تم میرے دوست نہ ہوتے۔ کاش۔ کاش“..... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”دشمن ہوتا تو اب تک ڈیڈی کے پاس تفصیلات پہنچ چکی ہوتیں اور تم یہاں اردلی پر رعب ڈالنے کی بجائے جیل کی کوٹھڑی میں بیٹھے اپنی بے بسی پر تالیاں بجا بجا کر مچھر مار کر تیں مار خان بن بیٹھے ہوتے“..... عمران نے جواب دیا اور سوپر فیاض نے ایک بار لمبے طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات جیسے ثبت ہو گئے تھے۔

”ارے ارے۔ اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تم سے حصہ تو نہیں مانگا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار پھسکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح چونکا جیسے اسے اچانک کوئی خیال آ گیا ہو۔

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ کہ کیا واقعی تم نے شادی کر لی ہے“..... سوپر فیاض نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے“..... عمران نے فائل پر نظریں

دوڑاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں حرج کیا تھا۔ کر لینی تھی شادی“..... سوپر فیاض

”تمہارے ڈیڈی نے“..... سوپر فیاض نے کہا تو اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یلکھت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ڈیڈی نے۔ انہیں کیسے معلوم ہوا“..... عمران کے لہجے میں

حقیقی حیرت تھی تو سوپر فیاض نے سر عبدالرحمن کی طرف سے کال کئے جانے سے لے کر عمران کی اماں بی سے ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو نے مجھے بال بال بچا لیا ہے۔ اگر میں شکایت ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض بے اختیار

اماں بی کو پہلے ہی بریف نہ کر چکا ہوتا تو اس وقت نجانے میں کس پرکھ پڑا۔

حالت سے گزر رہا ہوتا“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور سوپر فیاض بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ اسے بھی اندازہ تھا کہ

اگر عمران کی اماں بی بگڑ جاتیں تو پھر عمران کی حالت واقعی قابل

دید ہوتی۔

”لیکن یہ سب ہوا کیا ہے“..... سوپر فیاض نے پوچھا۔

”اماں بی کی ضد تھی کہ میں ان نواب صاحب سے جا کر ملوں

اور حالانکہ میں نے اپنی طرف سے تو پوری کوشش کی کہ نواب

صاحب مجھے پسند نہ کریں لیکن شاید وہ بھی اپنی بیٹی کو زبردستی کسی

کے سر منڈھنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے تھے اس لئے مجبوراً مجھے یہ

بات کرنی پڑی“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اس میں حرج کیا تھا۔ کر لینی تھی شادی“..... سوپر فیاض

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں تمہاری طرح خوش قسمت تو نہیں ہوں کہ مجھے سلمیٰ

بھابی جیسی نیک، وفا شعار اور حوصلے والی بیوی مل سکے“..... عمران

نے جواب دیا تو سوپر فیاض بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ بات تو ٹھیک ہے۔ سلمیٰ واقعی اچھی بیوی ہے“..... سوپر

فیاض نے بڑے فخر سے کہا۔

”کیا سلمیٰ بھابھی کی رائے بھی معلوم کی ہے کہ اسے تم سے کیا

شکایت ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض بے اختیار

پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کبھی اسے شکایت کا

موقع ہی نہیں دیا“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کاش تم میرے دوست نہ ہوتے۔ تب میں دیکھتا کہ شکایت

کے موقع کا کیا مطلب ہوتا ہے“..... عمران نے کہا اور سوپر فیاض

بے اختیار جھینپ کر رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی۔ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور سوپر فیاض نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

اٹھالیا۔

”لیں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران تمہارے دفتر میں موجود ہے۔ بولو

کیا وہ تمہارے ساتھ ہے“..... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی

”یس سر۔ یس سر۔ وہ ابھی آیا ہے اور میرے سامنے ہی موجود ہے۔“ سوپر فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لو طلبی ہو گئی۔ اب بھگتو۔“ سوپر فیاض نے رسیور رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کیسی طلبی۔“ عمران نے فائل سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔ انٹرکام میں چونکہ لاؤڈر نہ تھا اور ویسے بھی وہ فائل کے معاملے میں مصروف تھا اس لئے وہ نہ سن سکا تھا کہ کس کا فون تھا اور سوپر فیاض نے کیا بات کی ہے۔

”تمہارے ڈیڈی کو اطلاع مل گئی ہے کہ تم میرے دفتر میں موجود ہو۔ انہوں نے تمہیں فوراً طلب کیا ہے۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”اوہ۔ کہیں ڈیڈی تک ہماری باتوں کی رپورٹ تو نہیں پہنچ گئی۔“ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

”باتیں۔ کون سی باتیں۔“ سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔
”یہی سٹی بینک والے سپیشل اکاؤنٹس والی باتیں۔“ عمران نے کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر یکلخت شدید ترین تشویش کے

”اوہ۔ اوہ۔ پلیز عمران۔ تم میرے دوست ہو۔ پلیز اگر ایسی بات ہو تو انہیں مطمئن کر دینا۔ ورنہ وہ تو میری کھال اتار دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے بلکہ وہ مجھے شوٹ کرنے میں بھی دیر نہیں لگائیں گے۔ مجھے ان سے بچا لو۔ پلیز۔“ سوپر فیاض کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

”لیکن کیوں۔ مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ میں کیوں انہیں مطمئن کروں۔ ویسے بھی تمہارے نام تو اکاؤنٹس نہیں ہیں پھر تم کیوں پریشان ہو۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
”سنو۔ سنو۔ پلیز عمران میری بات سنو۔ دیکھو پلیز۔ تم جس طرح کہو گے میں ویسے ہی کروں گا۔ بالکل پکا وعدہ۔“ سوپر فیاض نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چلو التاج میں ڈنر کا وعدہ کر لو۔ پھر بے فکر ہو جاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے فوراً ہی وعدہ کر لیا۔

”اوکے۔ تم نے کہیں جانا نہیں۔ میں ڈیڈی سے مل کر واپس آؤں گا پھر اس ہارڈ ماسٹر کے بارے میں بات کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ہارڈ ماسٹر کی کامیابی سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کے کھاتے میں ہی آئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔ عمران مسکراتا ہوا دفتر سے نکلا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سر عبدالرحمن نے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر موجود اردلی نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

”ڈیڈی کا موڈ کیسا ہے عبدالکریم“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”خراب ہے“..... عبدالکریم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ڈیڈی ماریں گے۔ ایسا کرو کہ تم میرے ساتھ چلو۔ مجھے اکیلے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے“..... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عبدالکریم بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب اتنا بھی خراب نہیں ہے چھوٹے صاحب“..... عبدالکریم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے عبدالکریم کی اس بات نے خاصی تقویت دی ہو۔ پھر اس نے اس طرح دروازہ کھولا جیسے وہ اندر جانے سے ڈر رہا ہو۔

”السلام علیکم۔ ڈیڈی۔ کک۔ کک۔ کیا میں اندر آنے کی حسرت، مم مم میرا مطلب ہے خجالت۔ اوہ نہیں۔ جسارت کر سکتا ہوں“..... عمران نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آؤ۔ اتنی دیر کیوں لگا دی۔ میں نے فوراً آنے کے لئے کہا تھا“..... سر عبدالرحمن نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ مجھے باہر عبدالکریم نے روک لیا تھا“..... عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عبدالکریم نے روک لیا تھا۔ کیا مطلب۔ کیوں روکا تھا اس نے تمہیں“..... سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

”وہ۔ وہ کہہ رہا تھا کہ آیت الکرسی پڑھ کر اندر جانا“..... عمران نے مسیہ سے لہجے میں کہا۔

”کیا کیا مطلب۔ آیت الکرسی پڑھ کر۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“..... سر عبدالرحمن نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ کہہ رہا تھا کہ بڑے صاحب کا موڈ خراب ہے اور آیت الکرسی بہترین حصار ہوتی ہے“..... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمن بجائے غصہ کھانے کے بے اختیار مسکرا دیئے۔

”بیٹھو۔ تمہیں باپ کے پاس آنے کے لئے آیت الکرسی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نکلے، نکھٹو اور احمق ہو۔ لیکن جو بھی ہے بہر حال تم میرے بیٹے تو ہو“..... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں ان کا یہ خلاف توقع رویہ دیکھ کر کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی جلدی سے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملیں پھر کانوں میں انگلیاں ڈال کر انہیں گھمانے لگ گیا۔

”یہ کیا کر رہے ہو نانس۔ سیدھے ہو کر بیٹھو۔ اتنی عمر ہو گئی ہے تمہاری۔ لیکن ابھی تک بچپنا نہیں گیا تمہارا“..... سر عبدالرحمن کو ایک بار پھر غصہ آنے لگا تھا۔

”وہ۔ وہ۔ ڈیڈی۔ میں چیک کر رہا تھا کہ کہیں کانوں میں کسی

اور کی آواز تو نہیں پڑ گئی۔ ایسی پدرانہ شفقت بھری آواز اور میرے کانوں میں۔ یا حیرت۔ سچ پوچھیں تو آپ کی اس پدرانہ شفقت کے پیچھے مجھے خوفناک طوفان چھپا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔“ عمران نے کہا اور سر عبدالرحمن ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

”دیکھو عمران۔ تم میرے بیٹے ہو اور ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا معاشرے میں باعزت اور اعلیٰ مقام حاصل کرے۔ اس کی شادی کسی اچھے خاندان میں ہو۔ یہی خواہش میری بھی ہے۔ گو میری خواہش کا پہلا حصہ تو پورا نہیں ہو سکا لیکن مجھے امید تھی کہ دوسرا حصہ ضرور پورا ہو گا لیکن اب یہ سن کر کہ تم نے خفیہ شادی کر لی ہے۔ مجھے یقیناً دلی دکھ ہوا ہے۔ اس کے باوجود میرا دل یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ تم میرے اور اپنی اماں بی کے خلاف جاسکتے ہو لیکن پھر بھی اگر تم نے واقعی خفیہ شادی کر لی ہے تو مجھے اس کے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ مجھے بتا دو گے تو میں تمہیں تمہاری اماں کی جوتیوں سے بھی بچا لوں گا ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر انہیں پتہ چلا تو وہ تمہاری جان کو آ جائیں گی۔“ سر عبدالرحمن کا لہجہ واقعی دکھی سا ہو گیا تھا۔

”خفیہ شادی۔ مگر ڈیڈی میں تو خفیہ شادی کو سرے سے شادی ہی نہیں سمجھتا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں خفیہ شادی کروں۔ میں جب بھی شادی کروں گا میرے سر پر سہرا آپ ہی باندھیں گے۔ اماں بی اور بہن ثریا ساری رسومات پوری کریں گی۔ یہ سب آپ

کے خرچے پر ہو گا۔ میرے پاس تو رہنے کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے اور نہ ہی دولت کہ میں خفیہ شادی کرنے کا سوچ بھی سکوں۔“..... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمن کا ستا ہوا چہرہ یلکھت چمک سا اٹھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ لیکن نواب عظمت علی خان نے تو مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ تم نے انہیں کہا ہے کہ تم نے شادی کر لی ہے۔ کیا تم نے ان کے ساتھ جھوٹ بولا تھا؟“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”نہیں ڈیڈی۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے مجھے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ میں کبھی جھوٹ مت بولوں اور آپ کی اور کوئی بات مانوں نہ مانوں یہ بات میں نے ہمیشہ مانی ہے۔“..... عمران نے بڑے منجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو پھر اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی شادی کر رکھی ہے؟“..... سر عبدالرحمن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں نے نواب صاحب سے کہا تھا کہ اگر انہوں نے اپنی بیٹی کے لئے میرا رشتہ منظور کیا تو یہ دوسری شادی ہو گی۔ جس پر وہ ناراض ہو گئے اور انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ بس اتنی سی بات تھی۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر۔ اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تم نے پہلی شادی نہیں کی؟“..... سر عبدالرحمن نے اب مجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”واقعی نہیں کی؟“..... عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”کیا تم مجھے جتن سمجھتے ہو نانسنس۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں

واقعی احمق ہوں۔ بولو۔ جواب دو“..... سر عبدالرحمن نے یلکھت غم سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”حالانکہ میں ایسا نہیں سمجھتا اور سمجھ بھی نہیں سکتا۔ ورنہ لوگ مجھے بھی تو ایسا ہی سمجھیں گے۔ میرا مطلب ہے احمق کا بیٹا بھی احمق ہی ہوگا“..... عمران نے جواب دیا۔

”بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ کہاں شادی کی ہے تم نے، کب کی ہے اور کس کے ساتھ کی ہے۔ بولو۔ جواب دو میری بات کا ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے بیٹے ہو اور میں تمہیں سچ سچ شوٹ کر دوں گا۔ بولو۔ جلدی“..... سر عبدالرحمن نے غم سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈی۔ اگر پہلی شادی نہ ہو تو کیا دوسری بھی نہیں ہو سکتی۔ کیا میرے نصیب میں صرف دکھ ہی ہیں“..... عمران نے بڑے دکھی لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔ وہ اب غور سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

”کیا مطلب۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ واقعی خراب ہو گیا ہے“..... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لیکن بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی بری طرح الجھ گئے ہیں۔

”ڈیڈی۔ میں نے اپنی زندگی میں اب تک ایک ہی خوشی دیکھی ہے کہ میرا تعلق ایک مہذب اور اعلیٰ خاندان سے ہے اس کے علاوہ

اور کوئی سکھ مجھے نہیں ملا اور شادی کا مطلب ہی خوشی ہوتا ہے۔ میں نے تو نواب صاحب سے یہی کہا تھا کہ اگر انہوں نے اپنی بیٹی سے میرا رشتہ منظور کر لیا تو یہ میرے لئے دوسری شادی ہوگی یعنی دوسری خوشی کہ میرا رشتہ ایک اعلیٰ خاندان میں ہو رہا ہے۔ لیکن انہوں نے میری بات سنتے ہی مجھے اس طرح گھر سے نکال دیا جیسے میں نے دوسری شادی کی بات کر کے کوئی جرم کر دیا ہو۔ شاید میرے نصیب میں ہی دوسری شادی نہیں ہے“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن کچھ دیر تک غور سے عمران کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے ان کے ذہن سے کوئی بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”تو یہ بات ہے۔ لیکن تم دوسری شادی کی بجائے دوسری خوشی کے الفاظ بھی تو استعمال کر سکتے تھے۔ تم نے خاص طور پر دوسری شادی کے الفاظ کیوں کہے“..... سر عبدالرحمن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”اماں بی نے کہا تھا کہ نواب صاحب بڑے رکھ رکھاؤ والے آدمی ہیں۔ اس لئے میں ان سے بات کرتے ہوئے اچھے الفاظ ادا کروں اور میرے منہ سے خوشی کی بجائے شادی نکل گیا۔ چونکہ شادی کا مطلب ہی خوشی ہے۔ جس کا مطلب نواب صاحب اور ان کی بیٹی نے نبھانے کیا لے لیا۔ اور.....“ عمران نے مسکے سے

لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن اپنے مزاج کے خلاف بے اختیار ہنس پڑے۔

”تو یہ تمہارے نزدیک اچھے الفاظ تھے نانس۔ بہر حال ٹھیک ہے میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ میں نواب صاحب کو فون کر کے وضاحت کر دیتا ہوں امید ہے وہ بھی سمجھ جائیں گے“..... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب تو وضاحت فضول ہی رہے گی ڈیڈی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فضول رہے گی۔ کیوں۔ کیا مطلب“..... سر عبدالرحمن نے چونک کر کہا۔

”اماں بی کو معلوم ہو گیا کہ ان کی بیٹی مارشل آرٹ میں چیمپیئن ہے اور آپ تو مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں کہ اماں بی کو جب غصہ آ جائے تو پھر وہ مارشل آرٹ کی فیلڈ کی مہان چیمپیئن بن جاتی ہیں“..... عمران نے کہا اور سر عبدالرحمن بے اختیار ہنس پڑے۔

”تو تم دراصل شادی ہی نہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کیوں۔ کیا تمہارے خیال میں یہ رشتہ مناسب نہیں تھا یا پھر تمہیں وہ لڑکی ہی پسند نہیں آئی تھی“..... سر عبدالرحمن نے ہونٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

”رشتہ تو مناسب تھا ڈیڈی اور میگی شریف اور خاندانی لڑکی ہے لیکن ان کے پیچھے ہارڈ ماسٹر تنظیم لگی ہوئی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ایسے لوگوں سے رشتہ کروں کہ شادی کے وقت بھی مقامی فلموں

والے سین نظر آنے لگ جائیں“..... عمران نے جواب دیا تو سر عبدالرحمن بے اختیار اچھل پڑے۔

”ہارڈ ماسٹر۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہارڈ ماسٹر۔ کیا مطلب۔ ہارڈ ماسٹر کا نواب صاحب اور اس کی بیٹی سے کیا تعلق“..... سر عبدالرحمن کے چہرے پر شدید سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور عمران نے انہیں مختصر طور پر ہوٹل میں ہونے والی ملاقات سے لے کر استاد جیدے کے قتل اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی تک کے واقعات سنا دیئے۔

”لیکن مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق تو ہارڈ ماسٹر منشیات اور معمولی اسلحہ کا دھندہ کرنے والی تنظیم ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ایسی تنظیم کو بھلا اتنا بڑا جنگل خریدنے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے“..... سر عبدالرحمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس جنگل کو اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ وہ واقعی ایک عام سا جنگل ہے۔ وہاں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ خیال کیا جائے کہ اس تنظیم کو اس جنگل سے آخر ایسی کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ یہ جنگل بھاثان کی سرحد پر واقع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں کوئی انڈر گراؤنڈ منشیات یا اسلحہ کا ذخیرہ کرنا چاہتے ہوں اور اس کے لئے جنگل خرید کر اسے محفوظ کر لینا چاہتے ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”تم نے اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کے چیف کو رپورٹ دی

ہوگی“..... سرعبدالرحمن نے کہا۔

”نہیں۔ یہ عام سے واقعات ہیں۔ ایسے واقعات میں سیکرٹ سروس کے چیف کے دلچسپی لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ کیس آپ کے محکمے کا بنتا ہے اور وہ کبھی کسی کے دائرہ اختیار میں مداخلت کا سوچ بھی نہیں سکتے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو سنو۔ سوپر فیاض کے پاس ہارڈ ماسٹر کی فائل موجود ہے۔ تم اس کے ساتھ مل کر کام کرو۔ میرا وعدہ کہ اگر تم اس تنظیم کو ٹریس کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس سلسلے میں سرکاری طور پر جو انعامات ملیں گے وہ تمہیں ملیں گے“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”سرکاری طور پر انعامات۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں ڈیڈی۔ یہ سرکاری انعامات کیا ہوتے ہیں“..... عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

”اب نیا قانون بنایا گیا ہے کہ خاص طور پر منشیات کا شاک پکڑنے والے کو حکومت بھاری انعامات دیتی ہے“..... سرعبدالرحمن نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی سکوپ بن جائے گا کہ میں سلیمان کی سابقہ تمام تنخواہیں ادا کر سکوں اور کچھ قرض خواہوں کا منہ بھی بند کر سکوں۔ لیکن اس میں تو خاصا وقت لگ جائے گا“..... عمران نے بات کرتے کرتے آخر میں قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب ہارڈ ماسٹر والے ہاتھ باندھ کر تمہارے سامنے

کھڑے ہونے سے تو رہے“..... سرعبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ڈیڈی۔ کچھ پیشگی نہیں مل سکتا۔ بڑا حوصلہ آجاتا ہے انسان میں جب اس کی جیب بھاری ہو“..... عمران نے مسکسی سی صورت بنا کر کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ سرکاری انعامات پیشگی کیسے دئے جاسکتے ہیں“..... سرعبدالرحمن نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ۔ آپ بھی تو سرکاری عہدیدار ہیں وہ بھی بہت بڑے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ذاتی طور پر کچھ پیشگی دے دیں۔ وعدہ رہا۔ انعام ملنے پر واپس کر دوں گا بغیر کسی حیل و حجت کے“۔ عمران نے کہا۔

”میرے پاس اس قدر رقم نہیں ہے۔ جاؤ کام کرو۔ کام کئے بغیر رقم کا تقاضا کرنا گھٹیا بات ہوتی ہے“..... سرعبدالرحمن بھلا اتنی آسانی سے کہاں ماننے والے تھے۔

”پھر ڈیڈی سوپر فیاض کو کام کرنے دیں۔ بیچارہ تنخواہ پر گزارہ کرتا ہے خاصا محنتی اور ایماندار آدمی ہے۔ اسے انعامات مل جائیں گے تو اس کے کچھ مسائل حل ہو جائیں گے۔ میرا کیا ہے۔ میں تو ویسے بھی نہ تین میں ہو اور نہ تیرہ میں اور.....“ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور آخر میں جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اس کے چہرے پر مایوسی اور بے بسی کے تاثرات پوری شدت سے نمایاں ہو گئے تھے۔

”نہیں۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد یہ کیسے اکیلے سو پر فیاض کے بس کا روگ نہیں رہا اس لئے تمہیں لازماً اس کی مدد کرنی ہوگی۔ تم اس کا ساتھ دو گے تو مجھے یقین ہے کہ یہ کیس جلد حل ہو جائے گا۔“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”آپ اس کے ساتھ دو تین انسپکٹروں کی ڈیوٹی لگا دیں۔ تین تین آدمی مل کر کام کریں گے تو ان کا وزن کم ہو جائے گا اور کیس بھی جلد حل ہو جائے گا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”کتنی رقم چاہئے تمہیں؟“..... سر عبدالرحمن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”زیادہ نہیں ڈیڑی صرف پیشگی کے طور پر دس بیس لاکھ روپے دے دیں۔“..... عمران نے مسسے سے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ دس بیس لاکھ۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کیا دس بیس لاکھ تمہاری نظر میں دس بیس روپے ہیں جو میں بٹوے سے نکال کر تمہیں دے دوں گا؟“..... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ بھول رہے ہیں۔ میں آپ کا ہی بیٹا ہوں ڈیڑی۔ بھلا دس بیس لاکھ جیسی حیرت انگیز رقم سے میرا دماغ کیسے خراب ہو سکتا ہے۔ میں کسی ٹٹ پونجے کا نو بیٹا نہیں ہوں کہ اتنی معمولی سی رقم دیکھ کر

گھبرا نواب بن جاؤں۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ اتنا تو انعام بھی نہیں ملے گا۔ چلو میں تمہیں پانچ دس ہزار دے دیتا ہوں۔ بس اس سے زیادہ مجھ سے کوئی توقع نہ رکھنا۔“..... سر عبدالرحمن نے کوٹ کی جیب سے بٹو نکالتے ہوئے کہا۔

”رہنے دیں ڈیڑی۔ اب آپ کا بیٹا ہو کر میں خیرات لیتا ہوا اچھا تو نہیں لگتا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”خیرات۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ یہ خیرات کا لفظ تم نے کیوں استعمال کیا ہے۔ بولو۔“..... سر عبدالرحمن نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”ڈیڑی۔ اس زمانے میں تو فقیر حضرات بھی لاکھ دو لاکھ روپے سے کم خیرات ہی نہیں لیتے۔ پانچ دس ہزار تو ویسے ہی دروازے پر آنے والے گداگر کو دے دیئے جاتے ہیں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نائنس۔ ان کے پاس حرام کی کمائی ہوگی۔ بہر حال چلو میں تمہیں ایک لاکھ کا چیک دے دیتا ہوں۔ لیکن سنو۔ تم نے بہر حال اس ہارڈ ماسٹر تنظیم کے خلاف کام کرنا ہے سمجھے۔ ورنہ جوتیاں مار کر سر توڑ دوں گا بلکہ گولی مار دوں گا۔“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور بٹوے سے چیک نکال کر انہوں نے ایک چیک لکھا اور اسے بک سے علیحدہ کر کے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ ڈیڈی۔ چلو عبدالکریم کے کچھ دن اچھے گزر جائیں گے“..... عمران نے چیک لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عبدالکریم۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہوش میں تو ہو“..... سر عبدالرحمن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈی۔ آپ کو معلوم ہی نہیں ہے پچھلے دنوں عبدالکریم کا بیٹا ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس لئے عبدالکریم کافی مشکل میں ہے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے اور عبدالکریم کے بیٹے کا سرکاری طور پر علاج بھی ہو رہا ہے۔ اس لئے تمہیں اس سے ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بیٹے کا علاج تو ہو رہا ہے ڈیڈی۔ لیکن بیٹے کے بچوں کے اخراجات کے لئے تو آپ کو کچھ کرنا چاہئے تھا۔ وہ بے چارہ ٹیکسی چلاتا تھا۔ ظاہر ہے اب آمدنی تو بند ہو گئی ہوگی۔ ایک لاکھ کی رقم سے ان کے چند دن اچھے گزر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا بھی دے گا“..... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہی مصیبت ہے۔ اسے اس کی ماں نے ہی بگاڑ رکھا ہے۔ خواہ مخواہ سر پر چڑھا رکھا ہے اور اب یہ مجھے بھی نہیں بخشتا ہے۔ ٹانسس“..... سر عبدالرحمن کی عصبیلی آواز سنائی دی لیکن عمران تیزی

سے قدم بڑھاتا دفتر سے باہر آ گیا۔

”یہ لو چیک رکھ لو۔ اسے کیش کرا لینا اور اپنے پوتوں اور پوتیوں پر خرچ کرنا۔ یہ ایک لاکھ کا چیک ڈیڈی نے خاص طور پر تمہارے لئے دیا ہے“..... عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چیک عبدالکریم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ بڑے صاحب نے دیا ہے“..... عبدالکریم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سوپر فیاض کے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عبدالکریم ہونقوں کے انداز میں اسے دیکھتا رہ گیا جیسے اسے سمجھ ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

رات بے حد تاریک تھی۔ آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور کہیں کہیں گرج چمک کے ساتھ ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو چکی تھی جس سے سڑکیں بھیگی بھیگی اور صاف شفاف دکھائی دے رہی تھیں۔ اس وجہ سے رات کی تاریکی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔

رات کے تقریباً دو بجے تھے اور پاکیشیا کے دارالحکومت کے تقریباً وسط میں بارہ منزلہ جدید تعمیر شدہ انتہائی شاندار وائٹ ایمپائر کی عمارت اس وقت دلہن کی طرح بھی ہوئی تھی۔ پوری عمارت پر انتہائی خوبصورت روشنیوں کی سیٹنگ کی گئی تھی۔ آج پلازہ کا افتتاح تھا اور ایک مرکزی وزیر اس شاندار اور جدید پلازہ کا افتتاح کرنے والے تھے۔ پلازہ کی وسیع و عریض پارکنگ رنگ رنگی گاڑیوں سے تقریباً بھری ہوئی تھی۔ پلازہ کی عمارت بقعہ نور بنی ہوئی تھی۔ تقریب کا اہتمام انتہائی شاندار پیمانے پر کیا گیا تھا اور گزشتہ ایک

بہت سے اخبارات اور ٹیلی ویژن پر دلکش انداز میں اس پلازہ کی مسلسل تشہیری مہم بھی چلائی جا رہی تھی۔ اس پلازہ سے تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ایک اور رہائشی پلازہ کی چھت پر اس وقت راج کماری چندر مکھی، اس کا سیکرٹری کھاٹان، اس کے دو باڈی گارڈز کے علاوہ ہارڈ ماسٹر کا چیف گرے اور اس کے ساتھ دو اور آدمی کرسیوں پر ایک بڑی سی چھتری کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ چھت سے پلازہ کی شاندار اور بھی ہوئی عمارت صاف اور واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی لیکن گرے، راج کماری چندر مکھی اور کھاٹان تینوں نے آنکھوں سے دور بینیں لگائی ہوئی تھیں اور وہ کھلے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”مسٹر گرے“..... راج کماری چندر مکھی نے گرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس راج کماری جی“..... گرے نے کہا۔

”اور کتنی دیر ہے کسی ایرو پلین کے آنے میں“..... راج کماری چندر مکھی نے پوچھا۔

”میرا ایک آدمی ایئر پورٹ پر موجود ہے راج کماری جی۔ اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا کی ایک ایئر بس تھری فور سیون جو ٹڈل ایسٹ سے پاکیشیا کی بڑی تعداد لے کر آ رہی ہے اب سے بیس منٹ بعد دارالحکومت ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے والی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق ایئر بس جلد ہی آنے والی ہے“..... گرے نے

کہا۔

”کیا اس کا یہی روٹ ہے جہاں تم ہمیں لائے ہو؟“..... راج
کماری چندر مکھی نے پوچھا۔

”جی ہاں“..... گرے نے جواب دیا۔

”تو کیا اس خراب موسم میں بھی فلائٹ یہاں لازماً آئے
گی؟“..... راج کماری چندر مکھی نے پوچھا۔

”خصوصی طیارہ ہے جو ایسے موسم سے لڑنے کی صلاحیت رکھتا
ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ پرواز منسوخ نہیں کی جائے گی
اور نہ ہی اسے کسی اور جانب لے جایا جائے گا“..... گرے نے
کہا۔

”تمہاری معلومات کے مطابق طیارہ یہاں سے کتنی بلندی پر
سے گزرے گا؟“..... راج کماری چندر مکھی نے پوچھا۔

”یہاں سے ایئر پورٹ تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس
لئے طیارہ خاصی نیچی پرواز کرے گا اور چونکہ موسم بھی خراب ہے
اس لئے یہ اور نیچے آ جائے گا اور ہم اسے تھنڈر فلیش گن سے
آسانی سے ہٹ کر لیں گے“..... گرے نے جواب دیا۔

”پھر بھی اندازے کے مطابق یہاں سے طیارہ کتنی بلندی پر ہو
گا؟“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”یہاں سے پانچ سو میٹر کی بلندی ہوگی اور موسم کی خرابی کے
باعث یہ بلندی چار سو بھی ہو سکتی ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ تھنڈر فلیش گن کتنی دوری تک ہٹ کر
سکتی ہے؟“..... راج کماری چندر مکھی نے پوچھا۔
”اس گن سے نکلنے والی ریز ایک ہزار میٹر کی بلندی تک فائر کی
جاسکتی ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”گڈ۔ پھر تو ہم واقعی آسانی سے یہاں سے گزرنے والے
طیارے کو ہٹ کر لیں گے“..... راج کماری نے اطمینان بھرے
لہجے میں کہا۔

”لیں راج کماری جی۔ ابھی سب کچھ آپ کے سامنے ہو گا اور
آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ تھنڈر فلیش کس قدر طاقتور ہے اور
یہ بھی اس کی طاقت کا انتہائی معمولی سا ظاہرہ ہو گا“..... گرے
نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”لیکن راج کماری جی۔ اس طیارے کی تباہی کے ساتھ ہی
پاکیشیا حکومت اور اس کی ایجنسیاں پاگلوں کی طرح اسے تباہ کرنے
والوں کی تلاش میں نکل پڑیں گی۔ ایسی صورت میں کیا ہم خطرے
کی زد میں نہ ہوں گے؟“..... کھاٹان نے قدرے پریشان بھرے
لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں مسٹر کھاٹان۔ ہم ایئر پورٹ سے اتنے
فاصلے پر ہیں کہ کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکے گا کہ اس قدر
فاصلے سے اتنے بڑے طیارے کو بھی تباہ کیا جاسکتا ہے۔ پھر کوئی
دھماکہ بھی نہ ہو گا اور نہ ہی کوئی میزائل وہاں جاتا دکھائی دے گا۔

بس چمک داری ایک لکیر پلک جھپکنے کے لئے نظر آئے گی زور دار کڑا کا ہو گا۔ ایسا معلوم ہو گا جیسے آسمان سے بجلی کی لہری چمکی ہو اور اس کے بعد معاملہ ختم“..... گرے نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”کیا گن سے بجلی کی لہر نکلے گی“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ہاں۔ ایسی لہراتی ہوئی لہر جیسی بجلی کی لہر ہوتی ہے۔ آسمانی بجلی کی کڑکتی ہوئی لہر“..... گرے نے کہا۔

”پھر بھی آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ کھاٹان کی بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ اگر اس لہر کو مارک کر لیا گیا تو وہ لوگ واقعی ہماری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھاٹان اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات بھی شدید بحران کا شکار ہو جائیں گے“..... راج کماری چندر مکھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خود ہی مسافر بردار طیارے کا انتخاب کیا ہے راج کماری جی۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ مسافروں سے بھرے ہوئے طیارے کو نشانہ بنایا جائے گا اور اب آپ خود ہی پریشان ہو رہی ہیں“..... گرے نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن اب طیارہ تباہ ہو کر یہاں آبادی میں گرے گا۔ یہ خاصا گنجان علاقہ ہے۔ سینکڑوں افراد یہاں موجود ہیں۔ میرے ذہن میں اس قدر گہما گہمی کا تصور نہ تھا۔ اگر طیارہ

یہاں تباہ کیا گیا تو اس کے ساتھ لامحالہ سینکڑوں لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے“..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جیسے آپ کہیں“..... گرے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ تجربہ طیارے پر کرنے کی بجائے کسی عمارت پر کرنا چاہئے جہاں لوگوں کی ہلاکت کا احتمال نہ ہو۔ اس طرح ہمیں مارک نہ کیا جاسکے گا اور نہ ہی بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ ہمارا مقصد اس اسلحہ کی کارکردگی چیک کرنا ہے اس سے بلا وجہ کسی کی جان لینا نہیں ہے“..... کھاٹان نے کہا۔

”ایسی صورت میں کسی ویران عمارت پر بھی تو تجربہ کیا جاسکتا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے تو آپ کو صرف تجربہ دکھانا ہے۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ عمارت ویران ہو یا آباد“..... گرے نے جواب دیا۔

”مسٹر گرے۔ یہ بتاؤ کہ تھنڈر فلیش ریز کا انسانوں پر کیا اثر ہوگا“..... اچانک راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ وہ پلک جھپکنے میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ان کی لاشیں کوئلہ بن جائیں گی۔ بالکل اس طرح جیسے آسمانی بجلی گرنے سے آدمی جل کر کوئلہ بن جاتا ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آسمان پر گہرے بادل موجود ہیں۔ بجلی بھی چمک رہی ہے۔ ویری گڈ۔ اس صورت میں ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ میں صرف اس لئے خوفزدہ تھی کہ کہیں شک و شبہ کی ڈور کا سرا ہم تک نہ پہنچ جائے۔ اب تمہاری اس بات نے ساری صورتحال ہی تبدیل کر دی ہے کہ انسانی لاشیں اس طرح معلوم ہوں گی جیسے آسمانی بجلی گرنے سے ہوتی ہیں۔ اب تھنڈر فلیش کی لکیر کو بھی آسمانی بجلی ہی سمجھا جائے گا۔ اس طرح یہ سب کچھ قدرتی ہو سمجھا جائے گا اور ہم پر کسی قسم کا شبہ تک نہ کیا جاسکے گا۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ تجربہ کیا جاسکتا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو گرے کے چہرے پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اس تجربے کا ایک اور فائدہ بھی ہوگا“..... گرے نے کہا۔

”کون سا فائدہ“..... راج کماری نے چونک کر کہا۔ کھاٹان بھی اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”اس واقعہ کی ظاہر ہے تفصیل سے خبریں شائع کی جائیں گی۔ پوری دنیا کے ٹیلی ویژن اس کی تشہیر کریں گے۔ اس طرح شاہ بھاٹان کو بھی اس اسلحہ کی اہمیت کا صحیح معنوں میں احساس ہو جائے گا“..... گرے نے کہا اور اس بار راج کماری چندر مکھی کے ساتھ ساتھ کھاٹان نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ چونکہ وہ طاقتور دوربینیں آنکھوں سے لگائے ہوئے تھے۔ وہ آسمان پر اس طیارے

کو تلاش کر رہے تھے جسے ہٹ کرنے کا وہ ارادہ کر چکے تھے۔ سامنے موجود پلازہ جس میں تقریب ہو رہی تھی۔ وہاں موجود لوگ انہیں بالکل اس طرح نظر آ رہے تھے جیسے وہ ان سے چند گز کے فاصلے پر موجود ہوں۔

”طیارہ آ رہا ہے“..... اچانک گرے نے کہا تو وہ چونک پڑے۔ راج کماری نے اس طرف دیکھا جس طرف گرے آنکھوں پر دوربین لگائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے دور بادلوں کے نیچے ایک جگنو سا چمکتا ہوا دکھائی دیا تو اس نے فوراً سامنے رکھی ہوئی دوربین اٹھائی اور اسے آنکھوں پر لگا کر اس روشنی کے جلتے بجھتے نقطے کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے دور بین ایڈجسٹ کی اور پھر اسے پاکیشیا کی مخصوص دیو ہیکل ایئر بس دکھائی دی۔

”ایئر بس۔ اس میں تو کافی تعداد میں لوگ سوار ہوں گے“..... راج کماری نے کہا۔

”جی ہاں۔ اس طیارے میں لگ بھگ سات سو سے زائد افراد موجود ہیں“..... گرے نے جواب دیا۔

”کیا سب پاکیشیائی ہیں“..... راج کماری نے پوچھا۔

”پانچ سو ستر افراد کا تعلق پاکیشیا سے ہے جبکہ باقی افراد کا تعلق مختلف ممالک سے ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”اگر تمہارے پاس معلومات ہیں تو پھر تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ ان میں اکیمریشیا کے کتنے افراد سوار ہیں“..... راج کماری نے کہا۔

”جی ہاں۔ ان میں تین افراد کا تعلق اکیمریمیا سے ہے اور وہ سیاح ہیں“..... گرے نے جواب دیا تو راج کماری چندر مکھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ طیارہ تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وہ قریب آ رہا تھا اس کی بلندی کم ہوتی جا رہی تھی۔ یہ بلندی اتنی کم ہو گئی تھی کہ اب وہ سب اس طیارے کو دور بین کے بغیر بھی دیکھ سکتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں طیارہ گڑ گڑاتا ہوا ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔

”اب ٹارگٹ کو ہٹ کر دو“..... راج کماری چندر مکھی نے گرے سے کہا تو گرے نے بھی اثبات میں سر ہلا کر جیب سے نیلے رنگ کا عجیب ساخت کا ایک پٹل نکالا جس کا دستہ بڑا اور نال بہت چھوٹی سی تھی۔ نال کا آخری سرانوکدار سا تھا جس کے درمیان سوئی جیسا باریک سوراخ تھا۔ گرے نے پٹل کی نال کا رخ اس دیو ہیکل طیارے کی طرف کیا اور عین اسی لمحے بجلی زور سے چمکی۔ اس کے ساتھ ہی گرے نے بھی ٹریگر دبا دیا۔ پٹل کی نال سے سفید رنگ کی شعاع سی نکلی اور لہریں لیتی ہوئی تیزی سے طیارے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بجلی کی لہریں لہرائی ہو اور تیزی سے اوپر کی طرف اٹھ گئی ہو۔

چند لمحوں بعد لہر کا آخری سرا اس طیارے سے جا کر ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک کڑا کا ہوا اور پھر ہولناک دھماکہ ہوا۔ آگ کا ایک شعلہ سا لپکا اور انہوں نے طیارے کے ٹکڑے اڑتے

دیکھے۔ طیارے میں یکلخت آگ لگ گئی تھی اور اس کے ٹکڑے فضا میں پھیل گئے تھے۔ دوسرے لمحے طیارے کے چلتے ہوئے ٹکڑے یکلخت ٹھیک اس پلازہ پر گرتے دکھائی دیئے جو برقی قتموں سے جگمگا رہی تھی اور پھر وہاں ایک ہولناک دھماکہ ہوا کہ پلازہ سے اتنی دور بیٹھے ہوئے وہ سب لوگ بھی بے اختیار اچھل سے پڑے۔ انہیں ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے انتہائی خوفناک زلزلہ آ گیا ہو۔ انہیں کھڑکیوں اور دروازوں پر لگے ہوئے شیشے ٹوٹنے کی آوازیں بھی سنائی دیں اور پوری عمارت ایک لمحے کے لئے اس طرح لرزی کہ جیسے ابھی دھڑام سے گر پڑے گی۔ اس کے بعد طیارے کے چلتے ہوئے ٹکڑوں کے گرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر ماحول یکے بعد دیگرے بے شمار زور دار دھماکوں سے گونجنے لگا۔ راج کماری چندر مکھی کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا تھا لیکن دوسرے لمحے سامنے ہر طرف طیارے کے چلتے ہوئے ٹکڑے دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ طیارے کے زیادہ تر ٹکڑے اس نئے بننے والے پلازہ پر گرے تھے اور انتہائی شاندار پلازہ اب واقعی ڈھیر کی صورت میں بکھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ نہ صرف پلازہ بلکہ ارد گرد کی کئی عمارتیں بھی طیارے کے ٹکڑے گرنے سے لمبے کا ڈھیر بن گئی تھیں۔ ہر طرف گہرے سیاہ رنگ کے دھوئیں کے بادل سے پھیل گئے تھے۔ چند لمحوں کے لئے تو اس خوفناک دھماکے کی بازگشت سنائی دیتی رہی پھر اچانک چیخ و پکار اور شور کی

آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس سارے علاقے میں اچانک قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ لوگ چیختے ہوئے عمارتوں سے نکل رہے تھے پھر ہر طرف تیز سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور ڈھیر ہوئی عمارتوں کے گرد پولیس کی سائرن بجائی ہوئی جیپیں اکٹھی ہونا شروع ہو گئیں۔

”حیرت ہے۔ مسٹر گرے اس قدر طاقتور اسلحے کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اتنا بڑا طیارہ ایک لمحے میں تباہ ہو گیا جیسے اس پر بڑا اور انتہائی طاقتور میزائل فائر کیا گیا ہو“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”یس راج کماری جی۔ یہ اس کھلونے نما پستل کا معمولی سا کرشمہ ہے“..... گرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویل ڈن۔ ریلی ویل ڈن۔ اور اب تم بے فکر رہو۔ اب بھائان اپنے خزانے کا منہ تم پر کھول دے گا اب بھائان کو اس اسلحہ پر منا پلٹی ہوگی اور بھائان سپر پاور بن جائے گا۔ ویل ڈن گرے۔ ریلی ویل ڈن“..... راج کماری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور گرے کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ورنہ سارا علاقہ پولیس گھیر لے گی اور ایک ایک عمارت اور ایک ایک آدمی کی تلاشی شروع ہو جائے گی“..... کھائان نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہمیں فوراً اپنے سفارت خانے پہنچ جانا چاہئے۔ میں

وہاں سے ہاٹ لائن پر شاہ بھائان سے خود بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ میری کال کے منتظر ہوں گے۔ مجھے انہیں خوشخبری سنانی ہے ابھی اور اسی وقت“..... راج کماری نے اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے کہا اور گرے جس نے وہ عجیب ساخت کا پستل واپس جیب میں ڈال لیا تھا۔ کرسی سے اٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے سے نکل کر لفٹ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

باہر ہر طرف افراتفری کا سا عالم تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی کو دوسرے کا کوئی احساس ہی نہ رہا ہو اور لوگ شدید خوف کے عالم میں بغیر سوچے سمجھے ادھر ادھر بھاگے چلے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی بھائان کے سفارت خانے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کھائان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر راج کماری چندر مکھی عقبی سیٹ پر گرے موجود تھا۔ باڈی گارڈز عقب میں آنے والی دوسری کار میں تھے۔ ہر طرف پولیس کی گاڑیاں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

”دھیان رہے۔ کوئی ہمیں روک نہ لے“..... راج کماری نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”آپ فکر نہ کریں راج کماری جی۔ اس وقت کسی کو اپنا ہوش نہیں ہے۔ ہمیں کس نے روکنا ہے ویسے بھی ہمارے پاس سفارت خانے کے مخصوص کارڈ ہیں“..... کھائان نے جواب دیا۔

”تم میری بات سمجھ نہیں رہے۔ مجھے خطرہ صرف تھنڈر فلیش پٹل سے ہے۔ اگر یہ برآمد ہو گیا تو بہت برا ہو گا“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں راج کماری جی۔ یہ اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اسے مختلف پارٹس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور میں نے اسے پارٹس میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب یہ کسی صورت بھی پٹل سمجھا ہی نہیں جاسکتا“..... عقرب میں بیٹھے ہوئے گرے نے کہا۔

”اچھا۔ وہ کیسے“..... راج کماری چندر مکھی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔ گرے نے جیب سے ایک ڈبہ نکال کر اسے کھولا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ڈبے میں عجیب ساخت کے چھوٹے چھوٹے پس موجود تھے جنہیں دیکھ کر یہ گمان نہ کیا جاسکتا تھا کہ یہ ایک تباہ کن ریز پٹل ہو سکتا ہے۔

”یہ تو واقعی چھوٹے چھوٹے ٹول پارٹس ہیں“..... راج کماری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گرے نے مسکراتے ہوئے ڈبے کی سائیڈ کو انگوٹھے کی مدد سے مخصوص انداز میں دبایا تو پارٹس والا حصہ سی ڈھلکن کی طرح اوپر کواٹھ گیا۔ اب نیچے واقعی تھنڈر فلیش پٹل مختلف پارٹس کی صورت میں رکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”ویل ڈن گرے۔ ویری ویل ڈن۔ تم تو مجھے قدم قدم پر پرانے کئے جا رہے ہو۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ ہمیں کوئی بھی کسی صورت نہیں پکڑ سکتا اور نہ ہی ہم سے تھنڈر فلیش گن برآمد کر

سکتا ہے۔ اب یہ تھنڈر فلیش پٹل صرف اور صرف بھاٹان کے لئے ہے اور اس پٹل سے بھاٹان سپر پاورز ممالک میں شامل ہو جائے گا وہ بھی ٹاپ لسٹ پر“..... راج کماری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ آپ بے فکر رہیں راج کماری جی۔ اتنا بڑا پراجیکٹ بنانے والے احمق نہیں ہوا کرتے ہم نے ہر کام سوچ سمجھ کر کیا ہے“..... گرے نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا اور راج کماری نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے گرے کی بات پر مکمل یقین آ گیا ہو اور اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔ کھاٹان نے خالی سڑک دیکھ کر کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا اور کار تیزی سے بھاٹانی سفارت خانے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ سڑکوں اور بازاروں بھی بدستور قیامت برپا تھی۔ لوگ پاگلوں کی طرح سے چیختے چلاتے مدد کے لئے دور بھاگ رہے تھے۔ ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور زخمی تڑپ رہے تھے ان زخموں اور لاشوں کو دیکھ کر راج کماری کی آنکھوں میں سفاک بھری چمک آ گئی تھی جیسے وہ ان لاشوں اور زخموں کو دیکھ کر سکون محسوس کر رہی ہو اور یہ سب اس کے لئے کھیل تماشے سے زیادہ نہ ہو۔

”آخر کچھ بتاؤ تو سہی کہ تم کہاں جا رہے ہو“..... سوپر فیاض نے خاصے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران کے ساتھ کار میں موجود تھا اور عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے مضافاتی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سائیڈ سیٹ پر سوپر فیاض بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”میں اکیلا تو نہیں۔ تم بھی میرے ساتھ ہی جا رہے ہو اور ہم دونوں ایک ہی کار میں ہیں اس لئے سمجھو کہ ہم اکٹھے ہی کہیں جا رہے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ لیکن جانا کہاں ہے یہ تو بتا دو“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم تو ایسے ڈر رہے ہو جیسے تم نوخیز حسینہ ہو اور میں تمہیں اغوار کر کے لے جا رہا ہوں“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں ڈر نہیں رہا نانس۔ تم سے پوچھ رہا ہوں“..... سوپر فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

”کیا پوچھ رہے ہو“..... عمران نے بے نیازی سے کہا۔
 ”یہی کہ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو“..... سوپر فیاض نے کہا۔
 ”تمہارے سرال“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”میرے سرال۔ کیا مطلب“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری فائل میں ایک آدمی سیکارتو کا ذکر موجود ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون ہے“..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

”سیکارتو۔ اوہ اوہ۔ یہ نام تو اس عالم شاہ نے اپنے بیان میں لیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اسے اس دھندے میں سیکارتو نے لگایا تھا۔ پھر سیکارتو ملک سے باہر چلا گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہی بات تھی“..... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہاری یادداشت واقعی حیرت انگیز ہے۔ سلیمان کی طرح لگتا ہے تم بھی بھابھی سے چھپ کر مغز بادام اور حریرہ جات کھاتے رہتے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم میری یادداشت کو گولی مارو۔ یہ بتاؤ کہ تم جا کہاں رہے ہو اور تم نے سیکارتو کا ذکر کیوں کیا ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔
 ”اس آدمی عالم شاہ نے تو یہی بیان دیا ہے کہ سیکارتو ملک

سے باہر جا چکا ہے۔ لیکن تم نے خود بھی تو تحقیقات کی ہوگی کہ اس کا بیان سچ بھی ہے یا نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کام تو میں اس صورت میں کرتا جب اس کی کوئی اہمیت ہوتی منشیات اور اسلحے کے دھندے میں تو ہزاروں افراد شامل ہوتے ہیں۔ میں کس کس کی تحقیقات کرتا پھروں۔ لیکن تم اس بات میں کیوں اس قدر دلچسپی لے رہے ہو۔ کیا تم سیکار تو کو جانتے ہو“..... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں جانتا ہوں اسے اور اس وقت ہم اسی سیکار تو سے ملنے ہی جا رہے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض بری طرح اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کون ہے وہ اور تم اسے کیسے جانتے ہو“..... سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

”سیکار تو بھائانی باشندہ ہے لیکن طویل عرصے سے پاکیشیا میں رہ رہا ہے۔ وہ بھائانی سفارت خانے میں کسی اہم عہدے پر بھی فائز رہا ہے لیکن پھر شاہ بھائان کے خلاف ایک سازش کے الزام میں اسے گرفتار کر لیا گیا لیکن اس پر جرم ثابت نہ ہو سکا تو اسے ملازمت سے نکال دیا گیا اور تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ سیکار تو نے اب پاکیشیا کی شہریت حاصل کر رکھی ہے اور وہ ہوٹل بزنس سے منسلک ہے شہر کے کئی ہوٹلوں کی ملکیت اس کے پاس ہے۔ خاصا بااثر آدمی ہے۔ اس کا نام ہارڈ ماسٹر والی فائل میں پڑھ

کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سیکار تو یقیناً اس ہارڈ ماسٹر میں خاص اہمیت رکھتا ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود اس تنظیم کا کوئی بڑا ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم پہلے اسے ٹول لیں“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اگر ایسا ہے تو واقعی یہ اہم کلیو ہے۔ مجھے تو خیال تک نہ تھا کہ یہ اس قدر اہم آدمی بھی ہو سکتا ہے لیکن تم اس کے بارے میں اس قدر تفصیل سے کیسے جانتے ہو“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک دو بار اس سے ملاقات ہو چکی ہے۔ میرا ایک دوست بھی ہوٹل بزنس سے متعلق ہے اور اسی نے مجھے سیکار تو کے بارے میں تفصیلات بتائی تھیں اور جب میرے دوست نے ڈیڈی کے حوالے سے میرا تعارف کرایا تو اس نے مجھ میں خاصی دلچسپی لینا شروع کر دی اور اس نے مجھے اپنا کارڈ دیا تھا کہ میں اس کے گھر آؤں۔ وہ مجھے اپنی خوبصورت بھائانی بیوی سے ملانا چاہتا تھا لیکن تم جانتے ہو کہ مجھے اس بیوی ٹائپ کے مخلوق سے ملنے کا قطعاً شوق نہیں ہے اس لئے میں نہ جاسکا۔ اب سیکار تو کا نام فائل میں پڑھتے ہی میرے ذہن میں اس کا پتہ بھی آ گیا اور ساری باتیں بھی“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ ملاقاتیں کب ہوئی تھیں۔ تم نے آج تک اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کیا“..... سوپر فیاض نے کہا۔

کے بارے میں خبر تھی اور سیکار تو کو اس کا مالک بتایا گیا تھا اور سیکار تو اس کے افتتاح میں بھی شامل تھا“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکار تو صاحب خاصے امیر آدمی ہوں گے۔ لیکن پھر ان کا ایک عام منشیات کے کیرئیر عالم شاہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہو سکتا ہے اس ساری امارت کے اصل راز منشیات یا اسلحہ اسمگلنگ ہی ہو اور یہ لوگ کیرئیر کی تلاش میں رہتے ہوں کیونکہ کیرئیر یعنی منشیات اور اسلحہ سپلائی کرنے اور لے آنے اور لے جانے والے افراد کے سر پر ہی یہ سارا دھندہ ہوتا ہے۔ ایک بااعتماد کیرئیر کامل جانا ان کے نزدیک انتہائی خوش قسمتی سمجھا جاتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عالم شاہ سے سیکار تو نے ذاتی طور پر ملاقاتیں کی ہوں“..... عمران نے کہا اور سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک مضافاتی کالونی میں داخل ہوئی۔

یہ کالونی ابھی حال ہی میں قائم ہوئی تھی۔ یہاں بہت بڑی بڑی جدید، فرنشڈ اور عالیشان کوٹھیاں تھیں۔ عمران نے کافی آگے جا کر ایک عظیم الشان اور انتہائی وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر جا کر کار روک دی۔ گیٹ پر واقع سیکار تو کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ باہر دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ عمران کی کار رکتے ہی ان میں سے ایک مسلح آدمی آگے بڑھ آیا۔

”تم سے تو ذکر اس وقت کرتا جب میں اس کے گھر جا کر اس سے ملاقات کرتا۔ پھر ہی میں تمہیں بتا سکتا کہ بقول سیکار تو اس کی بیوی واقعی خوبصورت بھی ہے یا نہیں اور ظاہر ہے اس کے بغیر تم نے سیکار تو میں کیا دلچسپی لینی تھی“..... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض کے چہرے پر بے اختیار شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہر وقت اور خواہ مخواہ کی بکواس اچھی نہیں ہوتی۔ تمہیں اس سے کیا دلچسپی تھی کہ تم اس سے ملاقاتیں کرتے رہے ہو“..... سوپر فیاض نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے سیکار تو سے زیادہ شاہ بھانٹان کے خلاف اس سازش سے دلچسپی تھی جس میں سیکار تو کو ملوث کیا گیا تھا۔ لیکن پھر میری دلچسپی اس لئے ختم ہو گئی کہ مجھے اس سلسلے میں جو معلومات ملی تھیں ان کے مطابق یہ محض الزام تھا۔ حقیقت میں کوئی سازش نہ ہوئی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن اس عالم شاہ نے تو بتایا تھا کہ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے۔ تمہاری ملاقاتیں بھی کافی عرصہ پہلے ہوئی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں بتائے ہوئے پتہ پر اب نہ رہتا ہو“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”نہیں۔ عالم شاہ نے یا تو غلط بیانی سے کام لیا ہے یا پھر اسے یہی بتایا گیا ہوگا۔ کیونکہ میں نے گزشتہ روز بھی اخبار میں سیکار تو کا نام پڑھا ہے دارالحکومت میں بننے والے ایک نئے ڈیجیٹل سینما

”سیکارتو صاحب سے کہو کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا علی عمران اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض بذات خود ان سے ملنے آئے ہیں“..... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کا پھولا ہوا سینہ چند انچ مزید پھول گیا اور اس کی گردن اس طرح اکڑ گئی جیسے اچانک گردن میں کسی نے لوہے کا راڈ لگا دیا ہو۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے جناب۔ میں پھانک کھولتا ہوں جناب۔ آپ اندر تشریف لے جائیں“..... دربان نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد پھانک کھول دیا گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کو کراس کر کے اس نے کار پورچ میں روک دی جہاں پہلے ہی ایک جدید ماڈل کی مرسدیز موجود تھی۔ کار روک کر عمران اور سوپر فیاض نیچے اترے تو برآمدے میں سے ایک نوجوان اتر کر ان کے قریب آ گیا۔

”میں صاحب کا سیکرٹری ہوں جناب اور میرا نام شمشیر خان ہے“..... نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے ایک بار پھر وہی تعارف دوہرا دیا جو اس سے پہلے اس نے دربان کو بتایا تھا۔

”اوہ۔ تشریف لائیں“..... سیکرٹری شمشیر خان نے بھی مرعوبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد وہ ایک انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔

”یہ تو واقعی بے حد امیر آدمی ہے“..... سوپر فیاض نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو تمہارا اور ڈیڈی کا تعارف کرایا ہے کہ تم سے تو یہ لازماً ڈر جائے گا اور ملاقات کرے گا۔ اگر میں خالی اپنا نام لیتا تو شاید یہ ملنا بھی گوارا نہ کرتا اور ہمیں باہر سے ہی رخصت ہونا پڑتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا اکڑا ہوا جسم مزید اکڑ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد مگر بھاری جسم کا ادھیڑ عمر بھاثانی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر گوگھریلو لباس تھا لیکن یہ لباس بھی بے حد قیمتی تھا۔ اس کا چہرہ لومڑی جیسا تھا اور وہ شکل و صورت سے ہی انتہائی کائیاں اور عیار معلوم ہو رہا تھا۔ خاص طور پر اس کی گھومتی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور چہرے اور آنکھوں کی بناوٹ سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شخص حد درجہ چالاک اور عیار ذہن کا مالک ہے۔

”اتنے طویل عرصے بعد آپ سے دوبارہ ملاقات پر بے حد خوشی ہوئی ہے عمران صاحب“..... آنے والے نے جو سیکارتو تھا نہایت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے آپ کی دی ہوئی دعوت یاد تھی لیکن فرصت ہی نہ مل رہی تھی۔ یہ سوپر فیاض صاحب سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو ہیں اور یہ ان کی مہربانی ہے کہ مجھ جیسے عام آدمی سے دوستی رکھتے ہیں اور یہ مجھے یہاں اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ ورنہ میں کیا اور میری

اوقات کیا بلکہ ان کے سامنے تو میں نہ تین میں ہوں اور نہ تیرہ میں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیکار تو بے اختیار ہنس پڑا۔

”جی ہاں۔ میں نے بھی ان کی ذہانت اور کارکردگی کی بے حد تعریفیں سن رکھی ہیں۔ آج ان سے شرف ملاقات بھی ہو گئی۔“ سیکار تو نے کہا اور پھر مصافحے اور رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد وہ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد ہی ملازم نے کافی لگا دی اور وہ سب کافی سپ کرنے لگے۔

”کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں عمران صاحب۔“ سیکار تو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ضرور پوچھیں۔ پوچھیں گے نہیں تو آپ کی معلومات میں اضافہ کیسے ہو گا..... عمران نے جواباً مسکرا کر کہا تو سیکار تو بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ آج کیسے میرا غریب خانہ یاد آ گیا.....“ سیکار تو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ شاید بھول رہے ہیں۔ آپ نے دعوت دیتے ہوئے ایک وعدہ کیا تھا.....“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سیکار تو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اوہ اچھا۔ ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ لیکن آپ نے آنے میں بہت دیر کر دی۔ میری بیوی واقعی بہت خوبصورت تھی لیکن ایک سال پہلے

”ایک کار کے حادثے میں ہلاک ہو گئی ہے.....“ سیکار تو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ بے حد افسوس ہوا۔ پھر تو آپ اتنی بڑی کوششیں میں اکیلے رہتے ہوں گے.....“ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ فی الحال تو واقعی نوکروں کے ساتھ اکیلا رہتا ہوں لیکن جلد ہی یہ تنہائی ختم ہو جائے گی اور آپ کو یہ سن کر واقعی حیرت ہو گی کہ شاہ بھٹان کے خلاف سازش کی بنا پر مجھے سفارت خانے سے نکالا گیا تھا اور اب میری شادی شاہ بھٹان کی ایک رشتہ دار خاتون سے ہی طے پائی ہے۔ چند ماہ بعد شادی ہو جائے گی۔ وہ بھی بے حد خوبصورت خاتون ہے۔ میرا پھر آپ سے وعدہ ہے کہ آپ سے ضرور ملواؤں گا.....“ سیکار تو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کی شادی بھٹان کے شاہی خاندان میں ہو رہی ہے۔ دیری گڈ۔ آپ واقعی بے حد خوش قسمت ہیں۔ آپ کی ہونے والی بیوی شاہ بھٹان کی کیا لگتی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ شاہ بھٹان کی رشتے میں بیٹی ہے۔ راج کماری چندر مکھی کی بڑی بہن۔ جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھی اور اب تک اس نے شادی نہیں کی۔ اب اس سے میری شادی ہو رہی ہے.....“ سیکار تو نے جواب دیا۔

”راج کماری چندر مکھی۔ یہ وہی راج کماری چندر مکھی تو نہیں ہیں جو بھٹان کی سپریم فورس کی چیف ہیں.....“ عمران نے چونک

کر کہا۔

”ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں“..... سیکارتو نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
”گڈ۔ ریٹلی گڈ“..... عمران نے کہا۔

”آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کی آمد کا مقصد کیا ہے“..... چند لمحوں بعد سیکارتو نے ایک بار پھر سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی عالم شاہ نامی ہے۔ منشیات اور چھوٹے موٹے اسلحہ ریکٹ میں ملوث ہے۔ وہ پکڑا گیا ہے۔ اس نے بیان دیا ہے کہ آپ نے اسے اس دھندے میں ڈالا ہے۔ سوپر فیاض تو اصرار کر رہا تھا کہ آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری کر کے آپ کو گرفتار کر لیا جائے لیکن جب اس نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے اور اسی لئے میں اسے آپ سے ملانے کے لئے لایا ہوں تاکہ آپ اس سلسلے میں وضاحت کر دیں۔“
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض مزید اکڑ کر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے عمران کی بات سے اس کی اہمیت کافی بڑھ گئی تھی۔

”عالم شاہ۔ وہ کون ہے۔ میں تو کسی عالم شاہ کو نہیں جانتا اور پھر میرا منشیات سے کیا تعلق۔ میں نے تو کبھی ایسے مکروہ دھندے میں ملوث ہونے کے بارے میں سوچا تک نہیں“..... سیکارتو نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہی بات میں نے سوپر فیاض سے بھی کی ہے۔ لیکن اس کا

اصرار ہے کہ عالم شاہ کا بیان درست ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوپر فیاض صاحب۔ آپ یقین کریں کہ میں واقعی کسی عالم شاہ کو نہیں جانتا۔ اس نے یقیناً غلط بیانی کی ہوگی۔ ویسے بھی میرے تعلقات انتہائی اعلیٰ سطح پر ہیں۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم تک مجھے ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنی شرافت کا صدر مملکت یا وزیر اعظم سے ثبوت دلا دوں۔“ سیکارتو نے درپردہ سوپر فیاض پر رعب ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اگر آپ اس ریکٹ میں ملوث نہیں ہیں تو پھر عالم شاہ کو آپ کا نام لینے کی کیا ضرورت تھی“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سوپر فیاض ایسے معاملات میں گھاگ ہے۔ وہ بھلا اتنی آسانی سے رعب میں کہاں آنے والا تھا۔

”ضرور اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی“..... سیکارتو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں۔ کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ جہاں تک آپ کے اعلیٰ حکام یا صدر مملکت سے تعلقات کی بات ہے تو سنٹرل انٹیلی جنس کی انکوائری کی راہ میں تعلقات رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ آپ کو بہر حال اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنی ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ میرے ساتھ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو چلیں تاکہ عالم شاہ کو آپ کے

سامنے لا کر مزید انگواڑی کی جائے۔ سوپر فیاض کا لہجہ اب بے حد سرد ہو گیا تھا اور سیکار تو کے چہرے پر پہلی بات تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اس طرح تو میری بے حد بے عزتی ہوگی۔ آپ ایسا کریں کہ اس عالم شاہ کو یہاں لے آئیں۔ اس سلسلے میں آپ جو خدمت کہیں میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔“..... سیکار تو نے اس بار قدرے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ آپ کو ہی وہاں چلنا ہوگا اور یہ بتا دوں کہ میں تو عمران کی وجہ سے آپ کو عزت دے رہا ہوں ورنہ آپ کا وارنٹ گرفتاری میری جیب میں ہے۔“..... سوپر فیاض اور زیادہ اکڑ گیا۔

”عمران صاحب۔ پلیز۔ آپ سوپر فیاض صاحب کو سمجھائیں۔ آپ میری پوزیشن سمجھتے ہیں۔“..... سیکار تو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سیکار تو صاحب۔ مسئلہ بہت سیرکس ہے۔ آپ ڈیڈی کے بارے میں نہیں جانتے۔ وہ ان معاملات میں بے حد اصول پسند ہیں۔ ابھی بات ان تک نہیں پہنچی ورنہ وہ بھی کسی کی ناراض کرنے سے ڈرتے ہیں۔ پھر یہ مسئلہ ایک تنظیم کا ہے کرمٹل تنظیم کا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تنظیم۔ کون سی تنظیم۔“..... سیکار تو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہارڈ ماسٹر۔“..... عمران نے جواب دیا تو سیکار تو بری طرح ہونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر مجھے اپنے وکیل کو بلانا ہوگا۔ وہ آپ سے خود ہی قانون کی زبان میں بات کر لیں گے۔“..... سیکار تو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ تعلقات سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔ آپ کا رد عمل بتا رہا ہے کہ آپ کوئی نہ کوئی تعلق ہارڈ ماسٹر سے ہے حالانکہ میں اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ عالم شاہ نے آپ کو صرف اس لئے ملوث کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ امیر آدمی ہیں۔ آپ اسے چھڑوا لیں گے۔“..... عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

”عمران صاحب آپ یقین کریں۔ میرا کوئی تعلق ہارڈ ماسٹر سے نہیں ہے البتہ میں نے اس کا نام ضرور سنا ہوا ہے اور بس۔ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔“..... سیکار تو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو بیٹھ جائیں اور مجھے تفصیل بتائیں۔ میرا وعدہ ہے کہ اگر آپ نے اس تنظیم کے بارے میں کوئی کلیو دے دیا تو آپ کا نام ان معاملات سے حذف کر دیا جائے گا۔ ورنہ آپ

انٹیلی جنس کے اختیارات سے تو بخوبی واقف ہی ہوں گے۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سیکارتو واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ یقین کریں گے مجھے اس بارے میں قطعاً کوئی معلومات نہیں ہیں اور نہ میرا تعلق منشیات کی کسی تنظیم سے ہے۔ البتہ میں اس سلسلے میں ایک کلیو دے سکتا ہوں۔ ہوٹل بزنس سے متعلق ہونے کی وجہ سے مجھے اتنا معلوم ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہاشم پور میں ہے اور کوئی استاد جیدا نامی غنڈہ اس کا کرتا دھرتا ہے“..... سیکارتو نے جواب دیا۔

”استاد جیدا تو چند روز پہلے ہلاک ہو چکا ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سیکارتو بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو بہت بڑا غنڈہ تھا۔ اس کے تعلقات تو براہ راست ہارڈ ماسٹر کے چیف سے تھے“..... سیکارتو نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”ایک منٹ سیکارتو صاحب۔ صرف ایک منٹ“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری۔ اب میں مزید وقت نہیں دے سکتا“..... سیکارتو نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے کہا۔

”صرف ایک منٹ“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی

نرم لہجے میں کہا تو سیکارتو ہونٹ بھنچے دروازے پر ہی رک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف قالین پر جا گرا۔ عمران کا بازو اچانک گھوما تھا اور سیکارتو کے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ کی آواز اس قدر زور دار تھی کہ سیکارتو کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی اس میں دب کر رہ گئی تھی۔ سیکارتو نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے اس طرح اٹھا کر صوفے پر پٹخ دیا جیسے سیکارتو کے جسم میں گوشت اور ہڈیوں کی بجائے صرف ہوا بھری ہوئی ہو۔ سوپر فیاض حیرت سے منہ کھولے کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کی شاید سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ یہ سب کچھ اچانک کیا ہو گیا ہے۔

”خبردار۔ اگر حرکت کی تو ایک لمحے میں دل میں گولی اتار دوں گا“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھاری ریوالور نظر آ رہا تھا۔ سیکارتو کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ یہ۔ یہ۔ مم۔ مم۔ میں.....“ سیکارتو نے کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا عمران۔ تم نے اس پر حملہ کیا ہے۔ اب اس آدمی نے تو قیامت توڑ دینی ہے“..... سوپر فیاض نے پہلی بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس جھکڑی تو ہوگی۔ اسے لگا دو“..... عمران نے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر کیوں“..... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میرے پاس اس وقت اس کا وارنٹ گرفتاری نہیں ہے اس لئے میں اسے جھکڑی نہیں لگا سکتا۔ تمہارے ڈیڈی کھڑے کھڑے مجھے گولی مار دینی ہے“..... سوپر فیاض نے عمران کے غصے کے باوجود صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ چبائے اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ڈرائنگ روم کا دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا تاکہ فوری طور پر کوئی مداخلت نہ ہو سکے۔

”تو تم ہارڈ ماسٹر کا مشن مکمل نہیں کرنا چاہتے“..... عمران نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”کرنا تو چاہتا ہوں لیکن.....“ سوپر فیاض نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ یہ ہارڈ ماسٹر کا اہم مہرہ ہے۔ اگر اسے ذرا سی بھی ڈھیل مل گئی تو یہ آئندہ کسی صورت بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ ڈیڈی کو میں خود جواب دے دوں گا۔ تم اس کی فکر مت کرو“..... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں وارنٹ گرفتاری کے بغیر اسے جھکڑی نہیں لگا سکتا۔ بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے جسے تم بدل نہیں سکتے“..... سوپر فیاض نے ایک بار پھر صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ پھر ایسا کرو کہ تم واپس آفس جاؤ اور اس کا وارنٹ گرفتاری بنوا کر لے آؤ۔ میں اس وقت تک یہیں رہوں گا“..... عمران نے کہا۔

”پھر میں اپنی جیب منگوا لوں“..... سوپر فیاض نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کارر سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے اپنے کسی انسپکٹر سے بات کی اور اسے یہاں کا پتہ بتا کر فوری طور پر جیب لے آنے کا کہہ کر سیور رکھ دیا۔

”گنتی دیر میں جیب یہاں پہنچے گی“..... عمران نے کہا۔

”بیس پچیس منٹ تو لگ ہی جائیں گے“..... سوپر فیاض نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب بھی وقت ہے عمران۔ اچھی طرح سوچ لو۔ یہ آدمی ہوش میں آتے ہی قیامت برپا کر دے گا اور اس کے خلاف ہمارے پاس کوئی واضح ثبوت بھی موجود نہیں ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ فی الحال تم شک کی بنا پر عارضی وارنٹ گرفتاری بنوا کر لے آؤ۔ ثبوت میں خود مہیا کر

دوں گا“..... عمران نے کہا اور سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جب کافی وقت گزر گیا تو عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

”اب باہر جاؤ۔ تمہاری جیب پہنچنے ہی والی ہو گی“..... عمران نے کہا اور سوپر فیاض سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران بھی سوپر فیاض کے پیچھے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ باہر پورچ اور لان میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ سیکرٹری بھی کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ سوپر فیاض تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد وہ پھانک کھول کر باہر نکل گیا۔ اسی لمحے ایک راہداری سے وہ سیکرٹری برآمد ہوا۔

”جناب۔ آپ یہاں کھڑے ہیں، صاحب کہاں ہیں“۔ سیکرٹری نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اندر ہیں۔ ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے۔ میں تمہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ آؤ میرے ساتھ“..... عمران نے کہا تو سیکرٹری بوکھلائے ہوئے انداز میں ڈرائنگ روم کی طرف دوڑ پڑا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ پھر جیسے ہی سیکرٹری کمرے میں داخل ہوا۔ عمران کا ہاتھ گھوما اور سیکرٹری چیخ مار کر اچھل کر قالین پر گرا اور پھر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران کی لات گھومی اور کنپٹی پر پڑنے والی دوسری ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔

عمران نے جھک کر صوفے پر پہلو کے بل بے ہوش پڑے

ہوئے سیکار تو کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اسے اٹھا کر کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر اب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے سیکار تو کو اپنی کار کی عقبی سیٹ کے درمیان خالی جگہ پر لٹایا اور پھر ڈگی کھول کر اس نے اس میں سے کار پر ڈالے جانے والا کپڑا نکالا اور سیکار تو کے جسم پر ڈال دیا۔ پھر اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار کو بیک کر کے اس نے موڑا اور تیزی سے واپس پھانک کی طرف لے گیا۔ پھانک کے قریب پہنچ کر اس نے ہارن دیا تو باہر موجود مسلح افراد نے پھانک کھول دیا اور عمران کار آگے بڑھا کر لے گیا۔

”سپرٹنڈنٹ صاحب چلے گئے ہیں“..... عمران نے کار گیٹ سے باہر نکال کر روکتے ہوئے مسلح دربان سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ان کی آفس جیب آئی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں“..... دربان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے کار آگے بڑھا لے گیا۔

کالونی سے باہر نکل کر اس نے سڑک کی سائیڈ پر کار روکی اور جیب سے سیل فون نکال لیا اور پھر اس نے تیزی سے سوپر فیاض کے نمبر پر ریس کرنا شروع کر دیئے۔ اسے اندازہ تھا کہ سوپر فیاض ابھی ہیڈ کوارٹر پہنچا ہو گا۔

”سپرٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس سوپر فیاض بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں سو پر فیاض۔ اب وارنٹ گرفتاری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سیکارتو کو کوٹھی سے نکال لایا ہوں۔ جلد ہی تمہیں دوبارہ فون کروں گا۔ پھر تم اسے مع ثبوت آ کر لے جانا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے بات سننے بغیر ہی کال ڈسکنکٹ کی اور چند لمحوں بعد کار تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے جوزف کو بلا کر اسے سیکارتو کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جا کر راڈز والی کرسی میں جکڑنے کا کہا اور خود اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرپریس کرنے شروع کر دیئے لیکن پھر اس نے پورے نمبر پرپریس کئے بغیر ہی رسیور رکھ دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ڈیڈی کو فون کر کے انہیں تفصیل بتا دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ وہ اپنے ڈیڈی کی طبیعت سے واقف تھا۔ وہ بغیر وارنٹ گرفتاری کے کسی آدمی کے اغوا کو بہت بڑا جرم سمجھتے تھے اور اس لحاظ سے الٹا ڈیڈی بھی اس کے گلے پڑ سکتے تھے۔ اس نے سوچا کہ پہلے سیکارتو سے تفصیلی بات چیت کر لے پھر جیسی پوزیشن ہوگی ویسے ہی کرے گا۔ چنانچہ وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکلا اور بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک روم میں سیکارتو کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن اس کی گردن بدستور ڈھلکی ہوئی تھی۔ جوزف اور جوانا دونوں وہیں موجود تھے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے سیکارتو کی کرسی کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے سیکارتو کا سر پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور دوسرا ہاتھ اس کی ناک اور منہ پر رکھ کر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد جب سیکارتو کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ کر جوانا کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سیکارتو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ مگر یہ کیا ہے۔ یہ تم نے مجھے کیوں جکڑ رکھا ہے“..... سیکارتو نے ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پوری طرح ہوش میں آ جاؤ مسٹر سیکارتو صاحب۔ ورنہ یہ دونوں دیوتہ ہمارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ ڈالیں گے“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو سیکارتو کے جسم نے بے اختیار جھٹکا لیا اور اس کی چندھی چندھی آنکھیں پوری طرح پھیل گئیں۔

”تم۔ تم۔ عمران۔ مگر یہ تم نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ.....“ سیکارتو نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”تم اس وقت جس جگہ ہو یہاں تمہاری چیخیں ان دیواروں سے ہی ٹکرا کر رہ جائیں گی۔ تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم ہارڈ ماسٹر کے بارے میں تمام تفصیلات مجھے بتا دو“..... عمران نے سرد لہجے

میں کہا۔

”مم۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا“..... سیکارتو نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جوزف“..... عمران نے گردن موڑ کر ایک طرف کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس باس“..... جوزف نے مستعد لہجے میں جواب دیا۔

”سیکارتو کے بازو کی ہڈی توڑ دو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا سیکارتو کی طرف بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ“..... سیکارتو نے جب جوزف کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ خوف کے مارے ہڈیانی انداز میں چیخ پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ اور اب یہ سن لو۔ یہ آخری وارننگ ہے تمہارے لئے۔ اس کے بعد اگر تم نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو پھر تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ سمجھے“..... عمران کا لہجہ اور بھی سرد ہو گیا۔

”پلیز۔ وعدہ کرو کہ تم مجھے کچھ نہ کہو گے۔ مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ میں جو کچھ جانتا ہوں تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیتا ہوں۔ پلیز۔ پلیز“..... سیکارتو نے گھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑ اس طرح غائب ہو چکی تھی جیسے غبارے سے ہوا نکل

جاتی ہے۔

”اوکے۔ تمہاری تسلی کے لئے میں وعدہ کر لیتا ہوں جبکہ میں پہلے بھی تم سے کہہ چکا ہوں کہ اگر تم نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تو تمہیں آزاد کر دوں گا اس کے ساتھ تم ان دونوں دیوؤں کے ہاتھوں غیر انسانی تشدد سے بھی بچ جاؤ گے۔ ورنہ یقین کرو کہ ایک بار یہ دیو تم پر جھپٹ پڑے تو یہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دیں گے اور تمہارے جسم کی جب تک ساری کھال نہ نوچ لیں گے پیچھے نہ ہٹیں گے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ وعدہ بھی کر لیا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں اذیت نہیں سہہ سکتا پلیز۔ انہیں مجھ سے دور رکھو۔ پلیز“..... سیکارتو نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر شروع ہو جاؤ اور تمہارے منہ سے سوائے سچ کے اور کچھ نہیں نکلنا چاہئے ورنہ.....“ عمران نے اسی طرح سے سرد لہجے میں کہا۔

”ہارڈ ماسٹرمنشیات کی اسمگلنگ بہت بڑی تنظیم ہے۔ اس کا چیف گرے ہے جو بھانٹان میں رہتا ہے۔ بھانٹان میں اس کا ہوٹل ہے اس ہوٹل کا نام گولڈن راک ہے۔ یہاں پاکیشیا میں اس تنظیم کا چیف استاد جیدا ہے۔ میں پہلے اس تنظیم سے متعلق تھا لیکن پھر میں نے اسے چھوڑ دیا کیونکہ میری شادی بھانٹان کے شاہی خاندان میں طے پا گئی تھی اس لئے میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا

تھا کہ شاہ بھٹان تک یہ بات پہنچ جائے کہ میرا تعلق منشیات سے ہے۔ مجھے اس تنظیم کو چھوڑے ایک سال ہو گیا ہے۔ استاد جیدا میری جگہ یہاں کا چیف بنا تھا اور اس نے چیف بننے کے بعد سارا سیٹ اپ تبدیل کر دیا تھا۔ میرے زمانے کے تمام آدمیوں کو یا تو اس نے ہلاک کر دیا تھا یا انہیں پاکیشیا سے باہر بھجوا دیا تھا۔ عالم شاہ میرا نائب تھا۔ بہر حال جب سے میں نے اس تنظیم کو چھوڑا ہے پھر میں نے اس سے دوبارہ کوئی تعلق نہیں رکھا۔“..... سیکار تو نے جواب دیا۔

”لیکن ایسی تنظیمیں چھوڑ جانے والوں کو زندہ نہیں چھوڑا کرتیں۔ اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تم اسے چھوڑ دو اور پھر زندہ بھی رہو۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ گرے میری بدولت بھٹان کے شاہ سے تعلقات قائم کرنا چاہتا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ منشیات کے ساتھ ساتھ کوئی خاص دفاعی اسلحہ بنانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک بار گرے سے میری تفصیلی بات ہوئی تھی۔ وہ اس اسلحہ کو تھنڈر فلیش کہتے ہیں ان کے مطابق اس تھنڈر فلیش میں اتنی طاقت ہے کہ اس کی ایک لہر انتہائی طاقتور بارود سے بھی ہزاروں گنا زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ اسلحہ شاہ بھٹان کی سرپرستی میں باقاعدہ تیار کر کے پوری دنیا کی سپر پاورز کو فروخت کیا

جائے۔ وہ اس سلسلے میں سرکاری سرپرستی کے خواہش مند تھے تاکہ سپر پاورز یا کوئی اور حکومت ان پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ میں نے اس سلسلے میں انہیں بتایا کہ اگر وہ سپریم فورس کی چیف راج کماری چندر مکھی کو کسی طرح قاتل کر لیں تو تب ہی ان کا کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تیار ہو گئے لیکن میں براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ راج کماری چندر مکھی کا پرسنل سیکرٹری کھٹان میرا گہرا دوست ہے۔ میں نے اسے گرے سے بھاری رقم دلوا کر اسے اس کام پر آمادہ کر لیا اس وقت راج کماری چندر مکھی سرکاری کام سے دو ہفتوں کے لئے اکیمریمیا گئی ہوئی تھی۔ کھٹان نے گرے سے وعدہ کر لیا کہ جیسے ہی راج کماری چندر مکھی اکیمریمیا سے واپس آئیں گی وہ گرے سے ان کی ملاقات کرادے گا۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے جب تم نے بتایا کہ استاد جیدا ہلاک ہو چکا ہے تو میں حیران رہ گیا کیونکہ استاد جیدا تو گرے کا خاص آدمی تھا اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ چیف کا آدمی اس طرح چیف کی مرضی کے بغیر ہلاک کر دیا جائے۔ اس لئے میں نے حیرت کا اظہار کیا تھا۔“..... سیکار تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس اسلحہ کا تم ذکر کر رہے ہو۔ یہ اسلحہ کہاں بنایا جا رہا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ مجھ تو گرے نے بتایا تھا۔ ویسے وہ بھٹان میں ہی رہتا ہے۔ اس لئے وہیں کام کر رہا ہوگا۔“..... سیکار تو نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے اس اسلحے کا پھر بتانا“..... عمران نے کہا۔

”تھنڈر فلیش گن“..... سیکارتو نے جواب دیا۔

”کیا تم گرے سے میرے سامنے بات کر سکتے ہو۔ اس سے معلوم کرو کہ راج کماری چندر مکھی اس سے ملی ہیں یا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں ایسا نہیں کر سکتا“۔ سیکارتو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”وہ انتہائی عیار اور چالاک آدمی ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شبہ ہو گیا تو پھر میں بھی اپنی رہائش گاہ سمیت جل کر راکھ ہو جاؤں گا“..... سیکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تم نے دوبارہ انکار کیا تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ تم تعاون نہیں کرنا چاہتے اور تعاون نہ کرنے کی صورت میں میرا وعدہ بھی ختم ہو جائے گا اور پھر میں ان دیوؤں کو نہیں روکوں گا“۔ عمران کا لہجہ یکنخت سرد ہو گیا۔

”پلیز مجھے کچھ نہ کہو۔ چلو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری تسلی کے لئے اس سے بات کر لیتا ہوں اس کے بعد تو تم مجھے بخش دو گے نا“..... عمران کا سرد لہجہ سن کر سیکارتو نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو

عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جوزف کو کہہ کر کارڈ لیس فون منگوایا اور بھانٹان کے رابطہ نمبر پر لیس کر کے اس نے سیکارتو کے بتائے ہوئے نمبر پر لیس کئے اور فون سیکارتو کی گردن سے لگا دیا۔

”لیس۔ ٹاپ راک ہوٹل“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

”میں پاکیشیا سے سیکارتو بول رہا ہوں۔ بگ چیف سے بات کراؤ“..... سیکارتو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”چیف تو موجود نہیں ہیں۔ آپ منیجر جھنگھو سے بات کر لیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے کراؤ بات“..... سیکارتو نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور بھاری آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ جھنگھو بول رہا ہوں۔ منیجر گولڈن راک ہوٹل“۔ بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

”سیکارتو بول رہا ہوں پاکیشیا سے مسٹر جھنگھو۔ میری چیف گرے سے بات کراؤ۔ فوراً“..... سیکارتو نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ آپ۔ لیکن چیف تو پاکیشیا گئے ہوئے ہیں“..... سیکارتو نے چونک کر پوچھا۔

”کب گیا ہے وہ پاکیشیا اور کہاں ٹھہرے ہوا ہے“..... سیکارتو

نے چونک کر پوچھا۔

”وہ راج کماری چندر مکھی کے ساتھ گئے ہیں۔ آج صبح ہی روانہ ہوئے ہیں۔ ان کا وہاں کا پتہ مجھے معلوم نہیں ہے“..... تھنکے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا“..... سیکارتو نے کہا اور عمران نے فون پیس ہٹا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔

”کیسے معلوم کرو گے کہ گرے کہاں ہو گا“..... عمران نے پوچھا۔

”راج کماری چندر مکھی ساتھ آئی ہے تو لامحالہ وہ مجھے فون کرے گی کیونکہ اس کی بہن کے ساتھ میری شادی ہونے والی ہے۔ وہ جب بھی پاکیشیا آتی ہے مجھے فون ضرور کرتی ہے۔ اس کے علاوہ تو میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے“..... سیکارتو نے جواب دیا اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”اوکے۔ میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ لیکن ایک بات کا وعدہ تمہیں بھی کرنا ہو گا کہ اگر راج کماری چندر مکھی تمہیں فون کرے تو تم نے اس سے گرے کے بارے میں ضرور پوچھنا ہے۔ میں خود ہی تمہیں فون کر کے تم سے معلوم کر لوں گا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن پلیز عمران۔ راج کماری چندر مکھی کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے تمہیں کچھ بتایا ہے ورنہ میری شادی خطرے میں پڑ جائے گی اور میں شاہ بھانان کے شاہی خاندان میں ہر صورت میں شادی

کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح میری انا کو تسکین ملے گی کہ جس شاہ بھانان نے مجھے ملازمت سے نکالا تھا میں اس کا ہی داماد ہوں“..... سیکارتو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وعدے پر مکمل اعتماد ہے۔ میں تم سے پورا پورا تعاون کروں گا“..... سیکارتو نے جواب دیا۔

”میرا یہ وعدہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک تم مجھ سے غداری نہیں کرو گے“..... عمران نے کہا۔

”بے فکر رہیں۔ میں آپ کو کوئی دھوکہ نہ دوں گا اور آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی کروں گا“..... سیکارتو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ جوزف۔ مسٹر سیکارتو کو آزاد کر کے انہیں عمارت سے باہر چھوڑ آؤ“..... عمران نے پہلے سیکارتو سے اور پھر جوزف سے کہا اور اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

نئے اور جدید طرز کے ہوٹل کے وسیع و عریض لان میں ہر طرف کرسیاں اور میزیں لگی ہوئی تھیں۔ اس ہوٹل کا نام ہوٹل گل افشاں تھا۔ چونکہ گرمیوں کا موسم تھا اس لئے اس وقت لان کی تمام میزیں شہر کی اعلیٰ سوسائٹی کے افراد سے بھری ہوئی تھیں۔ شام ہوتے ہی لوگ یہاں آنا شروع ہو جاتے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہاں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ اس ہوٹل کے لان کے ایک کونے میں موجود میز کے گرد کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر بھی موجود تھے چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے وہ روزانہ ہی رات کو ہوٹل گل افشاں میں آ کر بیٹھ جاتے اور رات کا کھانا وہ یہیں کھاتے تھے اور پھر رات گئے تک ان کے درمیان گپ شپ ہوتی رہتی۔ گل افشاں ہوٹل کے اس لان سے نو تعمیر شدہ پلازہ کی عالیشان اور اونچی عمارت صاف نظر آ رہی تھی۔ عمارت کو انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا اور اس وقت ان کے

درمیان اس پلازہ کے سلسلے میں ہی باتیں ہو رہی تھیں۔
 ”یہ پاکیشیا کا نیا اور سب سے شاندار پلازہ ہے اور شاید پاکیشیا کا سب سے بڑا اور اونچا بھی“..... تنویر نے دور سے پلازہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور کچھ نہیں تو پاکیشیا اونچے اور بڑے بڑے پلازہ بنانے میں خاصا کامیاب جا رہا ہے۔ جہاں دیکھو پلازے بنتے چلے جا رہے ہیں اور میرے خیال کے مطابق پاکیشیا میں پلازہ بزنس کافی کامیاب جا رہا ہے۔ ہر جگہ ایک سے بڑھ کر ایک نیا پلازہ تعمیر ہو رہا ہے مجھے تو یوں لگتا ہے کہ کچھ عرصے بعد یہاں ہر طرف پلازے ہی پلازے نظر آئیں گے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی۔ اب اس نو تعمیر شدہ پلازہ کو دیکھو۔ کس قدر شاندار عمارت تعمیر کی گئی ہے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”ایسے پلازہ میں چونکہ ہر قسم کے سامان کی دکانیں ایک ہی جگہ اکٹھی مل جاتی ہیں اور یہاں شاپنگ کرنے والوں کو خاصی سہولتیں بھی مہیا ہوتی ہیں اس لئے لوگ ایسے پلازوں میں خریداری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور اب ہر طرف ایسے ہی کمرشل پلازہ بننے شروع ہو گئے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور صفدر اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”چھوڑو پلازہ کی باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی۔ میں عمران

صاحب کے بارے میں سوچ رہا ہوں“..... صفدر نے کہا۔
 ”عمران صاحب کے بارے میں۔ کیوں“..... کیپٹن شکیل نے
 چونک کر کہا۔

”آج کل نجانے وہ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ میں نے جب
 بھی ان کے فلیٹ فون کیا وہ فلیٹ پر ملے ہی نہیں“..... صفدر نے
 کہا۔

”وہ سیلانی آدمی ہیں۔ ایک جگہ ٹک کر کیسے بیٹھ سکتا تھا اور
 ویسے بھی فارغ دنوں میں اس کی آوارہ گردی عروج پر ہوتی
 ہے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ہے“..... صفدر نے کہا۔

”تو پھر تم کیوں ان کے بارے میں سوچتے رہتے ہو“۔ کیپٹن
 شکیل نے کہا۔

”دراصل گزشتہ کچھ عرصے سے میں ایک بات بڑی شدت سے
 محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے کئی بار سوچا کہ سب ساتھیوں سے اس
 بارے میں بات کی جائے لیکن پھر میں ٹال گیا کہ اسے دوسروں
 کے ذاتی معاملات میں مداخلت بھی سمجھا جاسکتا ہے“..... صفدر نے
 اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک کر
 صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔

”کون سی بات“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے محسوس کیا ہے کہ مس جولیا عمران کے سلسلے میں اپنے

جذبات کی انتہا پر پہنچ چکی ہے لیکن عمران صاحب اسے کبھی سنجیدگی
 سے لیتے ہی نہیں۔ اگر یہی حال رہا تو مجھے خطرہ ہے کہ کسی روز مس
 جولیا کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے اور ہم ایک اچھی ساتھی
 سے ہاتھ دھو سکتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ عمران صاحب کو اس بارے میں سنجیدہ
 کیا جائے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ کسی طرح عمران اور مس جولیا کی شادی
 کرا دی جائے تو بہتر رہے گا“..... صفدر نے کہا تو تنویر بے اختیار
 ہنس پڑا۔

”تم ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی
 ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”غلط نہیں بلکہ بچکانہ بات کی ہے۔ جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔
 ایسا ہونا ہی ناممکن ہے“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔ کیا تم اپنی بات کی وضاحت کر سکتے ہو“..... صفدر
 نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سیکریٹ سروس کی پابندیاں تو اپنی جگہ۔ اصل مسئلہ عمران کی
 اماں بی بی ہیں۔ عمران کی اماں بی بی پرانے خیالات کی خاتون ہیں۔ وہ
 کسی قیمت پر بھی کسی غیر ملکی لڑکی کو بہو بنانے پر تیار نہ ہوں گی اور
 مجھے یقین ہے کہ عمران اسی وجہ سے جولیا کو مسلسل ٹالتا چلا آ رہا
 ہے۔ اگر جولیا پاکیشیائی ہوتی تو اب تک شاید یہ شادی ہو چکی

ہوتی“.....تنویر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تنویر کی بات بھی درست ہے۔ واقعی یہ بھی ایک بنیادی وجہ ہے لیکن ایک اور بات بھی اس رشتے کے درمیان حائل ہے اور وہ ہے تنویر کی جذباتیت۔ کیوں تنویر یہ سچ ہے نا“.....کیپٹن ٹکلیل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔

”تو مطلب یہ ہوا کہ میری یہ سوچ احمقانہ ہے۔ یہ دونوں اسی طرح بوڑھے ہو جائیں گے“.....صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کبھی اپنے بارے میں بھی سوچا ہے“.....اچانک تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ مجھے کیا ہوا ہے“.....صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں ہوا۔ صرف اتنا ہی ہوا ہے کہ تم ابھی تک کنوارے ہو اور بڑھاپا تیزی سے آرہا ہے تمہارے ساتھ ساتھ صالحہ بھی بوڑھی ہوتی چلی جا رہی ہے اس سے پہلے کہ اس کے سر پر چاندی کی تاریں نمودار ہو جائیں۔ اس کی کمر جھک جائے اور اس کے دانت جھڑ جائیں تم اس سے شادی کر لو“.....تنویر نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں۔ میں شادی نہیں کر سکتا“.....صفدر نے کہا۔

”کیوں نہیں کر سکتے۔ اس کی کوئی وجہ بھی تو ہو“.....تنویر نے

کہا۔

”ہم نے تو سیکرٹ سروس سے شادی کر لی ہے۔ میں تو مس جولیا کی وجہ سے ایسا سوچ رہا تھا۔ بہر حال چھوڑو۔ دیکھو کیا ہوتا ہے“.....صفدر نے موضوع بدلنے کی خاطر کہا اور پھر ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک وہ تینوں بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ فضا میں سفید رنگ کی بجلی کی لہری نیچے سے اوپر جاتی اور ہوا میں موجود ایک بڑے طیارے سے ٹکراتی دکھائی دی۔

یہ منظر صرف پلک جھپکنے کی حد تک ہی تھا دوسرے لمحے خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور انہوں نے یکنخت اس طیارے کو فضا میں پھٹتے اور اس کے ٹکڑوں کو آگ کے گولے بنے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ طیارے کے ٹکڑے توپ سے نکلے ہوئے گولوں کی طرح ہوا میں تیرتے ہوئے اس طرف آرہے تھے اور پھر ان میں سے طیارے کا اگلا حصہ پوری قوت سے اس نئے پلازہ سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک بار پھر ہولناک دھماکہ ہوا۔ اس بار دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ سب اچھل کر کرسیوں سمیت نیچے جا گرے اور پھر طیارے کے ٹکڑے ہر طرف گرتے چلے گئے اور ماحول یکے بعد دیگرے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں تک تو ان خوفناک دھماکوں کی بازگشت سنائی دیتی رہی۔ پھر جیسے ہی یہ بازگشت ختم ہوئی۔ ہر طرف انتہائی شور اور چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ صفدر، کیپٹن ٹکلیل اور تنویر بھی بجلی کی سی تیزی سے

اٹھے مگر دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی بے اختیار ان تینوں کے منہ سے بھی چیخیں نکل گئیں کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے بارہ منزلہ بلند و بالا اور نو تعمیر شدہ پلازہ کی عمارت کو اس طرح بکھر کر زمین پر ڈھیر ہوتے دیکھا جیسے ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے ڈھیر ہوتے ہیں۔

طیارے کے ٹکڑے جو آگ میں لپٹے ہوئے تھے اس پلازہ کے ساتھ والی عمارتوں سے بھی ٹکرا رہے تھے اور زور دار دھماکوں کے ساتھ وہ عمارتیں بھی تباہ ہوتی چلی جا رہی تھیں اور چند لمحوں بعد اس قدر چیخ و پکار اور شور ہر طرف سنائی دینے لگا جیسے قیامت برپا ہو گئی ہو۔ یہاں لان میں موجود لوگ پاگلوں کے سے انداز میں ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ وہ طیارہ.....“
صنوبر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”تخریب کاری ہے۔ یہ صریحاً تخریب کاری ہے“..... کیپٹن کھلیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پولیس گاڑیوں کے سائرنوں کی آوازیں دور سے سنائی دینے لگیں اور پھر وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے ہوٹل کے لان سے باہر نکلے اور سڑک پر دوڑتے ہوئے اس پلازہ کی طرف بڑھنے لگے۔ سڑک پر مرد عورتیں اور بچے اس طرح چیختے ہوئے دوڑ رہے تھے جیسے ان سب کے

بچے پاگل کتے لگے ہوئے ہوں۔ باہر سڑکوں پر بھی ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔ ہر طرف آگ ہی آگ دکھائی دے رہی تھی۔ اس سڑک سے کچھ فاصلے پر شاید طیارے کا ونگ جس میں فیول بھرا ہوا تھا گر کر پھٹا تھا جس نے ہر طرف آگ ہی آگ لگا دی تھی۔ آگ کے بڑے بڑے شعلے ہر طرف رقص کر رہے تھے۔ لوگوں کی دلدوز چیخوں سے ماحول گونج رہا تھا۔ جس نئے بننے والے پلازہ سے جہاز کا اگلا حصہ ٹکرایا تھا وہ پلازہ اس جگہ سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا اس لئے جب وہ وہاں پہنچے تو پولیس کی گاڑیوں کے ساتھ ساتھ کئی فلاحی تنظیموں کی ایمبولینس گاڑیاں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں۔ جہاز کے ٹکڑے جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے اور ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ جل کر سیاہ ہو چکے تھے۔ طیارے کا ملبہ کونکے کی طرح سیاہ دکھائی دے رہا تھا۔ پولیس نے چاروں طرف سرچ لائینس نصب کر دی تھیں اور اب ملبہ ہٹانے اور ملے کے اندر سے لاشیں نکالنے کا کام شروع ہو گیا تھا۔

جب پہلی لاش باہر لائی گئی تو صنوبر، تنویر اور کیپٹن کھلیل کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لاش بالکل راکھ ہو گئی تھی اور اس کی صرف ہڈیاں ہی بچی تھیں۔ جسم راکھ کی طرح بکھر گیا تھا۔ جب وہاں اعلیٰ افسران کی کاریں پہنچنا شروع ہوئیں تو صنوبر نے سب کو واپس چلنے کے لئے کہا اور وہ سب اس افسوسناک واقعہ پر گفتگو کرتے ہوئے واپس ہوٹل کی طرف بڑھ

گئے۔ وہاں ان کی کار موجود تھی۔

”یوں لگتا ہے جیسے طیارہ آسمانی بجلی کا شکار ہوا ہو“..... اچانک تنویر نے کہا۔

”سفید رنگ کی ایک لہر تو میں نے فضا میں تیرتی ہوئی طیارے کی طرف جاتے دیکھی تھی۔ شاید وہ بجلی کی لہر ہی ہوگی“..... صفدر نے جواب دیا۔

”میں نے بھی اسے دیکھا تھا لیکن یہ بجلی کی لہر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بجلی آسمان سے گرتی ہے اور اس کا رخ اوپر سے نیچے کی طرف ہوتا ہے جبکہ یہ لہر زمین سے اوپر کی طرف بڑھ رہی تھی جیسے بجلی زمین سے نکلرائی ہو اور پھر لہر کی صورت میں ہی واپس اوپر اٹھ کر اس طیارے سے نکلرائی ہو“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور صفدر اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ انہوں نے بھی اسے اس پوزیشن میں ہی دیکھا تھا۔ تھوڑی دی بعد وہ کار میں بیٹھے اپنے فلیٹس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چونکہ ان تینوں کے فلیٹ ایک ہی بلڈنگ میں تھے اس لئے وہ ایک ہی کار میں آئے تھے۔ صفدر نے اپنے فلیٹ میں پہنچتے ہی رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”صفدر بول رہا ہوں چیف۔ ایئر بس کی پراسرار تباہی کی خبر

یقیناً آپ تک پہنچ چکی ہوگی۔ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں“..... صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا تو صفدر نے تنویر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ہوٹل جانے سے لے کر وہاں سے واپس آنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

”تم نے معلوم کیا کہ اس سفید لہر کا منبع کہاں تھا“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر خود بخود انتہائی شرمندگی کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ یہ خیال اس کے ذہن میں ہی نہ آیا تھا۔

”سوری سر۔ میرا ذہن ہی اس طرف نہ کیا گیا تھا“..... صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”حالانکہ تمہارا ذہن سب سے پہلے اس طرف ہی جانا چاہئے تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران تمہارے پاس پہنچے گا۔ تم نے اسے تفصیل بتانی ہے“..... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

”ایس کم ان“..... صفدر نے اونچی آواز میں کہا کیونکہ وہ دستک کا انداز پہچانتا تھا۔ یہ کیپٹن شکیل کی مخصوص دستک تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کیپٹن شکیل اندر آ گیا۔

”میں اس خوفناک وقوعہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایک بدترین واردات ہے اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کی گئی ہے۔ تم نے ٹی وی پر نیوز دیکھی ہیں“..... کیپٹن شکیل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں چیف کو رپورٹ دینے میں مصروف تھا“..... صفدر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیا رد عمل تھا چیف کا“..... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا تو صفدر نے اسے ساری بات بتا دی۔

”چیف کی بات درست ہے۔ ہمیں واقعی اس سلسلے میں سوچنا اور کام کرنا چاہئے تھا جبکہ ہمارا رد عمل بھی عام تماشاویوں جیسا تھا“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”واقعی حماقت ہو گئی ہے۔ تم بتاؤ۔ تم خبروں کی بات کر رہے تھے“..... صفدر نے کہا۔

”خصوصی نیوز بلیٹن دکھایا گیا ہے۔ اس کے مطابق پورا طیارہ راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے۔ طیارے میں ایک مرکزی وزیر تھا اور شہر کے بے شمار اعلیٰ طبقے کے افراد جن میں زیادہ تعداد کاروباری افراد کی تھی جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ اب ملے سے لاشیں نکالی جا رہی ہیں۔ ابھی تک دو سو لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ پولیس کا خیال ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر چار پانچ سو کے قریب ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طیارے کا ملبہ اس نئے پلازہ اور اس کے ارد گرد کی

مارتوں کی بھی نقصان پہنچا ہے وہاں بھی کافی جانی نقصان ہوا ہے۔ دارالحکومت میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے“..... کیپٹن شکیل نے خبروں کے اہم پوائنٹس بتاتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو پھر اب کیا خیال ہے۔ کیا یہ واقعی تخریب کاری کی واردات ہو سکتی ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں یہ تخریب کاری نہیں ہے“..... صفدر نے کہا۔

”اور کیا ہو سکتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تخریب کاری تو اس انداز میں ہو سکتی ہے کہ وہاں بم کا دھماکہ کیا جاتا۔ لیکن یہ روشن لہر پھر اس طرح ایسے بڑے اور مضبوط طیارے کا راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو جانا۔ انسانی لاشوں کا راکھ ہو جانا۔ مجھے تو یہ سب کچھ کوئی سائنسی تجربہ لگتا ہے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”صفدر بول رہا ہوں“..... صفدر نے کہا۔

”عمران بول رہا ہوں صفدر“..... دوسری جانب سے عمران کی

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بڑی اور دفتری میز کے پیچھے اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے گرے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”یس۔ گرے بول رہا ہوں“..... گرے نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”بگ چیف اسمتھ بول رہا ہوں گرے۔ تم نے ابھی تک تفصیلی رپورٹ نہیں دی“..... دوسری طرف سے بگ چیف اسمتھ کی آواز سنائی دی۔

”معاملات ابھی فائل نہیں ہوئے ہیں بگ چیف۔ اس لئے میں نے رپورٹ نہیں دی۔ میرا خیال تھا کہ معاملات مکمل ہونے کے بعد آپ کو رپورٹ دوں گا“..... گرے نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ اب تک ہوا ہے مجھے اس کے بارے میں رپورٹ

آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے چیف نے بتایا ہے کہ تم نے اس خوفناک واردات کو اپنی آنکھوں سے وقوع پذیر ہوتے دیکھا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے“..... عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”ہاں۔ میرے ساتھ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی تھے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم ایسا کرو کہ موقع پر آ جاؤ۔ میں وہیں موجود ہوں۔ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”آؤ کیپٹن شکیل“..... صفدر نے رسیور رکھ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تنویر کو بھی ساتھ لے لیں“..... کیپٹن شکیل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم اسے فون کر کے بلا لو“..... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکال کر تنویر کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”دو..... اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”شاہ بھٹان نے تھنڈر فلیش پستل کی خریداری کا معاہدہ تو کر لیا لیکن اسے تجربے کے ساتھ مشروط کر دیا تھا چنانچہ میں راج کماری چندر مکھی کے ساتھ پاکیشیا گیا اور وہاں ایک مسافر بردار طیارے پر میں نے تھنڈر فلیش ریز فائر کی۔ اس کے بارے میں تفصیلات آپ نے بھی پڑھ لی ہوں گی۔ شاہ بھٹان تک بھی اس کی تفصیلات پہنچ چکی ہیں اور راج کماری چندر مکھی نے بھی انہیں تفصیلات بتا دی ہیں۔ وہ اس تجربے کی کامیابی سے بے حد خوش ہیں۔ وہ تھنڈر فلیش پستل کی قیمت سے تو مطمئن ہیں لیکن تھنڈر میزائل کی قیمت کے سلسلے میں وہ رعایت مانگ رہے ہیں مگر میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ یہ میزائل انہیں مطلوبہ قیمت پر ہی مل سکتے ہیں۔ جس پر انہوں نے ایک شرط لگا دی ہے کہ سوائے بھٹان کے تھنڈر فلیش اسلحہ اور کسی ملک کو فروخت نہ کیا جائے گا۔ میں نے فی الحال تو ان کی یہ شرط منظور کر لی ہے کیونکہ جتنا بڑا آرڈر انہوں نے دینا ہے اس کی سپلائی میں ہمیں ایک سال لگ جائے گا۔ اس کے بعد ہم درپردہ اسے دوسرے ملکوں کو بھی فروخت کر دیں گے۔ وہ ہمارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے انہیں یہ بتا دیا ہے کہ یہ رقم کہاں جمع ہونی ہے“..... اسمتھ نے کہا۔

”جی ہاں۔ ساری تفصیلات آپ کے حکم کے مطابق طے ہو گئی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں“..... گرے نے جواب دیا۔

”فکر کی بات تو ہے گرے۔ تمہیں یہ تجربہ پاکیشیا میں نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کسی دور دراز کے ملک میں بھی یہ تجربہ کیا جاسکتا تھا۔ اس ملک کی ایک ایئر بس تباہ ہونے سے ہر طرف ہلچل مچ گئی ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس حد درجہ تیز اور فعال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری راہ پر لگ جائے تو پھر ہماری لیبارٹری بھی تباہ ہو سکتی ہے اور ہم بھی مارے جاسکتے ہیں“..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا بگ چیف کہ یہ سب کس طرح ہوا ہے تھنڈر فلیش خالصتاً ہماری ایجاد ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور شاہ بھٹان اور راج کماری چندر مکھی تک تو وہ پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی گئے تو ظاہر ہے وہ انہیں کچھ بتانے سے رہے کیونکہ اس صورت میں وہ خود بین الاقوامی طور پر دباؤ کا شکار ہو جائیں گے اور ہم اسلحہ انہیں سپلائی کرنے کے بعد یہاں سے خاموشی سے شفٹ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کرتی ہے اور کیا نہیں۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ کبھی ہم تک پہنچ سکے گی“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم کوشش کرو کہ جلد از جلد رقم سوئٹز لینڈ کے بینک میں جمع کرا دی جائے تاکہ اس کی طرف سے تو اطمینان ہو

جائے..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیس بگ چیف۔ آپ فکر مت کریں۔ زیادہ سے زیادہ شام تک یہ کام ہو جائے گا“..... گرے نے جواب دیا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم راج کماری چندر مکھی کے ساتھ اسلحہ کے سٹور میں بھی گئے تھے۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے“..... اسمتھ نے پوچھا۔

”لیس بگ چیف۔ وہ انتہائی تیز عورت ہے۔ اس نے یہ شرم رکھی تھی کہ وہ خود اس سٹور کو دیکھنا چاہتی ہے تاکہ یہ اطمینان کر سکے کہ ہم فوری طور پر ایک میزائل اور ایک ہزار پستل سپلائی کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں اسے سٹور میں لے گیا تھا“..... گرے نے جواب دیا۔

”تم نے اسے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات تو نہیں بتائیں“..... اسمتھ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نو بگ چیف۔ میں نے اسے صرف سٹور تک ہی محدود رکھا ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”اوکے۔ معاملات فائل ہوتے ہی تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے میں چند روز کے لئے ایکریمیا جا رہا ہوں۔ واپسی پر مجھے کامیابی کی خبر ملنی چاہئے۔ اس دوران اگر مجھ سے کسی معاملے پر فوری بات کی ضرورت ہو تو ایکریمیا کے پشیل نمبر پر کر سکتے ہو“..... اسمتھ نے کہا۔

”لیس بگ چیف“..... گرے نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ گرے نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... گرے نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”شارلے بول رہا ہوں باس۔ راج کماری چندر مکھی اپنے سیکرٹری اور باڈی گارڈز کے ساتھ ہیڈ کوارٹر تشریف لائی ہیں اور آپ سے فوری ملاقات کی خواہشمند ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہاں ہیڈ کوارٹر میں۔ مگر یہاں کا پتہ انہیں کس نے بتایا ہے“..... گرے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں باس۔ بہر حال وہ یہاں موجود ہیں“..... شارلے نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں میرے دفتر بھجوا دو“..... گرے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے اپنے اس خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ابھی تک نہ ہی راج کماری چندر مکھی کو کچھ بتایا تھا اور نہ ان کے سیکرٹری کھانٹان کو اس بارے میں علم تھا۔

اس کے باوجود ان کی یہاں اس طرح اچانک آمد انتہائی حیرت انگیز بھی تھی اور قابل تشویش بھی۔ گرے نے میز کی دراز کھولی اور

اس کے اندر رکھا ہوا تھنڈر فلیش پستل نکال کر اس نے کوٹ کی سائیڈ جیب میں رکھ لیا۔ اب اسے راج کماری چندر مکھی اور اس کے سیکرٹری کا انتظار تھا۔ لیکن اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ حیران تھا کہ اس کا ہیڈ کوارٹر سیکرٹ تھا جس کے بارے میں سوائے چند مخصوص لوگوں کے کسی کو علم نہ تھا اس کے باوجود راج کماری چندر مکھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ راج کماری یہاں کیوں آئی تھی یہ سوچ کر اس کا دماغ گھوم رہا تھا اسی لئے احتیاط کی خاطر اس نے تھنڈر فلیش پستل نکال کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا تاکہ اگر راج کماری چندر مکھی اس کے خلاف حرکت کرے تو وہ اسے تھنڈر فلیش گن سے جلا کر ایک لمحے میں بھسم کر دے۔

عمران نے کار لیبارٹری کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ پارکنگ سے نکل کر وہ لفٹوں کی طرف بڑھ گیا اور پھر ایک لفٹ میں سوار ہو کر لیبارٹری کی عظیم الشان عمارت کے اندر آ گیا اور پھر مختلف مراحل سے گزرتا ہوا وہ سرداور کے مخصوص آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ جیسے ہی سرداور کے آفس دفتر میں داخل ہوا سرداور اسے دیکھ کر بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میرے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو کر آپ کیوں مجھے گناہ گار کرتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو اسی بہانے میرے گناہ تو جھڑ جائیں گے“..... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس عمر میں گناہ نہیں جناب۔ بال جھڑتے بیٹیا اور آپ کے

سر پر اب بالوں کو تلاش کرنے کے لئے خصوصی سروے کروانا پڑے گا کسی فارن لیبارٹری میں جا کر کسی فارن ٹیم سے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سرداور بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ عمران کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اور پھر رکی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران سرداور کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ بھی میز پر رکھ دیا۔

”تم نے فون پر بتایا تھا کہ ایئر بس کے بارے میں تمہیں شک ہے کہ اسے تباہ کرنے کے لئے کوئی جدید سائنسی اسلحہ استعمال کیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے“..... سرداور نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ ماہرین نے تو یہی رپورٹ دی ہے کہ ایئر بس پر آسمانی بجلی گری ہے لیکن میری تحقیقات کے مطابق ایسا نہیں ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی اخبار میں ماہرین کی رپورٹ پڑھی ہے۔ بظاہر تو ان کی رپورٹ درست لگتی ہے۔ جو حالت طیارے کی اور وہاں سے ملنے والی لاشوں کی بتائی گئی ہے اس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے“..... سرداور نے جواب دیا۔

”ہاں۔ عام حالات میں تو واقعی ایسا ہی لگتا ہے اور اس رپورٹ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ عوام کی طرف سے کسی ہنگامے کا خدشہ باقی نہیں رہا۔ ظاہر ہے آسمانی بجلی کو گرنے سے حکومت کسی

طرح روک نہ سکتی تھی لیکن میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق ایسا نہیں ہوا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر مجھے بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے اور تمہیں اس بات کا شک کیوں ہے کہ ایئر بس کو جلا کر بھسم کرنے میں سائنسی اسلحہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ آخر کوئی تو پوائنٹ ہو گا تمہارے ذہن میں“..... سرداور نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ اس جدید طیارے میں آسمانی بجلی سے بچاؤ کا باقاعدہ انتہائی جدید حفاظتی نظام موجود تھا۔ اس نظام کی موجودگی میں آسمانی بجلی سے اس قدر تباہی نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ کہ میں نے محکمہ موسمیات کے ایک ماہر سے جو تفصیلی گفتگو کی ہے اس کے مطابق اس رات آسمان پر موجود بادلوں کی سائنسی پوزیشن ایسی نہ تھی کہ ان سے اس قدر طاقتور بجلی ڈسچارج ہو سکے جس قدر طاقت اس طیارے کی ایسی تباہی کے لئے مطلوب تھی اور تیسری بات یہ کہ میرے تین ساتھیوں نے اس طیارے کو اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتے دیکھا ہے۔ وہ اس وقت ایک ہوٹل کے لان میں موجود تھے۔

انہوں نے سب کچھ براہ راست دیکھا ہے اور ان کے کہنے کے مطابق انہوں نے ایک عمارت کی چھت سے سفید رنگ کی لہر کو آسمان کی طرف بلند ہوتے اور اس لہر کو کسی بجلی کی لہر کی طرح طیارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور پھر یہ لہر جیسے ہی

طیارے سے ٹکرائی ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والا کڑا کا ہوا اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا اور پورا طیارہ پھٹ کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

آسمانی بجلی اگر گرتی تو بجلی کی لہر کا رخ اوپر سے نیچے کی طرف ہو سکتا تھا جبکہ میرے ساتھیوں کے مطابق وہ لہر زمین سے اوپر کی طرف اٹھی تھی۔ بالکل اس طرح جیسے وہ لہر کسی اونچی عمارت سے نکل کر طیارے کی طرف گئی ہو۔ میں نے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ اس ہوٹل کے لان میں جا کر پوری طرح چیکنگ کی ہے۔ اس چیکنگ کی نتیجے میں یہی محسوس ہوتا ہے کہ جہاں طیارہ تباہ ہو کر گرا ہے۔

وہاں سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور اس کی مخالف سمت میں ایک رہائشی پلازہ کی سب سے اوپر والی منزل سے یہ لہر پھینکی گئی ہو۔ اس کے علاوہ آسمانی بجلی گرنے سے دھماکہ ضرور ہوتا ہے لیکن جس انداز کا دھماکہ میرے ساتھیوں نے محسوس کیا ہے وہ آسمانی بجلی گرنے کے دھماکے سے قطعی مختلف تھا اور آخری بات یہ ہے کہ اگر طیارے پر آسمانی بجلی گرتی تو طیارے کے لمبے اور انسانی لاشوں کی راکھ میں ایک خاص قسم کی چمک کسی صورت بھی پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ ایسی چمک جیسے فاسفورس کی چمک ہوتی ہے۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس طیارے پر آسمانی بجلی نہیں گری بلکہ اس پر کوئی سائنسی اسلحہ استعمال کیا گیا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ تمہارا پوائنٹ آف ویو ہے“..... سردار نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اس میں کچھ غلط ہے تو بتا دیں“..... عمران نے کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ کیا اس لمبے سے بارود کے ذرات ملے ہیں“..... سردار نے کہا۔

”بارود کے ذرات۔ اوہ۔ نہیں قطعی نہیں اور یہی بات مجھے حیران کئے ہوئے ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کوئی انتہائی طاقتور شعاع استعمال کی گئی ہو لیکن اگر شعاع استعمال کی جاتی تو اس کا نتیجہ قطعی مختلف نکلتا۔ طیارہ تباہ ضرور ہوتا لیکن اس طرح مکمل طور پر راکھ کا ڈھیر نہ بن جاتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس طیارے کی راکھ کا سائنسی تجزیہ تو کرایا ہوگا۔ اس کی کیا رپورٹ ہے“..... سردار نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن یہ رپورٹ میرے نظریے کے خلاف ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق یہ سب کچھ انتہائی شدید حدت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس سے تو آسمانی بجلی والا نظریہ ہی درست ثابت ہوتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ عام سائنسی تجزیہ اصل حقائق کو سامنے نہیں لا سکتا۔ اس کے لئے خصوصی تجزیہ ضروری ہے۔ اس لئے میں نے آپ سے رابطہ کیا تھا۔ اس بیگ میں طیارے کا لمبہ اور انسانی لاشوں کی راکھ موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کا خود تجزیہ

کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ سب کیا ہے..... عمران نے کہا۔
 ”تمہارے خیال میں مجھے کس قسم کا تجزیہ کرنا چاہئے“.....
 داور نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”حقیقت سامنے لانے کے لئے ڈرس تجزیہ کیا جائے تو بہتر ہو
 گا“..... عمران نے کہا۔

”ڈرس تجزیہ۔ ہاں تمہارا خیال درست ہے۔ صرف اس طرح
 ہی حتمی نتیجہ سامنے آسکتا ہے۔ لیکن اس میں کافی وقت لگ جائے
 گا“..... سرداور نے کہا۔

”اندازاً کتنا وقت“..... عمران نے کہا۔

”کم از کم چار گھنٹے“..... سرداور نے جواب دیا۔

”کوئی بات نہیں۔ اتنا وقت یہاں بیٹھ کر کوئی سائنسی مقالہ
 پڑھنے میں اور دو تین بار کافی پی کر گزارا جاسکتا ہے“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ مجھے مواد دو“..... سرداور نے کہا تو عمران نے
 بیگ کھولا اور اس میں سے دو بڑے پیکٹ نکال کر سرداور کے
 سامنے رکھ دیئے۔

”اس پیکٹ میں طیارے کا ملبہ اور اس دوسرے پیکٹ میں ایک
 انسانی لاش کی راکھ موجود ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ تم الماری سے اپنے مطلب کی کتاب یا مقالہ نکال
 لو۔ میں کافی منگواتا ہوں اور پھر میں جا کر اپنا کام شروع کرتا

ہوں“..... سرداور نے دونوں پیکٹ اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا
 اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سرداور پیکٹ لے کر دفتر سے
 باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھ کر الماری کھولی اور پھر ریک سے
 کتاب اٹھا کر دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کتاب کھولی اور
 اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ چار گھنٹوں کے صبر آزما انتظار
 کے بعد آخر کار سرداور واپس دفتر میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے
 ایک ملازم تھا جس نے ہاٹ کافی کا سامان اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے
 ایک ایک پیالی میز پر رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔
 ”کچھ معلوم ہوا“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس مواد
 میں فلوئیم فاس کی کافی مقدار موجود ہے“..... سرداور نے کہا۔
 ”فلوئیم فاس۔ آپ کا مطلب اس انتہائی قیمتی دھات سے ہے
 جو تقریباً نایاب ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ میں اسی فلوئیم فاس کی بات کر رہا ہوں“..... سرداور
 نے جواب دیا۔

”لیکن فلوئیم فاس کی موجودگی سے آپ کیا نتیجہ نکالتے
 ہیں“..... عمران نے کہا۔

”آج سے چار سال قبل ایک سائنس کانفرنس میں امیریمیا کے
 ایک سائنس دان ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے فلوئیم فاس پر ایک
 تحقیقاتی مقالہ پیش کیا تھا۔ اس مقالے میں اس نے فلوئیم فاس سے

ایک انتہائی طاقتور ترین اسلحہ تیار کرنے کا ایک انقلابی فارمولا پیش کیا تھا۔

اس تجزیے سے مجھے ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کے اس مقالے کا خیال آ گیا۔ اس نے جو تفصیلات اسلحہ کے بارے میں بتائی تھیں اس سے بھی ایسا ہی نتیجہ نکلتا تھا جیسا اس طیارے کی تباہی سے نکلا ہے۔ اس وقت یہ فارمولا اپنی ابتدائی شکل میں تھا اور چونکہ یہ فلوئیم فاس انتہائی نایاب اور انتہائی قیمتی دھات ہے اس لئے میں نے اس پر توجہ نہ دی تھی لیکن مجھے اس مقالے نے متاثر ضرور کیا تھا۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس سے نجی ملاقات میں اس پر تفصیل سے بات کی تھی اور اب اس تجزیے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس طیارے پر تھنڈر فلیش کے اس فارمولے کی جدید ترین شکل کو آزمایا گیا ہے۔۔۔۔۔ سر داوڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں۔

”آپ کا مطلب ہے کہ اس پاکیشیائی ایئر بس پر تھنڈر فلیش اسلحہ استعمال کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ڈرس تجزیے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ تھنڈر فلیش اسلحہ صرف ایک فارمولے کی حد تک تو درست ہو سکتا ہے لیکن ایک بات تو یہ ہے کہ ایسے نایاب اور قیمتی عنصر کا حصول ہی بہت مشکل ہے اور پھر اتنی جلدی اسے اس قدر ایڈوانس شکل بھی نہیں دی جا سکتی کہ اسے اس طرح

کے عام استعمال بھی کیا جا سکے۔۔۔۔۔ سر داوڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اس سائنس دان ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس سے کسی راج رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کوشش کی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔ سر داوڑ نے کہا اور اس کے انہی انہوں نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ہرپریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے اسٹنٹ کی آواز سنائی دے۔

”شمشیر خان۔ تیسری الماری سے فارن سائنس دانوں کے نام اور فون نمبرز کی ڈائری نکالو۔ اس میں سے کارمن کے معروف سائنس دان ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس سے رابطہ قائم کر کے میری بات کراؤ۔۔۔۔۔ سر داوڑ نے فیل سے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے اسٹنٹ نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا اور سر داوڑ نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ تجربہ یہاں پاکیشیا میں کیوں کیا گیا ہے۔ کیا اس کی کوئی اس وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا کہا جا سکتا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ایک تو ہمیں اس طیارے سے ہاتھ دھونا پڑا ہے اور پھر بے شمار انسانی جانوں کا

بھی ضیاع ہوا ہے“..... سرداور نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔
 ”اچھا ایک بات بتائیں“..... عمران نے کہا۔

”پوچھو“..... سرداور نے کہا۔

”کیا یہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس یہودی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے پوری طرح علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا ہو۔ کیا تم سوچ رہے ہو کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس یہودی ہو گا۔ اس لئے اس نے مسلم دشمنی کی بنا پر یہ ہولناک تجربہ یہاں پاکیشیا میں کیا ہے“..... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سرداور نے ہاتھ بڑھا کر رسیں اٹھا لیا۔

”لیں“..... سرداور نے کہا۔

”شمشیر خان بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ایکریمیا سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ سائنس دان ڈاکٹر جیکولین فرینڈس آٹھ سال قبل اپنی رہائش گاہ میں ڈکیتی کے دوران ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ ان کی رہائش گاہ کا سارا سامان بکھرا ہوا ملا ان کے سیف وغیرہ بھی ٹوٹی ہوئی حالت میں ملے اور تمام چیزیں بھی غائب تھیں۔ وہاں کی پولیس نے مجرموں کو پکڑنے بے حد کوشش کی لیکن ان کا کوئی سراغ نہ مل سکا“..... دوسری طرف

سے شمشیر خان نے جواب دیا۔

”مجھے دیں رسیور۔ میں بات کرتا ہوں“..... عمران نے سرداور سے کہا۔

”شمشیر خان۔ عمران سے بات کرو“..... سرداور نے اپنے اسٹنٹ سے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو شمشیر خان۔ یہ معلوم کیا ہے کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کی رہائش گاہ ایکریمین میں کہاں تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ایکریمین کے دارالحکومت میں روز کالونی میں ان کی رہائش گاہ ہے اور ان کی لیبارٹری بھی ان کی رہائش گاہ کے اندر ہی تھی“..... شمشیر خان نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے اجازت دیں۔ اب میں خود اس بارے میں ساری تفصیلات حاصل کر لوں گا۔ آپ کے تعاون کا شکریہ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سرداور سے اجازت لے کر وہ دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری بنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ معاملہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا جا رہا تھا۔

ڈاکٹر فرینڈس جیکولین کی ہلاکت نے اس کے دل میں بے شمار دوسوں کو جنم دینا شروع کر دیا تھا اور اس کے دل و دماغ میں ایک

انجانے مگر انتہائی خوفناک خطرے نے سر ابھارنا شروع کر دیا تھا۔ اسے اس بات کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ ایئر بس کی تباہی کسی اہم اور بڑے منصوبے کی طرف ایک اشارہ تھا جو آئندہ پاکیشیا کے لئے مزید پیچیدگیاں اور خوفناک صورتحال پیدا کر سکتا تھا جس کے لئے اسے جلد سے جلد کچھ کرنا تھا اور اصل حقائق تک پہنچنا تھا جو بے حد ضروری تھا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دروازہ کھلنے کی آواز سن کر میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا گرے بے اختیار چونک پڑا اور پھر وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دروازے سے راج کماری چندر مکھی اور اس کا سیکرٹری کھاٹان اندر داخل ہو رہے تھے۔ ان کے پیچھے حسب دستور راج کماری کے دو مسلح باڈی گارڈز بھی تھے۔ راج کماری کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی اور وہ اندر داخل ہوتے ہی گرے کی طرف تیز نظروں سے گھورتا شروع ہو گئی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اور اس کے چہرے پر سختی کی جگہ ملائمت اور شوخ مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ گرے کی طرف انتہائی والہانہ انداز میں دیکھنے لگی۔

”آپ یہاں۔ آپ کی اس طرح اچانک آمد نے مجھے حیران کر دیا ہے“..... گرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اچانک ہی آپ سے چند باتیں کرنے کی ضرورت

پڑ گئی تھی اس لئے مجھے خصوصی طور پر آنا پڑا وہ بھی بغیر اطلاع کئے..... راج کماری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ اور کھاٹان ایک طرف رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ گرے ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ راج کماری کے باڈی گارڈز راج کماری کے صوفے کے عقب میں کھڑے ہو گئے تھے۔

”لیکن آپ کو میرے اس ہیڈ کوارٹر کا علم کیسے ہو گیا۔“ گرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بھاٹان ہے مسٹر گرے اور میں بھاٹان کی سپریم فورس کی چیف ہوں۔ اس لئے تمہاری حیرت بے جا ہے۔ میری نظروں سے یہاں کی کوئی عمارت یا کوئی آدمی چھپا نہیں رہ سکتا چاہے وہ کتنا ہی سیکرٹ ہو.....“ راج کماری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور گرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”بہر حال فرمائیں۔ آپ کیا پینا پسند کریں گی۔ آپ پہلی بار میرے ہیڈ کوارٹر تشریف لائی ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی شاندار انداز میں خدمت کی جائے.....“ گرے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے.....“ راج کماری نے جواب دینے ہوئے کہا۔

”تو پھر فرمائیں۔ کیسے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف کرنا پڑی.....“ گرے نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پہلے تو یہ بتائیں کہ ہارڈ ماسٹر تنظیم کے چیف آپ ہی ہیں یا آپ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے.....“ راج کماری نے بھی اس بار ہنسی بھری لہجے میں کہا۔

”میں بھاٹان کا چیف ہوں۔ بگ چیف تو اور ہیں اور ہارڈ ماسٹر کوئی چھوٹی سی تنظیم نہیں ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں اس کے ہیڈ کوارٹر موجود ہیں.....“ گرے نے راج کماری چندر مکھی پر رعب لگنے کے لئے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال تھا اور اسی لئے میں یہاں آئی ہوں آپ کی بات اپنے بگ چیف سے کرا دیں.....“ راج کماری نے کہا۔

”وہ کیوں۔ اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے.....“ گرے نے کہا۔ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

”اس لئے کہ ہم نے انتہائی خطیر رقم ادا کرنی ہے اور معاملہ بھی اتنا بھاٹان کا ہے۔ اس کے علاوہ اس اسلحے کو ہم نے بھاٹان کی مدافعت میں بھی استعمال کرنا ہے۔ اس لئے ہم ہر قسم کی ضمانت چاہتے ہیں.....“ راج کماری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں بات کرا دیتا ہوں وہ ایکریمیا میں ہیں۔“

اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور لیا اور تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں.....“ ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”گرے بول رہا ہوں چیف آف ہارڈ ماسٹر“..... گرے۔
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی نمایاں تھی اور گرے نے راج کماری چندر مکھی کی اچانک ہیڈ کوارٹر میں آمد اور پھر اس سے ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

”رسیور راج کماری کو دو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
گرے نے راج کماری چندر مکھی کی طرف دیکھا تو راج کماری صوفے سے اٹھ کر میز کے قریب آ گئی۔

”یس۔ راج کماری چندر مکھی بول رہی ہوں“..... راج کماری نے رسیور گرے کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”راج کماری جی۔ میں بگ چیف اسمتھ بول رہا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ سے جو معاہدہ ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے۔ گرے کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ میرا سمجھا جائے“.....
طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اب ہمیں مکمل اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن مسٹر چیف۔ آپ یہ بتائیں کہ ہمیں مطلوبہ میزائل کب تک مل گئے“..... راج کماری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی آپ کا آرڈر تو مجھ تک نہیں پہنچا۔ جب پہنچے گا تو یہ یہ طے کیا جاسکے گا کہ مطلوبہ مال کب تک تیار ہو سکتا ہے۔ بہر حال

انتہائی پیچیدہ سائنسی کام ہے اس لئے اس میں کچھ وقت تو لگے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... راج کماری نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ مڑی اور دوبارہ صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

”اب تو آپ کو اطمینان ہو گیا ہے۔ اب آپ کارروائی مکمل کریں ہم فوری طور پر اس ڈیل کو مکمل کرنا چاہتے ہیں“..... گرے نے بھی دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مسٹر گرے۔ آپ نے بتایا تھا کہ اس اسلحے کی لیبارٹری ہے اور پاکیشیا سے سنور تک کوئی خصوصی سرنگ بھی آپ نے بنائی ہوئی ہے“..... راج کماری نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن دوبارہ یہ بات کرنے کی وجہ“..... گرے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”مسٹر گرے۔ آپ کو آرڈر اس وقت دیا جاسکتا ہے اور رقم بھی اس وقت آپ کے بتائے ہوئے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائی جاسکتی ہے جب آپ مجھے اپنی لیبارٹری کا وزٹ کرا دیں ورنہ نہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ فیصلہ شاہ بھٹان کا ہے۔ وہ اس معاملے میں پوری تسلی کرنا چاہتے ہیں“..... راج کماری نے کہا۔

”سوری۔ ایسا ناممکن ہے۔ یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے۔ آپ کو

مال چاہئے اور آپ کو مال مل جائے گا“..... گرے نے کہا۔

”نہیں مسٹر گرے۔ ہم اس لیبارٹری کا وزٹ کئے بغیر آرڈر نہیں دے سکتے۔ یہ ضروری ہے“..... راج کماری نے جواب دیا۔

”اگر یہ ضروری ہے تو پھر آپ کا ہمارے ساتھ سودا نہیں ہو سکتا۔ بہر حال لیبارٹری کا وزٹ آپ کو کسی قیمت پر بھی نہیں کرایا جا سکتا۔ اس بات کو ذہن میں رکھ لیں“..... گرے نے بھی سر دلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر گرے۔ آپ اس قدر سخت رویہ اختیار نہ کریں۔ آپ صرف راج کماری جی کو وزٹ کرا دیں۔ شاہ بھائان کو آپ جانتے نہیں ہیں۔ وہ بے حد وہمی انسان ہیں۔ اس لئے ایسا کرنا بے حد ضروری ہے اور راج کماری جی آپ سے وعدہ کر سکتی ہیں کہ وہ لیبارٹری کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائیں گی“..... اس بار راج کماری کے سیکرٹری کھائان نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے“..... گرے نے جواب دیا۔

”مسٹر گرے۔ یہ بھائان ہے۔ اس لئے آپ سوچ سمجھ کر مجھ سے بات کریں۔ چلیں میں اس معاملے میں اس حد تک نرمی کر سکتی ہوں کہ آپ مجھے لیبارٹری کی لوکیشن، اس کے اندر موجود مشینری اور وہاں کام کرنے والے افراد کے بارے میں تفصیلات بتا دیں تاکہ میرا پوری طرح اطمینان ہو جائے اور میں شاہ بھائان کو مطمئن کر دوں گی“..... راج کماری نے کہا۔

”سوری راج کماری جی۔ ایسا بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ سب ٹاپ سیکرٹ ہے“..... گرے نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر سودا منسوخ کر دیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے“..... راج کماری نے اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ کی مرضی“..... گرے نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آخری بار کہہ رہی ہوں مسٹر گرے کے آپ صورتحال کو نہ بگاڑیں“..... راج کماری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”صورتحال کو میں نہیں آپ خود بگاڑ رہی ہیں راج کماری جی۔ آپ کو مال چاہئے۔ مال مل جائے گا اور بس“..... گرے نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ اچانک راج کماری چندر مکھی کا ہاتھ گھوما اور گرے کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ناک پر کوئی غبارہ سا پھنسا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یکلخت تاریکی چھا گئی۔ پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے پھر جیسے انتہائی گہری تاریکی میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کی ایک کرن سی نمودار ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔

پوری طرح ہوش میں آتے ہی گرے کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس نے چونک کر حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر

دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ پر بری طرح کسما کر رہ گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک اجنبی جگہ پر دیوار کے ساتھ بھاری زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں گذشتہ واقعات کسی فلم کی طرح گھوم گئے اور اس کے ہونٹ بھینچ گئے وہ سمجھ گیا تھا کہ راج کماری نے اسے بے ہوش کیا تھا اور اب وہ اسی کی قید میں ہے۔ اس کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہاں سے آزادی کے لئے کس انداز میں جدوجہد کرے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور راج کماری چندر مکھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک پہلوان نما آدمی تھا جس کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا حرکت ہے راج کماری“..... گرے نے غصیلے لہجے میں کہا تو راج کماری بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ یہ بھانٹا ہے اور میں بھانٹا کی سپریم فورس کی چیف ہوں۔ اس کے باوجود تم نے مجھے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات بتانے سے انکار کر دیا۔ ویسے مجھے تمہاری طرف سے ایسے ہی رویے کی توقع تھی اس لئے میں سارا انتظام کر کے ہی تمہارے پاس پہنچی تھی۔ میرے آدمیوں نے تمہارے ہیڈ کوارٹر کو گھیر رکھا تھا اور میری جیب میں فوری طور پر بے ہوش کر دینے والا مخصوص کپسول موجود تھا۔ جو میں نے اچانک تمہاری ناک پر مارا تو وہ پھٹ گیا اور تم بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد ہیڈ

کوارٹر میں موجود تمہارے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا گیا اور تمہیں وہاں سے اٹھا کر میں یہاں اپنے ایک خاص اڈے پر لے آئی ہوں۔ اب یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہو گا اور یہ جو میرے ساتھ آدمی ہے اس کا نام گھوبن ہے اور گھوبن کو پورے بھانٹاں میں درندہ کہا جا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات مجھے بتا دو۔ اس صورت میں تمہاری جان بھی بچ جائے گی اور جسم بھی“..... راج کماری نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اب اس نے آپ کہنے کا تکلف بھی ختم کر دیا تھا۔

”لیکن تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ تم ایسا کیوں چاہتی ہو“..... گرے نے بھی آپ کہنا چھوڑ کر براہ راست اسے تم کہنا شروع کر دیا۔

”ایسا ضروری ہے۔ ہم نے انتہائی کثیر دولت اس ڈیل پر خرچ کرنی ہے۔ اب اگر تم رقم لے کر غائب ہو جاؤ تو پھر ہم کیا کریں گے۔ اس لئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ کیا واقعی ایسی لیبارٹری ہے بھی سہی یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں ہے۔ ہو سکتا ہے ہم اس کی نگرانی کریں جب تک مطلوبہ مال ہمیں نہیں مل جاتا اس لئے ہمارا وزٹ ضروری ہے بے حد ضروری“..... راج کماری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نگرانی کس طرح کرا سکو گی۔ لیبارٹری تو پاکیشیا میں

”ہے..... گرے نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کہیں بھی ہو“..... راج کماری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بہت فرق پڑتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور خطرناک سروس ہے۔ پہلے بھی تم نے پاکیشیا میں تجربہ کرایا ہے اور چیف نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس ہولناک تجربے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کا کھوج لگانے میں مصروف ہے۔ گو ہمیں معلوم ہے کہ انہیں کسی قیمت پر بھی اس کی اصل وجہ کا علم نہ ہو سکے گی لیکن اگر تم نے نگرانی کرائی تو وہ فوراً چونک پڑیں گے اور پھر نہ لیبارٹری رہے گی اور نہ ہارڈ ماسٹر تنظیم اور نہ تم۔ وہ سب کچھ تمہیں نہیں کر کے رکھ دیں گے“..... گرے نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تم اس بات کی فکر نہ کرو۔ یہ سوچنا ہمارا کام ہے کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں“..... راج کماری نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ بہر حال تمہیں یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ اگر میں سب کچھ تفصیل سے بتا دوں تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گی“..... گرے نے کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں ہلاک کرنے کی میں نے تو اپنا کام کرنا ہے۔ اگر تم وہیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں سب کچھ بتا دیتے تو یہاں تک نوبت ہی نہ آتی“..... راج کماری نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا تو گرے نے اسے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

”تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری کا اصل انچارج ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ہے اور فارمولا بھی اسی کی ایجاد ہے“..... راج کماری نے کہا۔

”ہاں“..... گرے نے جواب دیا۔

”لیکن وہ تمہارے ہاتھ کیسے لگ گیا جبکہ بقول تمہارے وہ بین الاقوامی شہرت کا مالک سائنس دان ہے اور اس کا تعلق بھی اکیمریمیا سے ہے“..... راج کماری نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

”اس نے اکیمریمیا چھوڑ دیا ہے اور اب ہماری اس کے ساتھ باقاعدہ حصہ داری ہے۔ لیبارٹری میں کام وہ کرتا ہے۔ لیبارٹری کی حفاظت کا کام ہمارے ذمہ ہے اور بھانٹان میں سارا کام میں کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ منشیات کا ریکٹ چلانا بھی میری ذمہ داری ہے“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سے پہلے تم نے اور کس کس ملک سے اس اسلحے کا سودا کیا ہے“..... راج کماری نے پوچھا۔

”کسی سے بھی نہیں۔ ہمارا پروگرام تو یہی تھا کہ ہم کثیر تعداد میں مال تیار کرنے کے بعد براہ راست کسی سپر پاور سے سودا بازی کریں گے لیکن پھر اچانک ہمیں ایسی مشینری کی ضرورت پڑ گئی جس پر انتہائی کثیر دولت خرچ آتی تھی چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا کہ

شاہ بھاٹان سے بات کی جائے۔ اس طرح ہم یہاں محفوظ بھی ہو جاتے اور ہمیں مطلوبہ دولت بھی مل جاتی اور اس دولت سے ہم کام بھی مکمل کر لیتے۔“..... گرے نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میزائل تیار کرنے کے لئے تمہیں مشینری کی ضرورت تھی۔ پسٹل تو تم نے تیار کر رکھے ہیں“..... راج کماری نے کہا۔

”ہاں۔ پہلے ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کا پروگرام صرف ان پسٹلوں کی تیاری تک ہی محدود تھا لیکن پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ تھنڈر میزائل بھی تیار کئے جائیں۔ کیونکہ پسٹلوں کی اس قدر اہمیت نہیں ہو سکتی جس قدر میزائلوں کی ہوتی ہے اور میزائلوں کی تیاری ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے اس لئے ہمیں انتہائی کثیر دولت کی ضرورت تھی جو ہمیں غیر معروف ملک سے مل سکتی تھی اور ہماری نظر میں وہ ملک بھاٹان ہی ہو سکتا تھا“..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ چونکہ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے اس لئے تم زندہ رہو گے لیکن پہلے میں تمہاری باتوں کی تصدیق کروں گی۔ اس کے بعد تمہیں رہا کیا جائے گا“..... راج کماری چند لمحوں نے کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گئی اور گرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اسے راج کماری کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آ گئے تھے جس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ راج کماری کسی بھی قیمت پر اسے زندہ نہ

چھوڑے گی۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں سے آزاد ہونے کی بھرپور جدوجہد کرے گا اور اس کے بعد اس کا مشن سب سے پہلے اس راج کماری کا ہی خاتمہ ہو گا۔ راج کماری اور اس کے ساتھ آنے والا کوڑا بردار جب کمرے سے باہر چلے گئے تو گرے نے اپنے آپ کو چھڑوانے کے لئے زنجیروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن زنجیریں اس انداز کی تھیں کہ بظاہر ان سے رہائی ناممکن تھی۔ اس نے جدوجہد بھی کی لیکن اس کی ساری جدوجہد رائیگاں گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور راج کماری اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم نے درست تفصیلات بتائی تھیں گرے۔ اب تمہیں یہ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تمہارے سارے ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے ہماری براہ راست بات ہو چکی ہے۔ شاہ بھاٹان نے اس سے فون پر بات کی ہے اور وہ ہارڈ ماسٹر کی بجائے براہ راست شاہ بھاٹان کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب لیبارٹری اور سٹور روم پر ہمارا قبضہ ہے۔ اب ہم خود ہی میزائل بنائیں گے اور پھر خود ہی اسے استعمال کریں گے“..... راج کماری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور وہ بھی اتنی جلدی“..... گرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم ابھی سپریم فورس کی کارکردگی کے بارے میں کچھ نہیں

جانتے تفصیلات مل جانے کے بعد یہ سب کچھ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم نے ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے یہ بات بھی طے کر لی ہے کہ لیبارٹری کو پاکیشیا سے ختم کر کے مکمل طور پر بھاثان میں شفٹ کر دیا جائے تاکہ وہ پوری طرح محفوظ رہ سکے۔ چنانچہ ہنگامی طور پر اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ یہاں ہمارے پاس پہلے سے ہی ایک جدید لیبارٹری موجود ہے اور اس کا محل وقوع اور اس کا ڈیزائن ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے اوکے کر دیا ہے۔ اب وہاں سے مشینری اٹھا کر اس لیبارٹری میں لے جانی جائے گی اور اسے وہاں نصب کر کے کام کو آگے بڑھایا جائے گا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر اندر یہ شفٹنگ مکمل ہو جائے گی۔ اس کے بعد پاکیشیا والی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے گا۔..... راج کماری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کیا سمجھتی ہو۔ کیا بگ چیف یہ سب کچھ بھول جائے گا۔ وہ کوئی اقدام نہیں کرے گا۔..... گرے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے ایکریمیا میں اپنے ایجنٹوں سے کہہ دیا ہے۔ وہ اسے وہیں تلاش کر کے گولی مار دیں گے اور یہاں بھی اس کے خلاف احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ جیسے ہی اس نے بھاثان میں قدم رکھا وہ دوسرا سانس نہ لے سکے گا۔ اس لئے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔..... راج کماری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اب میرے متعلق تم

نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سوچ لو کہ تم نے میری رہائی کا وعدہ کیا تھا..... گرے نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے اور میں تمہیں رہا کرنے کے لئے ہی آئی ہوں۔ زنجیروں سے رہائی نہیں بلکہ زندگی سے رہائی۔ کیونکہ یہ ضروری ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم زندہ رہو اور اس طرح لیبارٹری سے ہارڈ ماسٹر کا واسطہ باقی رہ جائے راج کماری نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ ریوالور دیکھ کر گرے کا رنگ بدل گیا اور اس کے چہرے پر موت کا سا خوف پھیل گیا۔

”اوہ اوہ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔ فار گاڈ ایک۔ رک جاؤ۔..... گرے نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی راج کماری چندر مکھی کے ہاتھ میں موجود ریوالور سے یکے بعد دیگرے دو شعلے ابھرے اور گرے کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں اچانک یکے بعد دیگرے دو گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا سانس جیسے حلق میں ہی اٹک گیا۔ اس نے سانس باہر نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔

عمران نے کار سیکارتو کی شاندار رہائش گاہ کے گیٹ پر روکی تو گیٹ پر موجود مسلح دربان تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔
 ”اپنے صاحب سے کہو کہ علی عمران آیا ہے“..... عمران نے مسلح محافظ سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کیبن میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آیا اور اس نے چھوٹا گیٹ کھولا اور اندر چلا گیا۔ اس کے بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ اس نے کار جیسے ہی پورچ میں روکی۔ سیکارتو خود برآمدے سے اتر کر نیچے پورچ کی طرف آتا دکھائی دیا۔

”آپ نے مجھے بلوا لیتا تھا عمران صاحب۔ میں سر کے بل آپ کے پاس چلا آتا“..... سیکارتو نے کہا۔
 ”نہیں۔ اس طرح تفصیل سے بات نہ ہو سکتی تھی“..... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے آئیں“..... سیکارتو نے کہا اور پھر وہ عمران کو ہاتھ لے کر اسی ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا جہاں پہلے اس سے عمران کی ملاقات ہوئی تھی۔
 ”راج کماری کی کال نہیں آئی“..... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ میں انتظار کرتا رہا ہوں“..... سیکارتو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”معلوم کرو کہ وہ واپس بھاٹان پہنچ گئی ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا اور سیکارتو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیے۔ نمبر پریس کر کے اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔
 ”لیں۔ راج کماری چلیں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے سیکارتو بول رہا ہوں۔ راج کماری چندر مکھی سے بات کراؤ“..... سیکارتو نے باوقار لہجے میں کہا۔
 ”راج کماری جی پریس میں موجود نہیں ہیں جناب۔ کوئی پیغام ہو تو دے دیں“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 ”اچھا یہ بتاؤ کہ راج کماری جی بھاٹان میں ہیں یا بھاٹان سے باہر گئی ہوئی ہیں“..... سیکارتو نے پوچھا۔
 ”وہ بھاٹان میں ہی ہیں اور شاہ سے ملنے گئی ہوئی ہیں ان کی

واپسی کا کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت ہو..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور سیکارٹو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”شاہی محل میں فون کر کے معلوم کرو“..... عمران نے کہا۔

”اب یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ واپس بھاٹان پہنچ گئی ہے۔ اب آپ مزید کیا چاہتے ہیں“..... سیکارٹو نے کہا۔

”میں اس گرے کے بارے میں کوئی کلیو چاہتا ہوں اور بس“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس بارے میں کچھ نہ بتائے۔ وہ ایسی ہی لڑکی ہے۔ انتہائی پراسراری اور خطرناک بھی اس سے کچھ اگلا ناممکن ہے“..... سیکارٹو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اس سے رابطہ تو کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بتا دے“۔ عمران نے کہا تو سیکارٹو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

”راج محل“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے سیکارٹو بول رہا ہوں۔ راج کماری چندر مکھی یہاں تشریف لائی ہوئی ہیں۔ ان سے میں نے فوری اور انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ کیا آپ ان سے رابطہ کرا سکتی ہیں“..... سیکارٹو نے کہا۔

”ابھی دس منٹ پہلے وہ راج محل سے واپس جا چکی ہیں۔ اب

”یہاں نہیں ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کہاں گئی ہیں۔ کیا اس بارے میں معلوم ہو سکے گا“۔ سیکارٹو نے پوچھا۔

”وہ شاہ بھاٹان سے خصوصی ملاقات کرنے تشریف لائی تھیں۔ پھر چلی گئیں۔ اب کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ کہاں گئی ہیں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سیکارٹو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اس گرے کو ٹریس کرنے کا کوئی اور ذریعہ بتاؤ۔ راج کماری تو بے حد متحرک خاتون ثابت ہو رہی ہیں۔ انہیں تو پک کرنا ہی مشکل ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیکارٹو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ وہ واقعی بے حد متحرک لڑکی ہے۔ ہر وقت پارے کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر آتی جاتی رہتی ہے جہاں تک گرے کو ٹریس کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ایک اور ٹپ استعمال کی جاسکتی ہے لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ ٹپ واقعی فائدہ مند ثابت ہوگی یا نہیں“..... سیکارٹو نے جواب دیا۔

”تم بتاؤ تو سہی“..... عمران نے کہا۔

”گرے کی بھاٹان میں ایک دوست لڑکی ہے مس مایا ہراج۔ وہ بھاٹان کے دارالحکومت کے راج کلب کی ڈانسر ہے۔ انتہائی خوبصورت لڑکی ہے۔ گرے سے اس کے بے حد گہرے تعلقات

ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے معلوم ہو کہ گرے سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے..... سیکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کلب کا نمبر پریس کرو اور مس مایا ہراج کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ وہاں موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو اس کی رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم کرو۔ بات میں خود کروں گا۔“ عمران نے کہا تو سیکارتو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

”راج کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 ”میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ مس مایا ہراج سے بات کرو“..... سیکارتو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”آپ کا نام“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر سیکارتو سے رسیور لے لیا۔

”مس مایا ہراج میرا نام نہیں جانتی۔ لیکن میں انہیں ان کے دوست گرے کا ایک ضروری پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔ ویسے میرا نام گراہم ہے“..... عمران نے سیکارتو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مس مایا ہراج اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی۔ یہاں کلب میں وہ گذشتہ دو روز سے نہیں آ رہی۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ وہاں فون کر لیں“..... لڑکی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ

ی اس نے ایک نمبر بتا دیا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا۔

”اب یہ نمبر پریس کرو“..... عمران نے کریڈل دباتے ہوئے کہا اور سیکارتو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پہلے بھانٹان کا اور پھر بھانٹان کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر پریس کرنے کے بعد اس لڑکی کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

”مایا ہراج ہاؤس“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”گراہم بول رہا ہوں ایکریمیا سے۔ مس مایا ہراج سے بات کرائیں ان سے کہیں کہ گرے کے بارے میں چند باتیں کرنی ہیں“..... عمران نے اس بار ایکریمیا کے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو سیکارتو حیرت سے عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے عمران کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہو جو اس قدر جلد اور اس قدر کامیابی سے لہجے اور آوازیں بدلنے میں ماہر ہو۔

”لیس۔ مایا ہراج بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”گراہم بول رہا ہوں ایکریمیا سے مس مایا ہراج۔ گرے سے اس کے مفاد میں انتہائی ضروری بات کرنی ہے لیکن وہ کہیں ٹریس نہیں ہو رہا۔ گرے نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ اگر کسی وقت وہ ٹریس نہ ہو سکے تو میں آپ کو فون کر کے اسے ٹریس کر سکتا

ہوں“..... عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ لیکن پہلے تو کبھی تم نے بات نہیں کی اور گرے نے بھی
 کبھی تمہارے متعلق کچھ نہیں بتایا“..... مایا ہراج نے حیرت بھرے
 لہجے میں کہا۔

”پہلے اس کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی مس مایا“..... عمران
 نے جواب دیا۔

”تم نے اس کے ہیڈ کوارٹر فون کیا تھا۔ وہ وہیں ہوگا“..... مایا
 ہراج نے جواب دیا۔

”ہاں۔ میں نے فون کیا تھا۔ لیکن وہاں سے کوئی جواب ہی
 نہیں دے رہا۔ فون اسٹڈ ہی نہیں کیا جا رہا“..... عمران نے بات
 بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کس نمبر پر فون کیا تھا تم نے“۔ دوسری
 طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے راج کلب
 کے نمبروں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک فرضی نمبر بتا دیا۔

”اوہ نہیں۔ یہ نمبر تو اس کے ہیڈ کوارٹر کا نہیں ہے۔ اس کے
 ہیڈ کوارٹر کا نمبر تو اور ہے“..... مایا ہراج نے کہا اور ساتھ ہی اس
 نے لاشعوری طور پر وہ نمبر بھی دہرا دیا۔

”لیکن مجھے تو اس نے یہی نمبر بتایا تھا اور اس نمبر پر پہلے اس
 سے بات ہوتی رہی ہے“..... عمران نے ہلکے سے بے پناہ حیرت
 پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے یہ اس کے کسی اور اڈے کا نمبر ہو۔ بہر حال جو نمبر
 میں نے بتایا ہے وہاں فون کر لیں۔ وہ مل جائے گا“..... مایا ہراج
 نے جواب دیا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا
 اور پھر خود ہی اس نے بھانٹان کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر
 دیئے۔ کیونکہ سیکار تو کو نمبر پر لیں کرتے ہوئے وہ غور سے دیکھ چکا
 تھا۔ دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔
 عمران نے بار بار نمبر پر لیں کئے لیکن ہر بار صرف گھنٹی بجنے کی آواز
 ہی سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ کیا مایا ہراج نے غلط نمبر بتایا ہے“..... عمران
 نے حیرت بھرتے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر اس نے مایا ہراج
 کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلومس مایا ہراج۔ میں گراہم بول رہا ہوں۔ آپ نے جو نمبر
 بتایا ہے اس پر بھی کوئی اسٹڈ نہیں کر رہا“..... عمران نے مایا ہراج
 سے رابطہ ہوتے ہی کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ دس منٹ بعد دوبارہ
 فون کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے مایا ہراج
 نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

”مس مایا ہراج غلط نہیں بتا سکتی۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہے“۔ سیکار تو
 نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران
 نے پھر مایا ہراج سے رابطہ کیا۔

”گراہم بول رہا ہوں مس مایا ہراج۔ گرے سے رابطہ ہوا آپ کا“..... عمران نے کہا۔

”گرے غائب ہے مسٹر گراہم اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اسے یقیناً اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں نے پہلے خود فون کیا۔ لیکن جب وہاں سے کسی نے فون اٹھ نہ کیا تو پھر میں نے گرے کے ہیڈ کوارٹر میں اپنا آدمی بھیجا اس آدمی نے وہاں سے فون کر کے مجھے یہ تفصیل بتائی ہے“..... دوسری طرف سے مایا ہراج نے انتہائی دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے مس مایا ہراج۔ گرے اتنا کمزور آدمی تو نہ تھا کہ اس طرح اغوا ہو جاتا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو اصل حقائق معلوم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ میرے آدمی جلد ہی اسے تلاش کر لیں گے اور ان آدمیوں کو بھی جنہوں نے یہ حرکت کی ہے“..... مایا ہراج نے کہا۔

”کب تک معلومات مل جائیں گی آپ کو۔ تاکہ میں پھر آپ کو فون کر لوں“..... عمران نے کہا۔

”آپ آدھے گھنٹے بعد فون کریں۔ تب تک یقیناً کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے گا۔ لیکن آپ اس معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں“..... مس مایا ہراج نے کہا۔

”آپ کو معلوم نہیں ہے۔ گرے کا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ میں اس تنظیم کا ایکریمیا سیکشن کا انچارج ہوں۔ اب مجھے حالات کے بارے میں چیف کو اطلاع دینی ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ آپ نصف گھنٹے بعد پھر فون کر لیں“..... دوسری طرف سے، مایا ہراج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی یہ طویل سانس یہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر کافی تعداد میں شکنیں آئی تھیں۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ایسا کس نے کیا ہوگا“..... سیکارٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے۔ دیکھو شاید پانچ معلوم ہو جائے۔“ عمران نے کہا اور سیکارٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر نصف گھنٹے کے بعد عمران نے ایک بار پھر مایا ہراج کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

”گراہم بول رہا ہوں مس مایا ہراج۔ کچھ پتہ چلا“..... عمران نے پہلے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ انتہائی حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے۔ انتہائی حیرت انگیز۔ گرے کو بھانان کی سپریم فورس کی چیف راج کماری نے اغوا کرایا ہے اور اب تم بھی گرے کو بھول جاؤ۔ کیونکہ یہاں کی سپریم فورس اس قدر بااختیار ہے کہ اگر اسے ذرا بھی شک ہو جائے کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں تو وہ پورے

بھاٹان کو گولیوں سے اڑا سکتی ہے اور کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں ہوگا اور سنو۔ اب تم نے مجھے بھی فون نہیں کرنا۔ اس لمحے کے بعد میرا گریبے سے کوئی تعلق نہ ہوگا بلکہ میں کسی گریبے کو جانتی ہی نہیں ہوں“..... دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”راج کماری چندر مکھی نے اسے اغوا کیا ہے۔ کیوں۔ کیا وہ غدار تھا۔ کیا وہ شاہی خاندان کے خلاف کام کر رہا تھا۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گریبے تو منشیات اور ہلکے پھلکے اسلحہ کی سپلائی کرتا تھا۔ وہ کیسے غدار ہو سکتا ہے“..... عمران کے رسیور رکھتے ہی سیکارتو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے خود بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔“ سیکارتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا بھاٹان میں سپریم فورس صرف غداروں کے خلاف کام کرتی ہے“..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اسے قائم ہی اسی مقصد کے لئے کیا گیا ہے وہ اور کسی معاملے میں قطعی مداخلت نہیں کرتی“..... سیکارتو نے جواب دیا۔

”پھر واقعی ایسا ہی ہوگا۔ گریبے یقیناً شاہی خاندان کے خلاف کسی غیر ملک کے اشارے پر کام کر رہا ہوگا اور اسے غداری کے جرم میں ہلاک کر دیا گیا ہوگا اور ایسی صورت میں اب مجھے بھی اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اب اجازت دو“..... عمران نے کرسی

سے اٹھتے ہوئے کہا اور سیکارتو بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سے پھیل گیا تھا۔ واقعات پے درپے بدلتے جا رہے تھے اور وہ جو بھی کلیو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا نا کام ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ گیم ہے کیا اور اس گیم کے پیچھے اصل ہاتھ کس کا ہے اور اس میں بھاٹان کی سپریم فورس کا کیا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں وہ جتنا بھی سوچتا چلا جا رہا تھا الجھتا چلا جا رہا تھا۔

راج کماری چندر مکھی کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ وہ بے حد خوش دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بڑے بااعتماد انداز میں چلتی ہوئی بھاٹان کے شاہی محل کی راہداری میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے خوبصورت اور دلکش چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ نمایاں تھی۔ راہداری میں موجود مسلح سپاہی اسے دیکھتے ہی رکوع کے بل جھک جاتے لیکن راج کماری ان کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک شاندار اور انتہائی مرصع دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے کے باہر دو باوردی دربان موجود تھے۔

”ہمیں شاہ بھاٹان نے طلب فرمایا ہے“..... راج کماری نے دربانوں سے مخاطب ہو کر انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”ہمیں حکم دیا گیا ہے راج کماری جی کہ آپ جیسے ہی تشریف لائیں آپ کو شاہ کے حضور پہنچا دیا جائے۔ آئیں“..... ایک دربان

نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور پھر سر جھکا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ راج کماری اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں شاندار انداز کی کرسیاں موجود تھیں۔ کمرے کی سجاوٹ واقعی شاہانہ انداز کی تھی۔ راج کماری چندر مکھی دروازے کے قریب کھڑی ہو گئی۔

چند لمحوں بعد کمرے کے ایک کونے میں موجود بند دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور درمیانی جسامت کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر مقامی لباس تھا۔ اس کے سر پر انتہائی قیمتی موتیوں کا ایک چھوٹا سا تاج بھی موجود تھا۔ یہ شاہ بھاٹان تھے بھاٹان کے بادشاہ۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی راج کماری چندر مکھی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اس نے شاہ کے سامنے پہنچ کر سر کو نیچے جھکا دیا۔

”شاہ کی خدمت میں چندر مکھی انتہائی مودبانہ سلام عرض کرتی ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم راج کماری کی کارکردگی سے بے حد خوش ہیں اور ہم راج کماری کا سلام قبول کرتے ہیں“..... شاہ بھاٹان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ راج کماری چندر مکھی کے جھکے ہوئے سر پر رکھ دیا۔

”ہم شاہ کی اس نوازش پر ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔ ہمیں اس اعزاز پر فخر ہے۔ بے حد فخر“..... راج کماری نے کہا۔

”بیٹھو“..... شاہ بھٹان نے ایک مرصع کرسی پر بیٹھتے ہوئے راج کماری چندر مکھی سے کہا اور راج کماری چندر مکھی ان کے سامنے ایک کرسی پر بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گئی۔

”اب بتاؤ کہ اس مشن کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے“..... شاہ بھٹان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کامیابی۔ مکمل کامیابی شاہ بھٹان“..... راج کماری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے گرے کو اغوا کرنے سے لے کر اس سے معلومات حاصل کرنے تک تمام تفصیل بتا دی۔

”تم نے اچھا کیا راج کماری کہ تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں لیکن کیا یہ تنظیم خاموش رہے گی۔ کیا اس کی طرف سے کوئی رد عمل نہ ہوگا“..... شاہ نے جواب دیا۔

”ہاں اعلیٰ اقدس۔ میں نے تمام معاملات کو ذہن میں رکھ کر اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ اقدام اٹھایا ہے۔ ہارڈ ماسٹر ایک چھوٹی سی تنظیم ہے۔ اس کا سارا سرمایہ وہ لیبارٹری اور ڈاکٹر جیکو لین فرمینڈس کے ساتھ شراکت کاری تھی۔ میں نے گرے سے معلومات حاصل کر کے لیبارٹری پر ریڈ کیا۔ گرے کا بگ چیف اسمتھ اکیمریمیا گیا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں سب کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اسمتھ کی ہلاکت کے بھی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ وہ جیسے ہی واپس بھٹان آیا اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر جیکو لین فرمینڈس سے میں نے بات کی اور جب اسے تمام حالات کا علم ہوا

تو ڈاکٹر جیکو لین فرمینڈس نے اس جرائم پیشہ تنظیم کی بجائے شاہ بھٹان کے تحت کام کرنے پر نہ صرف رضامندی کا اظہار کر دیا بلکہ اس نے اس پر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ اس نے کہا کہ یہ اس کے حق میں بے حد اچھا ہوا ہے ورنہ اسے ہر لمحے یہی خطرہ رہتا تھا کہ یہ جرائم پیشہ افراد کسی بھی وقت اس سے اس کا فارمولا حاصل کر کے اسے ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ ہارڈ ماسٹر تنظیم کی آمدنی میں اس کا حصہ پچیس فیصد تھا۔ میں نے اسے نصف کر دیا۔ اس طرح تمام معاملات ہماری مرضی سے طے ہو گئے اس کے بعد میں نے ڈاکٹر جیکو لین فرمینڈس کی مدد سے پاکیشیا میں موجود لیبارٹری کو خفیہ طور پر وہاں سے بھٹان شفٹ کرا دیا ہے اور اب ڈاکٹر جیکو لین فرمینڈس بھٹان کی لیبارٹری میں ان مشینوں کی تنصیب میں مصروف ہے۔ وہاں سپریم فورس کے ارکان تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ جیسے ہی وہاں مشینوں کی تنصیب کا کام مکمل ہوگا تھنڈر میزائلوں کی تیاری شروع ہو جائے گی پھر ان میزائلوں کو بھٹان کے دفاع میں شامل کر لیا جائے گا۔ اس طرح بھٹان دنیا میں سپر پاور بن کر ابھرے گا“..... راج کماری نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”ویل ڈن۔ یہ واقعی انتہائی اچھی خبر ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا راج کماری۔ ہمارے ہمسایہ ممالک خاص طور پر کافرستان، پاکیشیا اور شوگران کسی قیمت پر بھی یہ نہ چاہیں گے کہ بھٹان جیسا چھوٹا سا اور کمزور ملک اس طرح سپر پاور بن

جائے..... شاہ بھاٹان نے کہا۔

”اعلیٰ اقدس۔ میں نے اس سلسلے میں بھی ایک پلان بنایا ہے اور یہی پلان لے کر میں حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ اس کی منظوری دے دیں گے تو ہم اس پر پلان پر عمل درآمد شروع کر دیں گے..... راج کماری نے کہا۔

”کیسا پلان..... شاہ بھاٹان نے چونک کر پوچھا۔

”اعلیٰ اقدس۔ آپ جانتے ہیں کہ کافرستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اسی طرح شوگران بھی ایک بڑا ملک ہے جبکہ پاکیشیا ان دونوں ملکوں کی نسبت چھوٹا ملک ہے۔ اگر ہم پاکیشیا پر اچانک تھنڈر میزائلوں کا حملہ کر دیں تو ہم آسانی سے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور پھر ہماری فوجیں آسانی سے اس پر قبضہ کر لیں گی۔ اس طرح پاکیشیا کا نام و نشان ہی ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا اور پاکیشیا کے سارے علاقے کو ہم بھاٹان میں شامل کر لیں گے۔ اس طرح بھاٹان جو اب ایک چھوٹا اور کمزور ملک ہے وہ بھی کافرستان اور شوگران کی طرح ایک بڑا ملک بن جائے گا۔ پھر تھنڈر میزائلوں کی وجہ سے کافرستان اور شوگران ہمارے خلاف کوئی مزاحمت نہیں کر سکیں گے۔ انہیں اپنی سلامتی کی فکر پڑ جائے گی اور پھر بھاٹان ایک سپر پاور ہوگی۔ اس سارے براعظم ایشیا کی سپر پاور اور آپ اس کے شاہ ہوں گے..... راج کماری نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”راج کماری۔ تمہارا پلان تو اچھا ہے لیکن تم اسے جس قدر آسان سمجھ رہی ہو۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ پاکیشیا پر اچانک تھنڈر میزائلوں کی بارش کر کے اسے تباہ کر دینا تو آسان ہے لیکن اس پر مستقل قبضہ کر لینا انتہائی مشکل ہے۔ پاکیشیا کے لوگ حد درجہ بہادر ہیں۔ ان کا ایک ایک بچہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ تم نے بہادرستان کے لوگوں کو تو دیکھا ہی ہے۔ وہ پاکیشیا سے بھی پسماندہ ملک ہے لیکن جب روسیہ اور اب اکیرمیہا نے اس پر قبضہ کیا تو ان لوگوں نے کیا رد عمل ظاہر کیا۔ کس طرح روسیہ اور اکیرمیہا جیسی سپر پاور کے خلاف جنگ کی اور تم جانتی ہو کہ کیا انجام ہوا۔ روسیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اکیرمیہا بھی وہاں مسلسل شکست سے دوچار ہو رہا ہے۔ پاکیشیا نے کھل کر اس جنگ میں بہادرستان کی مدد کی ہے۔ اس لئے جیسے ہی ہم اس پر قبضہ کریں گے نہ صرف پاکیشیا کے عوام بلکہ بہادرستان کے لوگ بھی ان کے شانہ بشانہ ہمارے مقابلے پر آ کھڑے ہوں گے اور تمہارا کیا خیال ہے کہ کافرستان اور شوگران خاموش رہیں گے شوگران اور پاکیشیا کے درمیان بے حد دوستانہ تعلقات ہیں اور خفیہ دفاعی معاہدہ بھی۔ اس لئے لامحالہ شوگران بھی ہمارے خلاف میدان میں اترے گا۔ باقی رہا کافرستان۔ تو اس نے دوسرا کھیل کھیلنا ہے۔ اس نے کوشش کرنی ہے کہ بھاٹان پر ہی قبضہ کر لے اور پھر اقوام متحدہ اور دوسرے ممالک اس کھلی جنگ کو کیسے برداشت کر لیں گے۔ نہیں

راج کماری۔ یہ پلان جذباتی بھی ہے اور احمقانہ بھی۔ تم بس بھاٹان کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے تھنڈر میزائل تیار کراؤ۔ باقی باتوں کو ذہن سے نکال دو۔..... شاہ بھاٹان نے تیز لہجے میں کہا۔

”جیسے آپ کا حکم اعلیٰ اقدس۔ فی الحال تو یہ صرف پلان ہی تھا۔ جب وقت آئے گا تو ہو سکتا ہے کہ آپ قائل ہو جائیں۔ ابھی تو ویسے بھی وہ وقت بے حد دور ہے۔..... راج کماری نے کہا۔

”اوکے۔ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ چند ضروری ترامیم کے ساتھ تمہارا منصوبہ منظور کر لیا جائے۔..... شاہ بھاٹان نے مسکراتے ہوئے کہا تو راج کماری کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”بے حد شکریہ اعلیٰ اقدس۔ یہ میری بے حد عزت افزائی ہے۔..... راج کماری چندر مکھی نے سر جھکاتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میزائل کب تک تیار ہو سکیں گے۔..... شاہ بھاٹان نے پوچھا۔

”چند ماہ تو لگ ہی جائیں گے اعلیٰ اقدس۔..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ہمیں تمہاری سپر فورس اور اس لیبارٹری کے خلاف ایک

ذخائر کا علم ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں اس خطرے سے پوری طرح آگاہ کر دیا جائے۔..... اچانک شاہ بھاٹان نے کہا تو راج کماری بے اختیار چونک پڑی۔

”خطرہ۔ کیسا خطرہ اعلیٰ اقدس۔ ہارڈ ماسٹر تو ختم ہو چکی ہے اور ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ہمارے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔ لیبارٹری بھی شفٹ ہو گئی ہے۔ اب تو کسی خطرے کا کوئی سکوپ ہی نہیں رہا۔..... راج کماری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سیکارتو کو جانتی ہو۔ جس سے تمہاری بڑی بہن کی شادی ہونے والی ہے۔..... شاہ بھاٹان نے کہا۔ تو راج کماری ایک بار پھر چونک پڑی۔

”سیکارتو۔ ہاں۔ مگر۔.....“ راج کماری چندر مکھی نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شاہ بھاٹان نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے وہی کونے والا دروازہ کھلا اور ایک باوردی ملازم اندر داخل ہوا اور رکوع کے بل جھک کر کھڑا ہو گیا۔

”سیکارتو کو پیش کرو۔..... شاہ بھاٹان نے کہا تو ملازم تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”سیکارتو نے ہمیں فون کر کے ہم سے بات کی تھی۔ ہم نے اسے یہاں طلب کر لیا ہے تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے۔..... شاہ بھاٹان نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سیکارتو اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے رکوع کے بل جھک کر شاہ

بھانٹان کو سلام کیا۔

”آؤ بیٹھو سیکارتو۔ اب تم شاہی خاندان کے فرد بننے والے ہو۔ اس لئے ہم تمہیں اپنے ساتھ بیٹھنے کی عزت دے رہے ہیں“..... شاہ بھانٹان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تمام عمر شاہ بھانٹان اور شاہی خاندان کی غلامی کروں گا اور مجھے اپنی اس غلامی پر ہمیشہ فخر رہے گا“..... سیکارتو نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر راج کماری چندر مکھی کو سلام کر کے وہ اس کے ساتھ موجود ایک کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

”اب جو کچھ تم نے ہمیں بتایا ہے وہ پوری تفصیل سے چندر مکھی کو بتا دو“..... شاہ بھانٹان نے کہا تو سیکارتو نے علی عمران اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کے اس کی رہائش گاہ پر آنے اس کو اغوا کر کے اپنی کسی عمارت میں لے جانے پھر وہاں ہونے والی تمام کارروائی۔ اس کے بعد عمران کے اکیلے اپنی رہائش گاہ پر آنے اور وہاں فون پر مایا ہراج سے ہونے والی تمام گفتگو تفصیل سے دہرا دی۔

”پھر اس سے کیا خطرہ درپیش ہو سکتا ہے“..... راج کماری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے علی عمران کے بارے میں تفصیلات حاصل کی ہیں راج کماری چندر مکھی اور ان معلومات کے مطابق عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا

کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس سمجھی جاتی ہے۔ اکیمریشیا، کافرستان، کارمن، گریٹ لینڈ سمیت پوری دنیا کی سروسز اور سپریم ایجنٹس اس سے ڈرتے ہیں۔ عمران اگر آپ کی راہ پر چل نکلا اور یقیناً وہ ایسا کرے گا تو پھر سپریم فورس کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا“..... سیکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق اس کا اصل ٹارگٹ تو گرے ہی تھا“..... راج کماری چندر مکھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”راج کماری جی۔ وہ انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے۔ اسے دراصل یہ شک ہے کہ پاکیشیائی ایئر بس کی تباہی میں گرے اور آپ کا ہاتھ ہے۔ اس لئے وہ گرے کے پیچھے بھاگ رہا تھا تاکہ اس سے اصل حالات معلوم کر سکے اور اب جبکہ اسے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ گرے کو آپ نے اغوا کر لیا ہے تو اب اس کی تمام تر توجہ آپ پر مبذول ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں بھانٹان پہنچ جائے۔ اس لئے میں فوری طور پر یہاں آیا ہوں اور میں نے اعلیٰ اقدس سے براہ راست رابطہ کرنے کی جرأت کی ہے تاکہ معاملات کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جاسکے“..... سیکارتو نے جواب دیا۔

”لیکن اس کے تمام تر ذمہ داری بھی تم پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اگر تم اسے مایا ہراج کے بارے میں نہ بتاتے تو اسے یہ اطلاع نہ

ملتی“..... راج کماری چندر مکھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس وقت تک میرا یہی خیال تھا کہ گرے کا تعلق صرف منشیات کی تنظیم ہارڈ ماسٹر سے ہے۔ مجھے مس مایا ہراج کے فون سے پہلی بار معلوم ہوا کہ آپ اس میں براہ راست ملوث ہو چکی ہیں۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا کوئی تعلق منشیات سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی اور چکر ہو گا اور چونکہ اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی کہ آپ گرے کے ساتھ پاکیشیا آئی ہوئی ہیں اور پھر ایئر بس انتہائی پراسرار انداز میں تباہ ہو گئی۔ اس سے میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ آپ اور گرے صرف منشیات کے سلسلے میں کام نہیں کر رہے بلکہ یہ کوئی دوسرا مشن ہے“..... سیکار تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس عمران کا حلیہ، قد و قامت اور اس کی خاص نشانیاں مجھے بتا دو اس کے بعد میں دیکھوں گی کہ وہ یہاں آ کر کیا کرتا ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ اگر یہاں آئے تو اسے فوراً ہلاک کرنے کے انتظامات کئے جاسکیں“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”وہ تو میں بتا دوں گا راج کماری جی۔ لیکن میرا ایک مشورہ ہے۔ اگر آپ اس مشورے پر عمل کریں تو مجھے یقین ہے کہ عمران آپ کے خلاف کوئی اقدام نہ کر سکے گا“..... سیکار تو نے کہا۔

”کیا مشورہ ہے۔ بتاؤ“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کسی قسم کی کوئی

کارروائی نہ کریں۔ وہ اگر آپ سے ملے تو آپ نارٹل انداز میں اس سے ملیں بلکہ ہو سکے تو اسے اعلیٰ اقدس سے بھی ملوا دیں۔ گرے کے بارے میں آپ اسے یقین دلا دیں کہ گرے کا تعلق منشیات سے تھا اور آپ اعلیٰ اقدس کے خصوصی حکم پر اس تنظیم کے خلاف کام کر رہی تھیں تاکہ بھانٹان میں منشیات کے اس ریکٹ کا خاتمہ کر سکیں۔ اس کے لئے آپ نے گرے سے قریبی تعلقات قائم کئے۔ اس کے ساتھ آپ پاکیشیا گئیں تاکہ اس کی تنظیم کے مکمل سیٹ اپ سے آگاہ ہو سکیں اور اس کے بعد آپ نے اس پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس سلسلے میں آپ شاہی فرمان بھی حاصل کر سکتی ہیں کہ گرے کو خصوصی عدالت کے حکم پر موت کی سزا دی گئی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ سب کچھ نارٹل انداز میں کیا جائے کہ اسے کسی طرح کا بھی کوئی شک نہ پڑ سکے اور وہ آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ آپ نے صرف منشیات کی تنظیم ہارڈ ماسٹر کے خلاف کام کیا ہے۔ اس طرح وہ مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا اور یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس سلسلے میں اصل بات اس کو اطمینان دلانے کی ہے۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ وہ حد درجہ شاطر آدمی ہے۔ اگر اسے معمولی سا بھی شک ہو گیا تو پھر وہ اصل حقائق کی کھوج لگا لے گا اور اس کے بعد خطرہ پوری قوت سے ٹوٹ پڑے گا اور حقیقت میں سپریم فورس کا وجود خطرے کی زد میں آ جائے گا“..... سیکار تو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری تجویز اچھی ہے سیکارتو۔ تم نے انتہائی ذہانت بھرا مشورہ دیا ہے۔ میں ایسا ہی کروں گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس کی اس انداز میں نگرانی بھی کراؤں گی کہ اسے معمولی سا شک بھی نہ پڑ سکے اور اگر وہ ہمارے مفادات کے خلاف کام کرنے لگے تو اسے اچانک گولیوں سے اڑا دیا جائے گا“..... راج کماری چندر مکھی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری تجویز بالکل مناسب ہے چندر مکھی اور ہم اس لائحہ عمل کی منظوری دیتے ہیں“..... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے شاہ بھاٹان نے اچانک کہا تو راج کماری چندر مکھی کرسی سے اٹھی اور شاہ بھاٹان کے سامنے جھک گئی۔

”آپ کا یہ فرمان میرے لئے انتہائی عزت افزائی ہے اعلیٰ اقدس“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ہمیں تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے راج کماری۔ اسی لئے ہم نے تمہیں سپریم فورس کا چیف بنایا ہے اور ہمیں بے حد مسرت ہے کہ تم اب تک ہمارے اعتماد پر ہر لحاظ سے پوری اتری ہو اور ہمیں یقین ہے کہ آئندہ بھی تم ہمارے اعتماد پر پوری اترو گی“..... شاہ بھاٹان نے کہا اور راج کماری چندر مکھی کا چہرہ مسرت کی شدت سے جگمگانے لگا۔

بھاٹان کے دارالحکومت کے نئے اور انتہائی جدید ایئرپورٹ پر عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ موجود تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے یہاں پہنچے تھے۔ وہ چاروں اپنے اصل حلیوں میں تھے اور ان کے کاغذات بھی اصل تھے۔ چیکنگ کے مرحلے سے گزرنے کے بعد جب وہ ایئرپورٹ کے بیرونی حصے میں پہنچے تو ایک نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

”آپ علی عمران صاحب ہیں“..... اس نوجوان نے عمران سے ہی مخاطب ہو کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”صاحب تو نہیں البتہ علی عمران ضرور ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا نام گھوش ہے جناب اور میں راج کماری چندر مکھی جی کا پی اے ہوں۔ انہوں نے مجھے آپ کے استقبال کے لئے یہاں

بھیجوا یا ہے آپ کا حلیہ انہوں نے مجھے بتا دیا تھا اس لئے میں آپ کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم راج کیماری چندر مکھی کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم جیسے بد صورت آدمی کا حلیہ اس تفصیل سے یاد رکھا ہے کہ آپ نے بھی ہمیں پہچان لینے میں دیر نہیں کی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور گھوش بے اختیار ہنس پڑا۔

”تشریف لائیں۔ راج کیماری جی اپنے آفس میں آپ سے ملاقات کی منتظر ہیں..... گھوش نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور اس کی رہنمائی میں وہ سب باہر موجود ایک شاندار لیموسین کار میں بیٹھ گئے جس پر بھانٹان کا شاہی جھنڈا لہرا رہا تھا۔

گھوش خود کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ جوزف، جوانا اور ٹائیگر عقبی سیٹ پر پھنس کر بیٹھ گئے تھے۔ لیموسین کار چونکہ خاصی بڑی اور کشادہ باڈی کی ہوتی ہے اس لئے وہ تینوں بہر حال عقبی سیٹ پر بیٹھنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے ورنہ اگر عام کار ہوتی تو شاید جوزف اور جوانا بھی عقبی سیٹ پر بمشکل بیٹھ سکتے۔ ٹائیگر کے ساتھ بیٹھنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

”کیا میں تم سے کچھ پوچھ سکتا ہوں..... عمران نے گھوش سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

”ضرور پوچھیں..... گھوش نے مسکرا کر کہا۔
”کیا تم شادی شدہ ہو..... عمران نے کہا تو گھوش چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب..... گھوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”لو شادی شدہ ہونے کا بھی کوئی مطلب ہوتا ہے۔ میں نے آسان لفظوں میں ہی تو پوچھا ہے کہ تم نے شادی کی ہے یا تم ابھی تک میری طرح کنوارے ہی ہو..... عمران نے کہا تو گھوش بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے ابھی شادی نہیں کی..... گھوش نے کہا۔
”کیوں۔ تمہیں کسی نے شادی کے نام سے ڈرایا ہے یا تمہارے پاس شادی کے اخراجات نہیں ہیں..... عمران نے کہا تو گھوش ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آزاد لائف پسند کرتا ہوں۔ خواہ مخواہ شادی کے جھنجھٹ میں پڑ کر اپنی لائف برباد نہیں کرنا چاہتا..... گھوش نے کہا۔

”تو تمہارے خیال میں شادی شدہ حضرات اپنی لائف برباد کر رہے ہیں..... عمران نے کہا۔

”ہاں بالکل۔ انہوں نے بیوی کی شکل میں اپنے پیروں میں خود ہی زنجیر ڈال رکھی ہے اور اس سے آزاد ہی نہیں ہو پاتے کہ اپنی مرضی کا کوئی بھی کام کر سکیں..... گھوش نے کہا۔

”زنجیر والی بات تم نے خوب کہی ہے۔ اب میں بھی احتیاط کروں گا کہ کسی زنجیر میں نہ بندھ سکوں“..... عمران نے کہا۔
”میں سمجھا نہیں“..... گھوش نے کہا۔

”نہ ہی سمجھو تو بہتر ہوگا“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ شادی شدہ ہیں“..... گھوش نے پوچھا۔
”نہیں۔ تمہاری طرح میں بھی ابھی ان زنجیروں میں بندھا ہوا نہیں ہوں البتہ اب کوشش کرنے آیا ہوں“..... عمران نے کہا۔
”کوشش کرنے“..... گھوش نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

”ہاں۔ سنا ہے کہ تمہاری راج کماری چندر مکھی بھائان میں اکلوتی حسن کی ملکہ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ وہ واقعی بے حد حسین ہیں“..... گھوش نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے یہ بھی سنا ہے کہ راج کماری چندر مکھی مارشل آرٹ کی بھی ماہر ہیں“..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ راج کماری جی واقعی اس آرٹ میں انتہائی مہارت رکھتی ہیں۔ انہوں نے اس میں باقاعدہ بیلٹس حاصل کی ہوئی ہیں ٹاپ بیلٹس“..... گھوش نے جواب دیا۔

”پھر تو ان کی شادی کا سکوپ انتہائی محدود ہو گیا ہوگا۔ اب

بھلا کون صاحب اس دل گردے کے مالک ہوں گے جو ان کے اس آرٹ کی مہارت کے باوجود اپنی ہڈیاں تڑوانا پسند کریں گے“..... عمران نے جواب دیا تو گھوش اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”راج کماری جی اتنی خوبصورت ہیں جناب کہ بھائان کے تمام نوجوان ان کی ایک جھلک دیکھنے کو ہی اعزاز سمجھتے ہیں“..... گھوش نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک وسیع و عریض اور شاندار بلڈنگ کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

گیٹ کے باہر دو باوردی مسلح دربان موجود تھے۔ جنہوں نے کار دیکھتے ہی تیزی سے آگے بڑھ کر پھاٹک کھول دیا اور گھوش کار کو اندر لے گیا۔ عمران نے دیکھا کہ پوری عمارت میں مشین گنوں سے مسلح افراد جگہ جگہ پر کھڑے چونکا انداز میں ڈیوٹی دے رہے تھے۔ کار ایک وسیع و عریض پورچ میں جا کر رک گئی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

”اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو برائے کرم مجھے دے دیں۔“
واپسی پر آپ کو مل جائے گا۔ کیونکہ راج کماری جی تک پہنچنے سے پہلے آپ کو سائنسی طور پر چیک کیا جائے گا اور اگر آپ کے پاس اسلحہ ہوا تو پھر آپ آگے نہ جاسکیں گے“..... گھوش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب

سے ایک مشین پمپ نکال کر گھوش کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر نے بھی ریوالور اور پمپ نکال کر اسے دے دیے۔
 ”شکریہ۔ اب آپ سامنے والی راہداری میں چلے جائیں۔ اس کے اختتام پر دروازہ ہے جو آپ کے وہاں پہنچنے پر خود بخود کھل جائے گا اور آپ کے ملاقات راج کماری جی سے ہو جائے گی۔“..... گھوش نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کی چھت میں مختلف رنگوں کے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے لیکن وہ سب اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک بند دروازہ تھا جو ان کے قریب پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا اور عمران اسے کراس کرتا ہوا دوسری طرف ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ ان سب کے اندر آتے ہی اس کمرے کی ایک سائیڈ دیوار میں موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔

”اندر تشریف لے آئیں جناب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس دروازے کو کراس کر کے وہ ایک اور کافی بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن یہاں کا فرنیچر اور سجاوٹ شاہانہ انداز کی تھی۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ پر مشین گنوں سے مسلح چار افراد خاموش

کھڑے تھے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی لڑکی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پھر میز کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگی۔
 ”میں راج کماری چندر مکھی ہوں“..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
 ”میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میرا ساتھی ہے عبدالعلی اور یہ میرے باڈی گارڈز ہیں جوزف اور جوانا“..... عمران نے اس کے مصافحے کے لئے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ راج کماری چندر مکھی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شدید ناگواری کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس کھینچ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بھی نارمل ہو گئے۔

”تشریف رکھیں“..... راج کماری چندر مکھی نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران اور ٹائیگر ایک صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ جوزف اور جوانا اس صوفے کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ راج کماری چندر مکھی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے“..... راج کماری چندر مکھی نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

”سوائے شراب کے باقی ہر وہ چیز جو آپ پلانا چاہیں حتیٰ کہ

اگر آپ اپنے ہاتھ سے زہر بھی پلا دیں تو وہ بھی مجھے قبول ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راج کماری چندر مکھی کے چہرے پر یکنخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

”مسٹر علی عمران۔ میں راج کماری ہوں۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں..... راج کماری چندر مکھی نے درشت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ لیں..... عمران نے کہا۔

”مشروب لے آؤ..... راج کماری چندر مکھی نے ایک طرف کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”راج کماری چندر مکھی۔ آپ نے صرف ایک طلسم بنانے پر کیوں اکتفا کر لیا ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ ہمیں ہفت طلسم ملے کرنے پڑیں گے۔ پھر جا کر گوہر مقصود نظر آئے گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے راج کماری چندر مکھی کا پہلا فقرہ سرے سے سنا ہی نہ ہو۔

”ہفت طلسم۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں..... راج کماری چندر مکھی نے چونک کر کہا۔

”بچپن میں جو طلسماتی کہانیاں میں نے پڑھی ہیں ان میں تو یہی لکھا ہوا تھا کہ خوبصورت اور حسین راج کماریوں سے ملاقات کے لئے سات طلسم ملے کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کی راہداری کو اگر

جدید دور کا طلسم سمجھ لیا جائے تو یہ ایک طلسم ہوا حالانکہ آپ جس نذر خوبصورت اور حسین راج کماری ہیں آپ سے ملاقات تو مفت کی بجائے چودہ طلسموں کے بعد ہونی چاہئے تھی..... عمران نے اسی طرح ڈھٹائی سے کہا تو اس بار راج کماری چندر مکھی کے سہمے ہوئے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔

”اس خوبصورت انداز میں تعریف کا شکریہ۔ لیکن آپ نے تو مجھے کہا تھا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور آپ ایک سرکاری کام کے سلسلے میں خصوصی طور پر مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ راج کماری چندر مکھی نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”سرکاری کام تو میں نے اس لئے کہا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے جب معلوم ہوا کہ بھائیاں کی سپریم فورس کی چیف ایک راج کماری ہے تو میں آپ سے ملنے چلا آیا کیونکہ مجھے راج کماریوں سے ملاقات کا بے حد شوق ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار راج کماری چندر مکھی بھی واضح طور پر مسکرا دی۔

”آپ خاصی دلچسپی باتیں کرتے ہیں۔ ویسے آپ کے فون کے بعد میں نے آپ کے متعلق جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق آپ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور بحیثیت سیکرٹ ایجنٹ آپ بین الاقوامی شہرت کے مالک بھی ہیں..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیا۔

”میرے متعلق جس صاحب نے بھی آپ کو معلومات مہیا کی ہیں میں اس کا بے حد مشکور ہوں کہ اس نے میرے متعلق خامے حسن ظن سے کام لیا ہے۔ لیکن اگر آپ بتا دیں کہ یہ کون صاحب ہیں تو میں انہیں کم از کم شکریہ کا خط لکھ دوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راج کماری چندر مکھی بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں سپریم فورس کی چیف ہوں۔ ایسی معلومات حاصل کرنا میرے لئے مشکل کام نہیں ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے وہی آدمی جسے راج کماری چندر مکھی نے مشروبات لانے کے لئے کہا تھا اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں مشروبات کی تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔

”جس صاحب نے آپ کو میرے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں اس نے یقیناً میرا حلیہ بھی آپ کو بتایا ہو گا“..... عمران نے مشروب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”حلیہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں“..... راج کماری چندر مکھی نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کے آدمی نے ایئرپورٹ پر مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے یہاں داخل ہوتے ہی براہ راست مجھ سے مخاطب ہوئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا حلیہ آپ کو معلوم تھا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہے تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس لئے راج کماری چندر مکھی کہ میں تو میک اپ میں ہوں اور یہ میک اپ میں نے پہلی بار کیا ہے“..... عمران نے کہا تو راج کماری چندر مکھی بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ آپ میک اپ میں ہیں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے سیکار تو نے جو حلیہ بتایا تھا آپ تو اسی حلیے میں ہیں پھر۔“..... راج کماری چندر مکھی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”گھبرائیں نہیں۔ یہ شفاف میک اپ کہلاتا ہے۔ اس سے چہرے کے خدو خال تبدیل نہیں ہوتے۔ البتہ چہرہ ذرا خوبصورت ہو جاتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ آپ کوئی بات چھپا رہے ہیں۔ اگر آپ واقعی میک اپ میں ہیں تو یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”آپ میرے متعلق اپنی معلومات کا ماخذ چھپا رہی تھیں اس لئے مجھے میک اپ کی بات کرنا پڑی اور آپ نے خود ہی سیکار تو کا نام لے دیا بس اتنی سی بات تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، تو راج کماری چندر مکھی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ لیکن اب وہ اس طرح غور سے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے

یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران اس حد تک ذہین بھی ہو سکتا ہے۔

”آپ شکل سے تو ذہین نہیں لگتے لیکن آپ نے جس طرح مجھ سے سیکارتو کا نام معلوم کر لیا ہے اس سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ واقعی ذہین آدمی ہیں“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”اس تعریف کے لئے مشکور ہوں راج کماری چندر مکھی جی۔ آپ پچھلے دنوں پاکیشیا گئی تھیں آپ کے ساتھ ہارڈ ماسٹر کا چیف گرے بھی تھا۔ آپ کی وہاں کیا مصروفیات رہی ہیں“..... عمران نے یکنخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو آپ کی یہاں آمد کا مقصد یہ ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں سپریم فورس کی چیف ہوں۔ مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ بھائان میں ایک ایسی تنظیم کام کر رہی ہے جو منشیات اور اسلحے کا دھندہ وسیع پیمانے پر کر رہی ہے اور بھائان کے ساتھ ساتھ کافرستان اور پاکیشیا میں بھی اس کے ہیڈ کوارٹر اور شاخیں موجود ہیں۔ آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ بھائان میں منشیات کے خلاف انتہائی سخت ترین قوانین موجود ہیں۔ ایسے لوگوں کو سزائے موت دی جاتی ہے جو اس دھندے میں کسی بھی حیثیت سے ملوث ہوں۔ جب مجھے ہارڈ ماسٹر کے بارے میں اطلاعات ملیں تو میں نے اس کے خلاف کام شروع کر دیا اور میرا طریقہ کار ذرا مختلف ہوتا ہے میں نے گرے سے جو ہارڈ ماسٹر کا چیف تھا۔ دوستی بڑھائی۔ اسے یقین دلایا کہ میں اس کی شریک کار بننا چاہتی ہوں۔ میں دولت

حاصل کرنے کی خواہشمند ہوں اور اس طرح وہ بھائان میں کھل کر کام کر سکتا ہے۔ وہ میرے ٹریپ میں آ گیا اور مجھے ہارڈ ماسٹر تنظیم کی آمدنی میں حصہ دینے پر رضامند ہو گیا۔ چنانچہ مجھے اپنا رول پوری طرح نبھانے کے لئے اس کے ساتھ کافرستان کا اور پاکیشیا کا خفیہ دورہ کرنا پڑا۔ اس طرح میں نے ان کے تمام اڈوں اور آدمیوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی تھیں۔ پھر میں نے گرے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان پر شاہی عدالت میں مقدمہ چلا اور انہیں موت کی سزا دے دی گئی اور کل رات فائرنگ اسکوڈ نے اس سزا پر عملدرآمد بھی کر دیا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا پاکیشیا میں بھی ان کے آدمیوں کو آپ نے گرفتار کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ دوسرے ملک میں ہم کیسے یہ کارروائی کر سکتے تھے البتہ ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات میں نے اپنے آدمیوں کو مہیا کر دی ہیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی بھائان میں داخل ہوا تو اسے گرفتار کر لیا جائے گا“..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیا۔

”کیا ہارڈ ماسٹر تنظیم کا تعلق صرف منشیات اور اسلحے کی اسمگلنگ سے ہے یا یہ کسی اور سرگرمی میں بھی ملوث تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”اور کوئی سرگرمی۔ میں سمجھی نہیں“..... راج کماری چندر مکھی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مثلاً کسی سائنسی اسلحہ کی تیاری وغیرہ“..... عمران نے غور سے راج کماری چندر مکھی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”سائنسی اسلحہ۔ کیا مطلب۔ منشیات فروشوں کا کسی سائنسی اسلحہ سے کیا تعلق“..... راج کماری چندر مکھی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا لیکن عمران اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ابھر آنے والے تاثرات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو راج کماری چندر مکھی بتا رہی ہے۔

”دیکھیں راج کماری چندر مکھی جی۔ یہ درست ہے کہ آپ کا تعلق شاہی خاندان سے ہے اور آپ بھائیاں کی سپریم فورس کی چیف بھی ہیں اور ان دونوں حیثیتوں سے ہمارے دلوں میں آپ کے لئے بے پناہ احترام موجود ہے لیکن پچھلے دنوں پاکیشیا کی ایک جدید ایئر بس طیارے جو مسافروں سے بھرا ہوا تھا کو کسی پراسرار سائنسی اسلحہ سے تباہ کیا گیا ہے اور نہ صرف طیارہ تباہ ہوا ہے بلکہ بے شمار افراد بھی ساتھ ہی جل کر راکھ ہوئے ہیں جن میں پاکیشیا کے ایک مرکزی وزیر بھی شامل تھے اور اس کے ساتھ ساتھ کئی اعلیٰ سرکاری افسر بھی اور جس وقت یہ سانحہ ہوا اس وقت آپ اور گرے پاکیشیا میں تھے۔ میں آپ پر کسی قسم کا الزام نہیں لگا رہا۔ لیکن اس قتل عام کے خلاف تحقیقات کرنا میری ڈیوٹی میں شامل ہے اور آج

کی ملاقات کا مقصد بھی یہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں مجھ سے مکمل تعاون کریں گی“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے بھی اخبارات میں اس واقعہ کے بارے میں پڑھا تھا لیکن گرے تو منشیات فروش تھا۔ اس قسم کے واقعات سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”یہ بتائیں کہ آپ گرے کے ساتھ پاکیشیا میں کہاں ٹھہری تھیں“..... عمران نے پوچھا تو راج کماری چندر مکھی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یلکھت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تو آپ یہاں میری انکوائری کرنے آئے ہیں۔ آئی ایم سوری اب میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی اور اس ملاقات کو بھی ختم سمجھیں۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں ورنہ مجھ پر الزام لگانے والے دوسرا سانس بھی نہیں لیا کرتے۔ آپ جا سکتے ہیں“..... راج کماری چندر مکھی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”آئی ایم سوری۔ میرا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا لیکن.....“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

”جب میں نے کہہ دیا کہ آپ جائیں تو بس اب آپ چلے جائیں“..... راج کماری چندر مکھی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا

چہرہ اس وقت شدید غصے سے کسی بھوکی بلی کی طرح جگڑ سا گیا تھا۔
 ”اوکے۔ شکریہ“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
 کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”ایک بات یاد رکھیں راج کماری چندر مکھی۔ اگر آپ میرے
 ملک میں ہونے والے اس قتل عام میں کسی طرح بھی ملوث ثابت
 ہوئیں تو آپ کے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہ رہے گا میں آپ
 کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لوں گا اور یہ میرا آپ سے عہد
 ہے“..... عمران نے دروازے کے قریب رک کر مڑتے ہوئے
 انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر دوسری
 طرف چھوٹے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر سختی موجود
 تھی۔ عمران کے ساتھی بھی خاموشی سے اس کے عقب میں اس
 کمرے میں آئے اور پھر وہ پہلے کی طرح راہداری میں سے
 گزرتے ہوئے باہر آ گئے۔ یہاں پورچ میں گھوش موجود تھا۔

”آئیں جناب۔ راج کماری جی نے آپ کے متعلق مجھے
 ہدایات دے دی ہیں آپ جہاں ٹھہرنا چاہیں میں وہاں آپ کو
 ڈراپ کر دوں گا“..... گھوش نے آگے بڑھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے
 میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان سے لیا ہوا اسلحہ بھی انہیں
 واپس کر دیا۔

”شکریہ مسٹر گھوش۔ میں آپ کو یا آپ کی راج کماری جی کو
 مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ ہمیں ٹیکسی مل جائے گی“..... عمران

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر چند لمحے پہلے جو
 سنجیدگی طاری تھی وہ یکنخت جیسے دھواں بن کر غائب ہو گئی تھی۔ وہ
 اب پہلے کی طرح نارمل اور شگفتہ لہجے میں بات کر رہا تھا۔ جبکہ
 ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں کے چہرے اسی طرح ستے ہوئے
 تھے۔ ان تینوں کے ہونٹ بھینچتے ہوئے تھے اور آنکھوں میں غصے
 کے شعلے باقاعدہ بھڑکتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ان
 کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ صرف عمران کی وجہ سے اپنے غصے کو دبائے
 ہوئے ہیں ورنہ شاید اب تک یہ عمارت کسی شدید بھونچال کی زد
 میں آ چکی ہوتی۔

”اوہ نہیں جناب۔ ایسا ناممکن ہے۔۔ راج کماری جی اپنے
 احکامات کی ہر صورت میں تعمیل چاہتی ہیں۔ اگر میں نے ان کے
 احکامات کی تعمیل نہ کی تو میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکوں گا۔“
 گھوش نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ پھر آپ ہمیں کلائڈ ہوٹل ڈراپ کر دیں“..... عمران
 نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور گھوش نے اطمینان بھرے
 انداز میں سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پورچ میں
 کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی کار میں
 بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد کار اس عمارت سے نکل کر ایک بار پھر
 سڑکوں پر دوڑنے لگی۔

”مسٹر گھوش۔ کیا سپریم فورس کا ہیڈ کوارٹر یہی عمارت ہے جس

میں آپ ہمیں لے گئے تھے“..... عمران نے گھوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ یہ عمارت تو راج کماری جی کا آفس کہلاتی ہے۔ یہاں تو راج کماری جی کبھی کبھار آتی ہیں“..... گھوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سپریم فورس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کا علم صرف راج کماری جی کو ہے یا سپریم فورس کے اراکین کو ہو گا اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ یہ سروس انتہائی خفیہ ہے جناب“..... گھوش نے جواب دیا اور عمران نے اس کے لہجے سے ہی اندازہ لگا لیا کہ گھوش سچ بول رہا ہے۔ اس لئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار بھانٹان کے دارالحکومت کے مشہور ہوٹل کلائڈ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئی۔ یہ دس منزلہ عمارت تھی اس کا طرز تعمیر گو خاصا قدیم تھا لیکن اس کے باوجود اس کی عمارت پر شکوہ اور خوبصورت تھی۔ کہا جاتا تھا کہ کلائڈ ہوٹل دارالحکومت میں بننے والا پہلا غیر ملکی ہوٹل تھا۔ ورنہ اس سے پہلے یہاں عام سے مقامی ہوٹل تھے جہاں غیر ملکی سیاح جاتے ہوئے گھبراتے تھے کیونکہ ان مقامی ہوٹلوں کا معیار انتہائی گھٹیا اور غیر معیاری ہوتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ کلائڈ ہوٹل غیر ملکی سیاحوں اور کاروباری افراد کا

گڑھ بن گیا تھا اور گو اب دارالحکومت میں اس سے بھی جدید اور اعلیٰ کئی ہوٹل بن چکے تھے لیکن غیر ملکی سیاح آج بھی کلائڈ ہوٹل کو ہی ترجیح دیتے تھے کیونکہ اس کا معیار آج بھی پہلے کی طرح اچھا تھا۔ گھوش نے کار وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہی کار سے نیچے اتر آیا۔

”آئیں جناب۔ میں آپ کو آپ کے کمروں تک پہنچا دیتا ہوں“..... گھوش نے کار لاک کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ مسٹر گھوش۔ ہم اپنے کمروں میں خود ہی چلے جائیں گے۔ اب آپ جا سکتے ہیں“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں جناب۔ میرا آپ کے ساتھ جانا ضروری ہے۔ کیونکہ راج کماری جی کے حکم پر کلائڈ ہوٹل میں آپ کے لئے کمرے بک ہو چکے ہوں گے اور انہوں نے ہوٹل کی انتظامیہ کو بتا دیا ہو گا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں گا“..... گھوش نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا مطلب۔ راج کماری کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم کلائڈ ہوٹل جائیں گے“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس عمارت میں جو لفظ بھی جہاں بھی بولا جائے وہ لفظ راج کماری جی کے کانوں تک بہر حال پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کار میں بھی ایسے آلات موجود ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ راج کماری جی تک پہنچ گیا ہو گا اور مسٹر عمران میرے کوٹ کی

جیب میں بھی آلہ موجود ہے۔ کار سے باہر بھی جو بات چیت ہوگی وہ بھی ان تک پہنچ جائے گی“..... گھوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویل ڈن۔ تمہاری یہ راج کماری کافی تیز معلوم ہوتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی۔ کیا فرمایا آپ نے“..... گھوش نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ وہ صرف نام کی ہی راج کماری نہیں ہیں بلکہ واقعی راج کماری ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ واقعی راج کماری ہیں۔ ان کا ہر انداز راج کماریوں جیسا ہی ہوتا ہے“..... گھوش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ راج کماری نے ہمارے ساتھ جو شاندار سلوک کیا ہے اس کا علم تمہیں بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا ہے“۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ کمرے میں جو کچھ بھی ہوا اور جو گفتگو بھی ہوئی وہ میں باہر پورچ میں کھڑا دیکھتا اور سنتا رہا اور جناب۔ آپ واقعی خوش قسمت ہیں کہ آپ نے غصے میں آکر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا ورنہ اب تک آپ کی لاشیں کسی گٹھ میں تیر رہی ہوتیں۔ اس پوری عمارت میں ایسے ایسے انتظامات ہیں کہ شاید آپ کے تصور میں بھی نہ ہوں۔ ویسے میں نے آپ کے ساتھیوں کے چہروں پر شدید

غصے کے تاثرات دیکھے تھے۔ میری گزارش ہے کہ جب تک آپ بھانن میں رہیں۔ پلیز راج کماری جی کے خلاف ایسے تاثرات چہرے پر لانے سے گریز کریں“..... گھوش نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہوٹل کا مین گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

”آؤ بھئی۔ یہ لوگ تو مارتے بھی ہیں اور رونے بھی نہیں دیتے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ گھوش کے پیچھے ہوٹل کے وسیع و عریض اور انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ہال میں داخل ہو گیا۔ گھوش ایک طرف بنے ہوئے بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جس پر چار غیر ملکی لڑکیاں موجود تھیں۔

”لیس سر“..... ایک لڑکی نے گھوش کے قریب آنے پر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے گھوش کسی ملک کا بادشاہ ہو اور وہ لڑکی اس کی ادنیٰ کنیر۔

”راج کماری جی کے مہمانوں کے لئے کمرے بک ہو چکے ہیں“..... گھوش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”لیس سر“..... لڑکی نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف کھڑے ہوئے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔

”جاؤ اور راج کماری جی کے مہمانوں کو ان کے کمروں تک پہنچاؤ“..... لڑکی نے اس نوجوان سے کہا۔

”یس مس“..... اس نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر ایک سائیڈ میں بنی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”آئیں جناب“..... گھوش نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن رجسٹر پر اندراجات وغیرہ تو ہوں گے۔ ہم بہر حال یہاں غیر ملکی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں جناب۔ جہاں راج کماری جی کا نام آجائے وہاں باقی سب باتیں ختم ہو جاتی ہیں“..... گھوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم سے یہاں چارجز وغیرہ بھی نہیں لئے جائیں گے“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس بات پر بے حد مسرت ہو رہی ہو۔

”بالکل جناب۔ آپ راج کماری جی کے مہمان ہیں“۔ گھوش نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے جہاں ان کے لئے چار کمرے بک تھے۔ کمروں کے باہر کارڈز پر گیٹ آف راج کماری چندر مکھی کا درج تھا۔ کمرے بے حد شاندار اور انتہائی پر تکلف انداز میں سجے ہوئے تھے۔

”میں پہلے بھی اس ہوٹل میں کئی بار ٹھہر چکا ہوں لیکن کمروں کی ایسی سجاوٹ پہلے تو نہیں تھی“..... عمران نے کمرے میں داخل ہو کر حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس ہوٹل کی چوتھی منزل مکمل طور پر راج کماری جی کے ناموں کے لئے مخصوص ہے جناب اور ظاہر ہے راج کماری جی حال راج کماری ہی ہیں“..... گھوش نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”بالکل ٹھیک کہا ہے آپ نے“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”اب مجھے اجازت دیں جناب اور ہاں۔ صرف ایک گزارش سے کرنی ہے کہ آپ برائے کرم راج کماری جی کے خلاف کسی خیال تک ذہن میں نہ لائیں کیونکہ آپ کے الفاظ تو ایک آپ کے ذہن میں ابھرنے والے خیالات تک کا علم راج کماری جی کو ہو جائے گا اور اگر ان کا موڈ بگڑ گیا تو پھر۔ بہر حال مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ آپ خود سمجھدار ہیں۔ گڈ بائی“۔ گھوش نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے مڑا کر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”حیرت ہے۔ راج کماری تو واقعی راج کماری ہی ثابت ہوئی۔ میرے ذہن میں تو یہ تصور تک نہ تھا کہ یہاں راج کماری کا نام قدر ہولڈ بھی ہو سکتا ہے بہر حال ٹھیک ہے۔ ہمارا کام تو ختم ہو گیا ہے۔ گھرے کا خاتمہ ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی اس کی تنظیم باقی رہی اس ایئر بس مسافر بردار طیارے کی سلسلے میں کوئی حتمی بات سامنے نہیں آئی۔ جب گئے گی تو دیکھا جائے گا تب تک ہم آرام کر سکتے ہیں“.....

عمران نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے درست کہا ہے باس..... ٹائیگر نے جواب دیا جبکہ جوزف اور جوانا خاموش کھڑے رہے تھے۔

”تم لوگ اپنے اپنے کمروں میں جاؤ۔ میں کچھ دیر آرام کروں گا۔ پھر ہم بھائیاں کی سیر کا پروگرام بنائیں گے“..... عمران نے کہا اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں سر ہلاتے ہوئے مڑے اور کمرے

سے باہر چلے گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ واش روم میں داخل ہو گیا۔ اسے بہر حال یہ بات تو معلوم ہو گئی تھی کہ یہ کمرے خصوصی کمرے ہیں اس لئے یقیناً یہاں ایسے انتظامات موجود ہوں گے کہ ان کی باتیں اور شاید ان کی تصویریں بھی راج کمار کی تک پہنچ رہی ہوں گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس

نے جان بوجھ کر اپنے ساتھیوں سے ایسی باتیں کی تھیں کہ راج کمار کی چندر مکھی اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو جائے۔

واش روم سے نکل کر وہ بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اب کافی دیر تک سونے کا پروگرام بنا چکا

ہو البتہ اس کے دماغ میں مسلسل راج کمار کی چندر مکھی کا چہرہ گھوم رہا تھا جو شکل سے ہی بے حد کائیاں اور سفاک معلوم ہو رہی تھی

اور اس کے بات کرنے کے انداز سے ہی عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ آسانی سے اس کے ہاتھ آنے والی نہیں ہے اور نہ ہی اس

سے آسانی سے اصل معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

راج کمار کی چندر مکھی اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی راج کمار نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر اس کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا

”یس.....“ راج کمار کی چندر مکھی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ”بھاشو بول رہا ہوں راج کمار جی“..... دوسری طرف سے

مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔ ”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... راج کمار نے اسی طرح تحکمانہ

لہجے میں کہا۔ ”عمران اپنے ساتھیوں سمیت واپس پاکیشیا چلا گیا ہے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”کب کی بات ہے“..... راج کمار نے پوچھا۔

”دو گھنٹے پہلے ان کی فلائٹ گئی ہے۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے کر الرٹ کر دیا تھا۔ انہوں نے اب مجھے رپورٹ دی ہے کہ وہ پاکیشیا پہنچ گئے ہیں“..... بھاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ لیکن تم نے ابھی مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا۔ عمران جس ٹائپ کا آدمی ہے مجھے یقین ہے کہ وہ صرف ہمیں مطمئن کرنے کی غرض سے واپس گیا ہے اور اب میک اپ کے دوبارہ واپس آئے گا۔ اس لئے تم نے کم از کم ایک ماہ تک بھاشو دارالحکومت میں داخل ہونے والے ہر راستے کی انتہائی سخت نگرانی کرانی ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”لیس راج کماری جی۔ میرے ذہن میں یہ خدشہ موجود تھا اس لئے میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں خصوصاً کیمرے سے حاصل کر لی ہیں۔ اب اگر عمران اور اس کے ساتھی چاہے کسی بھی میک اپ میں دارالحکومت میں آئے تو ان تصویروں کی مدد سے ہم انہیں چیک کر لیں گے“..... بھاشو نے جواب دے ہوئے کہا۔

”گڈ شو بھاشو۔ تم نے واقعی نہایت ہی عقلمندی سے کام لیا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی اس حوصلہ افزائی پر میں بے حد ممنون ہوں راج کماری جی“..... دوسری طرف سے بھاشو نے مسرت بھرے لہجے

میں جواب دیا۔

”جیسے ہی عمران دوبارہ یہاں پہنچے۔ تم نے فوراً مجھے اطلاع کرنی ہے۔ بغیر کوئی وقت ضائع کئے۔ سمجھ گئے تم“..... راج کماری نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھا اور پھر ساتھ ہی پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

”لیس“..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کھاٹان کو میرے پاس بھیجو“..... راج کماری نے کہا اور رسیور رکھ دیا چند منٹ بعد دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔

”لیس کم ان“..... راج کماری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور کھاٹان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں راج کماری کو سلام کیا۔

”بیٹھو“..... راج کماری نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کھاٹان کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران واپس چلا گیا ہے اور بھاشو نے ایسا سیٹ اپ کر لیا ہے کہ اگر وہ واپس یہاں آیا تو ہمیں فوراً اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے فی الحال اس کی طرف سے ہمیں کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا“..... راج کماری نے کھاٹان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس راج کماری جی“..... کھاٹان نے جواب دیا۔

”اب ہمیں اپنی پوری توجہ تھنڈر میزائل کی تیاری کی طرف مرکوز

کرنی ہے۔ اس کے لئے انتہائی قیمتی مشینری کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے اس سلسلے میں تمام انتظامات کر لئے ہیں اور شاہ بھاٹان نے بھی اس مشینری کی خریداری کے لئے مطلوبہ رقم کی منظوری دے دی ہے۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس میک اپ میں اس مشینری کی خریداری کے لئے اکیڑیمیا جائے گا۔ لیکن میں اسے اکیلا نہیں بھیجنا چاہتی۔ تم اس کے ساتھ جاؤ گے اور سائے کی طرح اس کے ساتھ رہو گے تاکہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کوئی ایسی حرکت نہ کر سکے جو ہمارے مفادات کے خلاف ہو۔ اس کے لئے اگر تم چاہو تو گروپ کے آدمیوں کو بھی ساتھ لے جا سکتے ہو سمجھ گئے ہو تم..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”یس راج کماری جی..... کھاٹان نے کہا۔

”گڈ..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”یہ ٹور کتنے دنوں کا ہو گا راج کماری جی..... کھاٹان نے پوچھا۔

”بقول ڈاکٹر جیکولین فرینڈس۔ ایک ہفتے کا۔ لیکن زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں بہر حال پندرہ دن سے زیادہ نہیں لگیں گے..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے راج کماری جی۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہوگی۔ ہم نے کب روانہ ہونا ہے..... کھاٹان نے پوچھا۔

”جب ڈاکٹر جیکولین فرینڈس روانہ ہو گا تو میں تمہیں اطلاع کر

دوں گی۔ ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ تمہارے کاغذات بھی تیار ہو جائیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں نے تمہیں یہ سب کچھ اس لئے بتایا ہے کہ تم ذہنی طور پر اس کے لئے تیار رہو..... راج کماری چندر مکھی نے کہا تو کھاٹان کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے سلام کیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ باہر چلا گیا تو راج کماری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن اس نے پریس کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کابران ہاؤس..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”راج کماری بول رہی ہوں۔ کابران سے بات کراؤ۔

”فورا..... راج کماری چندر مکھی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس راج کماری جی..... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی

مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ کابران بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک گنبد مردانہ

آواز سنائی دی۔

”چندر مکھی بول رہی ہوں کابران۔ کیا کر رہے ہو..... اس بار

راج کماری کا لہجہ بے حد تکلفانہ تھا۔ اس نے راج کماری کا لفظ

بھی اپنے نام کے ساتھ نہ لگایا تھا۔

”اوہ چندر مکھی ڈیر تم۔ بڑے عرصے بعد میری یاد آئی ہے

تمہیں۔ جبکہ میرا یہ حال ہے کہ ایک ایک لمحہ مشکل سے گزر رہا ہے..... اس بار کابران نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو راج کماری چندر مکھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بکواس مت کرو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے شب و روز کیسی مصروفیات میں گزرتے ہیں..... راج کماری نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے وہ تو دنیا کے دھندے ہیں ڈنیر۔ وہ تو بہر حال کرنے ہی پڑتے ہیں۔ لیکن میرا دل تو تمہارے لئے دھڑکتا ہے۔ صرف تمہارے لئے۔ تم میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو لیکن میں سچ بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے کابران نے کہا اور چندر مکھی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تمہاری یہی باتیں تو مجھے تمہارا گرویدہ کئے ہوئے ہیں کابران اور تمہارے سوا مجھے دوسرا کوئی پسند بھی تو نہیں آتا..... راج کماری چندر مکھی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن تمہیں معلوم ہے کہ آج کتنے روز ہو گئے ہیں۔ تم نے سرے سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ اگر تم نے خاص طور پر منع نہ کیا ہوتا کہ تم سے رابطہ نہ کیا جائے تو نجانے میں اب تک کتنی بار رابطہ کر چکا ہوتا..... کابران نے کہا۔

”بس میں ایک سرکاری کام میں مصروف رہی تھی۔ اس لئے رابطہ نہ کر سکی۔ اب فارغ ہوتے ہی تمہیں فون کیا ہے۔ کیا پروگرام

ہے..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”ایسا کون سا کام پڑ گیا تھا تمہیں کہ اتنی مصروف رہی ہو۔ تم نے جو سیٹ اپ کر رکھا ہے اس میں تو بڑے سے بڑا پرابلم بھی تمہارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا..... کابران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس تھا ایک بڑا کام۔ وہ مکمل ہوا تو ایک پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ سے ٹکراؤ ہو گیا۔ اب اس سے پیچھا چھوٹا ہے تو میں ذہنی طور پر فارغ ہوئی ہوں..... راج کماری چندر مکھی نے جواب دیا۔

”پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ۔ اوہ۔ اوہ کہیں تمہارا مطلب علی عمران سے تو نہیں ہے جو بھاٹان آیا ہوا ہے..... دوسری طرف سے کابران نے کہا تو راج کماری چندر مکھی بری طرح اچھل پڑی۔

”ہاں۔ میں اسی کے متعلق بات کر رہی تھی۔ لیکن تم اسے کیسے جانتے ہو اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں آیا تھا..... راج کماری چندر مکھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے دیکھا تھا یہاں دارالحکومت میں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارے لئے آیا ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ تو دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے..... کابران نے کہا۔

”ہاں۔ کہا تو یہی جاتا ہے لیکن میرے مقابلے میں وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ مجھ سے ہی خوف کھا کر یہاں سے بھاگ

جانے پر مجبور ہوا ہے۔..... راج کماری چندر مکھی نے بڑا با اعتماد لہجے میں کہا۔

”پلیز چندر مکھی۔ اسے ایزی نہ لو۔ وہ ایسا زہریلا ناگ ہے جو بظاہر انتہائی معصوم اور بے ضرر کینچوا نظر آتا ہے۔ تمہیں اس کے متعلق یقیناً کچھ معلوم نہیں ہے۔ ورنہ تم اس لہجے میں اس کے بارے میں بات نہ کرتی۔ جبکہ میں اسے جانتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے بھائان آنے سے پہلے دس سال تک ایکریمیا کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے ساتھ کام کیا ہے۔ یہ تنظیم بے پناہ باوسائل اور طاقتور تھی لیکن پھر عمران سے ٹکرا گئی اور اس کے بعد یہ تنظیم تنکوں کی طرح بکھر کر رہ گئی۔ پورا سیٹ اپ ہی ختم ہو گیا اور میں جان بچا کر یہاں بھائان آ گیا۔ ویسے اس تنظیم میں میری کوئی خاص اہمیت بھی نہ تھی ورنہ شاید عمران مجھے اتنی آسانی سے یہاں بھی نہ آنے دیتا۔ لیکن اس خوفناک ٹکراؤ کے دوران میں نے اسے قریب سے دیکھا ہے۔ وہ واقعی دنیا کا انتہائی خطرناک بلکہ خوفناک ترین آدمی ہے۔..... کابران نے کہا۔

”ہو گا خطرناک اور خوفناک۔ لیکن تم بے فکر رہو۔ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ البتہ میں جب چاہوں اسے کسی چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دوں اور سنو۔ اب تم نے میرے سامنے اس کی تعریف کی تو پھر میں آئندہ تم سے کوئی تعلق نہ رکھوں گی۔..... راج کماری چندر مکھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری۔ تم ناراض نہ ہو۔ میں اب کوئی بات نہیں کروں گا۔ آج رات کیوں نہ ہوٹل سائیکھل میں خصوصی جشن منایا جائے۔ کیا خیال ہے؟..... کابران نے کہا۔

”سائیکھل۔ اوہ۔ گڈ آئیڈیا۔ واقعی شاندار جشن منایا جانا چاہئے۔ ار کے۔ رات دس بجے وہاں پہنچ جانا۔ میں بھی وقت پر وہاں آ جاؤ گی۔..... راج کماری چندر مکھی نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ہونہہ۔ جسے دیکھو اس عمران سے رعب نظر آتا ہے۔ اب اگر یہ دوبارہ بھائان آیا تو پھر میں اسے بتاؤں گی کہ راج کماری چندر مکھی کے مقابلے میں وہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔..... راج کماری چندر مکھی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ فلیٹ میں سٹنگ روم میں بیٹھا ایک سائنسی میگزین کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اس وقت کون آ گیا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر میگزین اس نے میز پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان سودا سلف خریدنے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا اور ظاہر ہے اب دروازہ کھولنے کے لئے اسے خود جانا پڑ رہا تھا۔ عمران اور سلیمان کی عادت تھی کہ وہ جب بھی فلیٹ میں اکیلے ہوتے تھے تو دروازے اندر سے بند رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سلیمان کے جانے کے بعد اس نے دروازے کو اندر سے لاک لگا دیا تھا۔ سلیمان کے کال بیل بجانے کا مخصوص انداز تھا اس لئے عمران جانتا تھا کہ دروازے پر سلیمان نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی لمحے دوسری بار گھنٹی بجی اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... عمران نے کنڈی کھولنے سے پہلے حسب

عادت پوچھا۔

”دروازہ کھولو۔ گھنٹے بھر سے کھڑا سوکھ رہا ہوں۔ کیا سوئے ہوئے تھے“..... باہر سے سوپر فیاض کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”وہ تمہارا باورچی کہاں گیا ہوا ہے۔ جو تم خود دروازہ کھولنے آئے ہو“..... سوپر فیاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کی چھٹی حس انتہائی طاقتور ہو گئی ہے۔ اسے شاید پہلے ہی تمہاری آمد کا احساس ہو گیا تھا اس لئے وہ تمہارے آنے سے پہلے ہی مارکیٹ چلا گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ چھٹی حس۔ اس کی ایک ہی حس کام کرتی ہے رقم لینے والی“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اور تمہاری کون سی حس زیادہ کام کرتی ہے“..... عمران نے دروازہ بند کر کے واپس ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تمہیں جوتیاں مارنے والی حس۔ پتہ ہے تمہیں۔ کیا وعدہ کیا تھا تم نے وہ ہارڈ ماسٹر والے کیس کے سلسلے میں اور اس کے بعد تم اس طرح غائب ہو گئے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ اور وہ تمہارے ڈیڈی ہیں کہ پیرتسمہ پا کی طرح ہر وقت میری گردن پر

سوار رہتے ہیں“..... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماشاء اللہ۔ کافی بڑے ہو گئے ہو۔ بڑی بامحاورہ گفتگو کرنے لگ گئے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”محاورے کو گولی مارو۔ سیدھی طرح جواب دو کہ اس ہارڈ ماسٹر کے سلسلے میں تم نے کچھ کیا ہے یا نہیں۔ تمہارے ڈیڈی نے آج مجھے لاسٹ وارننگ دی ہے کہ اگر ایک ہفتے کے اندر میں نے ہارڈ ماسٹر کا سراغ لگا کر اس کا خاتمہ نہ کیا تو وہ گولی مار کر میرا خاتمہ کر دیں گے“..... سوپر فیاض نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ پھر تو یہ میرے لئے خوشخبری ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب کیسی خوشخبری“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہی تمہارے خاتمہ بالآخر ہونے کی۔ اس کے بعد کم از کم تم مجھے فلیٹ خالی کرنے کی تو دھمکی نہ دے سکو گے۔ اب تو ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ نجانے کب تمہارا موڈ بگڑ جائے اور تم مجھے اور سلیمان کو کانوں سے پکڑ کر فلیٹ سے باہر نکال دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بکواس مت کرو۔ میں اس وقت واقعی بے حد پریشان

ہوں“..... سوپر فیاض نے جھلا کر کہا۔

”اللہ اللہ کیا کرو۔ پانچ وقت کی نمازیں پڑھا کرو اور دن کو تلاوت کیا کرو۔ سب پریشانیاں دور ہو جائیں گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ تو تم میری کوئی مدد نہیں کرو گے۔ یہی بات ہے نا“..... سوپر فیاض نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بالکل مدد کروں گا۔ کیوں نہ کروں گا۔ آخر تم میرے اکلوتے دوست ہو“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

”اوہ۔ تو پھر کچھ کرو۔ یہاں بیٹھے یہ میگزین پڑھنے سے تو میری پریشانی دور نہیں ہو سکتی“..... سوپر فیاض نے میز پر رکھے ہوئے میگزین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں چند اچھی کتابوں کے نام بتا دیتا ہوں۔ انہیں بازار سے خرید کر پڑھو۔ ویسے بھی کتابیں خرید کر ہی پڑھنی چاہئیں۔ ان کتابوں سے تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”کتابیں۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو“..... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ان کتابوں میں وضو کرنے کا طریقہ۔ غسل کرنے کا شرعی طریقہ اور ذکر الہی کے لئے بڑے اچھے طریقے لکھے ہوئے ہیں“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کے ہونٹ بے اختیار پہنچ گئے۔

”تو مدد سے تمہارا یہ مطلب تھا۔ کیوں“..... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہ مدد کیا کم ہے۔ دیکھو سوپر فیاض۔ دنیا میں کیا رکھا ہے۔ چند روزہ زندگی ہے۔ اصل تو آخرت کی زندگی ہے۔ اس کے لئے آدمی کو ہر وقت سوچنا بھی چاہئے اور عملی اقدامات بھی کرنے چاہئیں اور جہاں تک ذکر الہی کا تعلق ہے تو اس سے تو دو گنا فائدہ ہے۔ دنیا کی پریشانیاں بھی دور ہو جاتی ہیں اور آخرت بھی سنور جاتی ہے“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے بسی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم ذکر الہی کو اپنی عادت تو بناؤ۔ پھر دیکھنا تمہاری پریشانیاں کیسے دور ہوتی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں چلتا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تمہارے ڈیڈی زیادہ سے زیادہ مجھے گولی مار دیں گے۔ مار دیں۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی گئی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ شاید یہی میری قسمت ہے اور قسمت سے تو کوئی نہیں لڑ سکتا ہے“..... سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

”کمال ہے۔ اس قدر پریشان ہو تم ٹھیک ہے۔ بیٹھو میں ابھی

تمہارا مسئلہ حل کر دیتا ہوں“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک ہٹکے سے مڑا۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر یلکھت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اچھا۔ کیا واقعی۔ کیا تمہیں ہارڈ ماسٹر کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں“..... سوپر فیاض نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

”ہارڈ ماسٹر۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ چلو ذکر الہی تمہاری جگہ میں کرنا شروع کر دوں گا اور دعا بھی تمہارے لئے لگوں گا۔ اس طرح تمہاری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کے نتھنے تیزی سے پھولنے پھپھنے لگے۔

”تو تم باز نہیں آؤ گے۔ نہیں آؤ گے باز“..... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

”یار تم بھی عجیب آدمی ہو۔ نہ خود کچھ کرتے ہو اور نہ مجھے کرنے دیتے ہو۔ پھر کیسے دور ہو گی تمہاری پریشانی“..... عمران نے کہا۔

”میں نے اس کا حل سوچ لیا ہے۔ میں تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گا۔ سمجھے“..... سوپر فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”لیکن اس طرح تو تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جبکہ میں جنت میں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ بے گناہ مارا جانے والا شہید ہوتا ہے اور شہید جنت میں جاتے ہیں

جبکہ خودکشی حرام ہے اور ظاہر ہے حرام موت مرنے والے کے حے میں جہنم ہی آئے گا..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک جھکے سے اٹھا اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے روکتا وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے قدموں کی آواز سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غصے اور جھلاہٹ کی عروج پر پہنچ چکا ہے۔

”آہستہ آہستہ کیوں چل رہے ہو۔ فکر مت کرو فلیٹ بڑا مضبوط ہے..... عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تو دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز یکلخت رک گئی اور ایک لمحہ رکنے کے بعد قدموں کی آواز واپس آتی سنائی دی۔ عمران نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا میگزین اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا۔

”ہونہہ۔ تو تم مجھے فلیٹ سے نکالنا چاہتے تھے۔ کیوں۔ بولو۔ کیوں۔ کس نے آنا ہے یہاں۔ بولو۔ جواب دو مجھے۔ ابھی فوراً“..... اچانک سوپر فیاض کی آواز دروازے سے سنائی دی۔

”ارے تم پھر آگئے۔ بڑی مشکل سے تمہیں غصہ دلایا تھا کہ تم غصے میں آ کر چلے جاؤ۔ لیکن پتہ نہیں تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو کہ راہداری بھی کراس نہیں ہوئی اور تمہارا غصہ ختم ہو گیا اور تم واپس بھی آ گئے“..... عمران نے میگزین ایک طرف رکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”اب میں نہیں جاؤں گا۔ بالکل نہیں جاؤں گا۔ سمجھے۔ تم چاہے کچھ بھی کر لو..... سوپر فیاض نے دھم سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پلیز سوپر فیاض۔ دیکھو تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔ دیکھو پلیز۔ اس وقت چلے جاؤ۔ پھر کبھی آ جانا“..... عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تو میرا خیال درست تھا۔ کون آ رہا ہے فلیٹ پر۔ بولو۔ بتاؤ مجھے“..... سوپر فیاض نے پوچھا۔

”اب کیا بتاؤں۔ تم ڈیڈی کو بتا دو گے اور ڈیڈی کو تم جانتے ہو۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو پھر اماں بی بھی ان کے غصے سے ڈر جاتی ہیں میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ ڈیڈی کو لامحالہ غصہ آ جائے گا۔ پلیز تم جاؤ یہاں سے“..... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”چلو وعدہ۔ تمہارے ڈیڈی کو نہیں بتاؤں گا“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تمہارے وعدے کا کوئی اعتبار نہیں۔ پلیز۔ تم بس چلے جاؤ۔ پلیز پلیز“..... عمران نے کہا۔

”دیکھو عمران۔ تمہیں معلوم ہے کہ جب میں وعدہ کرتا ہوں تو اسے بہر حال پورا بھی کرتا ہوں۔ اس لئے جب میں نے وعدہ کر لیا ہے کہ تمہارے ڈیڈی کو نہیں بتاؤں گا تو تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا

چاہئے“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو پھر سنو۔ ذرا آگے کی طرف جھک جاؤ“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض آگے کی طرف جھک گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تجسس کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”راج کماری چندر مکھی کو جانتے ہو“..... عمران نے پراسرار لہجے میں کہا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

”راج کماری چندر مکھی۔ وہ کون ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں“..... سوپر فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بھائیاں کے شاہی خاندان سے اس کا تعلق ہے۔ انتہائی خوبصورت راج کماری ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہو گی۔ لیکن وہ کیوں آرہی ہے یہاں۔ اس کا تم سے کیا تعلق“..... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جلد ہی تعلق پیدا ہو جائے گا بس تم جاؤ یہاں سے۔ ورنہ وہ تمہاری موجودگی کی وجہ سے فوراً واپس چلی جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ تو تم اب اس حد تک گر چکے ہو کہ اکیلے فلیٹ میں لڑکیوں کو بلاتے ہو۔ اس لئے تم نے سلیمان کو بھی باہر بھجوایا ہے“..... سوپر فیاض نے یکنخت غصیلے لہجے میں کہا۔

”بس۔ بس۔ اب بزرگ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود

کون سے پارسا ہو۔ جہاں کوئی لڑکی دیکھتے ہو۔ تمہاری آنکھوں میں چمک اور گالوں پر سرخی دوڑنے لگ جاتی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے کبھی کسی لڑکی کو اکیلے فلیٹ یا مکان میں تو نہیں بلایا۔ میں تو صرف دوستی کا قائل ہوں لیکن تم جو کچھ کر رہے ہو یہ دوستی نہیں ہے۔ یہ شیطنت ہے۔ صرف شیطنت۔ سمجھے اور اب میں تمہاری اماں بی کو فون کر کے بتاتا ہوں کہ تم کیا پھرے اڑاتے پھر رہے ہو“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ کسی کو نہیں بتاؤ گے“..... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے وعدہ تمہارے ڈیڈی کو نہ بتانے کا کیا تھا اور میں اپنے وعدے پر قائم ہوں“..... سوپر فیاض نے ایسے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے آج عمران اس کے قابو آیا ہو۔

”ٹھیک ہے۔ بتا دو اماں بی کو۔ لیکن پھر مجھے نہ کہنا کہ ہارڈ ماسٹر کے کیس میں مدد کرو“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ ہارڈ ماسٹر کے کیس سے اس بھائیاں راج کماری کا کیا تعلق“..... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ بغیر کسی تعلق کے یہاں آرہی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہارڈ ماسٹر تنظیم کا نیٹ ورک تو پاکیشیا میں ہے اور تم کہہ

رہے ہو کہ وہ بھاٹان کی راج کماری ہے“..... سو پر فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر ابھی تک یقین نہ آیا ہو۔

”ہارڈ ماسٹر کا اصل ہیڈ کوارٹر بھاٹان میں تھا۔ اس کے چیف کا نام گرے تھا۔ اس کا یہاں صرف سب ہیڈ کوارٹر تھا۔ راج کماری چندر مکھی بھاٹان کی سپریم فورس کی چیف ہے۔ اس نے وہاں ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔ گرے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور بھاٹان کی خصوصی عدالت نے انہیں موت کی سزا سنائی دی ہے جس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سو پر فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو سمجھو یہ کیس ختم ہو گیا۔ ویری گڈ۔ یہ سنائی ہے نا تم نے خوشخبری“..... سو پر فیاض نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم تو اماں بی کو اطلاع کر رہے تھے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ لیکن وہ بھاٹانی راج کماری تمہارے فلیٹ پر کیوں آ رہی ہے۔ اس کی وجہ“..... سو پر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے بڑی مشکل سے منایا تھا کہ وہ ہارڈ ماسٹر کے یہاں موجود سب ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات مجھے مہیا کر دے تاکہ وہ تفصیلات میں تمہیں بتا کر دوستی کا حق ادا کر دوں اور

تمہارے کارناموں میں ایک اور شاندار کارنامے کا اضافہ ہو جائے لیکن.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا“..... سو پر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم بغیر اطلاع کے فک پڑے۔ پھر میں نے کوشش کی کہ تم کسی طرح ناراض ہو کر چلے جاؤ لیکن تم پھر واپس آ گئے اس طرح معاملہ ختم ہو گیا۔ اب بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیوں۔ کیوں ختم ہو گیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم بولو۔ جواب دو مجھے“..... سو پر فیاض نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

”ایک تو تمہاری یہ کند دہنی میرے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ پتہ نہیں ڈیڈی کو تم میں کیا نظر آتا ہے کہ تمہیں اتنا بڑا عہدہ دے دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اچھا اچھا۔ بس زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ڈیڈی اگر تمہیں کچھ سمجھتے تو آج تم بھی میرے جیسے نہ سہی مجھ سے کم کسی عہدے پر ضرور فائر ہوتے“..... سو پر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”دیکھو۔ وہ بھاٹان کے راج خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور پروٹوکول کے مطابق اگر شاہی خاندان کا کوئی فرد کسی دوسرے ملک

میں جاتا ہے تو باقاعدہ حکومت کو اطلاع دی جاتی ہے۔ پروگرام طے ہوتا ہے اور پھر وہ شخص دوسرے ملک کا دورہ کر سکتا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اگر باقاعدہ یہ سب کچھ کیا جاتا تو پھر کم از کم میرا فلیٹ اس دورے میں شامل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ سرکاری حکام بھی ہوتے اس لئے وہ بڑی مشکل سے اس بات پر رضامند ہوئی تھی کہ وہ خفیہ طور پر میرے فلیٹ پر آئے گی اور مجھے تفصیلات بتا کر واپس چلی جائے گی لیکن شرط یہی تھی کہ اس وقت میرے فلیٹ میں دوسرا کوئی آدمی نہ ہو۔ چنانچہ وقت طے ہو گیا اور اب وہ وقت گزر گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب راج کماری نہیں آئے گی اور اس کے ساتھ ہی معاملہ بھی ختم ہو چکا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن راج کماری کو باہر سے کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اندر موجود ہوں؟“..... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم ظاہر ہے پیدل تو نہیں آئے ہو گے اور تمہاری جیب جو باہر کھڑی ہوگی وہ سرکاری ہے۔ اب مزید کیا سمجھاؤں؟“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے فوراً بتا دیتے۔“..... سوپر فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اب اپنی یہاں آمد پر بری طرح پچھتا رہا ہو۔

”بتا دیتا تو تم ویسے ہی جم جاتے۔ راج کماری ہے وہ اور تمہیں

تو اگر یہ پتہ چل جائے کہ یہاں کوئی عام لڑکی آرہی ہے تو بھی تم نے نہ جانا تھا۔ راج کماری تو پھر راج کماری ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو میں اب چلا جاتا ہوں۔ تم بلا لؤ اسے۔ اب وہ آسمان سے تو نہ اترے گی۔ یہاں کسی ہوٹل میں ہی ٹھہری ہوئی ہوگی۔ اسے فون کر کے کہہ دو کہ میں واپس چلا گیا ہوں پھر تو وہ تم سے ملنے آئے گی نا؟“..... سوپر فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں اب بے شک بیٹھو۔ وہ بے حد ضدی خاتون ہے۔ اب وہ کسی قیمت پر بھی نہ مانے گی۔ اب تو سارے کا سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس ہارڈ ماسٹر کے بارے میں تفصیلات۔ وہ کیسے ملیں گی؟“..... سوپر فیاض نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اب بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم خود ہی رکاوٹ بن گئے ہو۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کچھ کرو عمران۔ پلیز کچھ کرو۔ تم میرے اچھے دوست ہو۔ کچھ کرو۔ پلیز۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ بلاؤ اسے ابھی بلاؤ اور جیسے بھی ہو اس سے تفصیلات حاصل کرو۔“..... سوپر فیاض نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنے کو تو میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ لیکن دوستی یکطرفہ نہیں ہوا کرتی۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یکطرفہ دوستی کا کیا مطلب“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”ظاہر سی بات ہے کہ میں تو دوستی میں تمہاری بدد کردوں۔ تمہارے کارناموں میں اضافہ ہو جائے گا۔ ڈیڈی تمہیں شاہاش دیں گے۔ اخبارات میں تمہارے کارنامے کی تفصیلات شائع ہوں گی۔ تمہارے فوٹو شائع ہوں گے۔ ہر طرف واہ۔ واہ۔ ہو جائے گی۔ تمہاری کارکردگی اور ذہانت کے قصیدے پڑھے جائیں گے لیکن مجھے اس دوستی میں کیا ملے گا۔ میں جن حالات سے گزر رہا ہوں ان کا تمہیں کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا کہ تم فوراً غصے میں آ جاتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ ہے تمہاری چال۔ تم مجھے اس انداز میں لوٹنا چاہتے ہو۔ سوری۔ میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتا۔ دوستی بے غرض ہوتی ہے اور بس۔ تم مجھ سے کسی قسم کی کوئی توقع نہ رکھو۔ میں اس بار تمہیں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گا۔ سمجھ گئے تم“..... سوپر فیاض نے اکڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے کب کوئی ڈیمانڈ کی ہے تم سے۔ اطمینان سے بیٹھو۔ ابھی سلیمان آ جائے گا پھر تمہیں اچھی سی چائے پلاؤں ہوں ہو سکتا ہے کچھ کھانے کو بھی مل جائے۔ تب تک دونوں دوست گپیں لگاتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ ہارڈ ماسٹر۔ اس کا کیا ہوگا“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہارڈ ماسٹر تو ظاہر ہے اب ہارڈ ہی رہے گی“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھو عمران۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھے اس کیس کے سلسلے میں بے حد تنگ کر رکھا ہے اور میں آیا بھی اسی لئے تھا۔ پلیز تم کچھ کرو“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تم بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔ میری جان و مال سب کچھ تمہارے لئے حاضر ہے۔ آخر تمہارا دوست ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم باز نہیں آؤ گے۔ ٹھیک ہے۔ کیس کی تفصیلات مجھے بتا دو۔ پھر میں سوچوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔“۔ سوپر فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تفصیلات بھی مل جائیں گی۔ تم پہلے سوچ لو۔ ارے ہاں وہ تمہارے ڈیپارٹمنٹ میں ایک انسپکٹر ہے۔ وہ کیا نام ہے جو پولیس سے ابھی ٹرانسفر ہو کر آیا ہے۔ ڈیڈی بھی اس کی کارکردگی کی تعریف کر رہے تھے۔ کیا نام ہے۔ ارے ہاں۔ انسپکٹر جواد۔ اس کا بھی فون آیا تھا، ی منتیں کر رہا تھا کہ میں اس سے دوستی کر لوں لیکن میں نے اسے صاف جواب دے دیا کہ میں تو صرف ایک بار دوستی کا قائل ہوں اور میری دوستی تمہارے سپرنٹنڈنٹ سے ہے تو وہ کہنے لگا کہ اس سے دوستی کا آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا جبکہ وہ جہدی پشتی لینڈ لارڈ ہے۔ اسے رقم کی کبھی پرواہ نہیں رہی۔ وہ تو شوقیہ

نوکری کر رہا ہے۔ میں نے اسے ابھی تو جواب دے دیا ہے لیکن وہ بھی کوئی ڈھیٹ آدمی ہے کہنے لگا کہ دوبارہ فون کرے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم اب مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔ اب اس حد تک گر گئے ہو کہ مجھے بلیک میل کرو گے“..... سوپر فیاض نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بلیک میل اور میں تمہیں کروں گا۔ اللہ کا خوف کرو۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا۔ میں تو دوستی کی بات کر رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم سے دوستی مجھے ہمیشہ مہنگی پڑی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اب دوستی تو بہر حال نبھانی ہی پڑتی ہے“..... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جیب سے بھاری بوٹہ نکالا اور اس میں سے سو سو روپے کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے عمران کے سامنے میز پر پھینک دی۔

”یہ لو۔ اٹھاؤ اور تفصیلات مجھے بتا دو“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری سوپر فیاض۔ یہ رقم تم میری طرف سے کسی یتیم خانے میں جمع کرا دینا۔ یا پھر بھابھی سلٹی کو دے دینا۔ وہ بچوں کے لئے انڈر ویئر خرید لے گی۔ میں اتنی بھاری رقم کا کیا کروں گا۔ میں تو فقیر منش درویش قسم کا آدمی ہوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا۔

”یہ دس ہزار روپے ہیں اور ان کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”دس لاکھ بھی ہوں تو مجھے کیا“..... عمران نے جواب دیا۔

”دس لاکھ کا کیا مطلب۔ کیا تم نے مجھے کوئی صنعت کار یا سیٹھ سمجھ رکھا ہے“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم کیسے سیٹھ ہو سکتے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے نام پر کسی بینک میں ایک پیسہ بھی نہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ سلٹی بھابھی کے نام سے کھلے ہوئے اکاؤنٹ بھاری مالیت کے ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ سلٹی بھابھی تمہاری طرح مفلس نہیں ہیں۔ وہ میری بڑی بہن ہیں۔ میں جب انہیں بتاؤں گا کہ میں کن حالات سے گزر رہا ہوں تو وہ دس لاکھ تو کیا دس کروڑ بھی مجھے دینے پر تیار ہو جائیں گی۔ میں کیوں تمہاری منتیں کروں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یا اللہ۔ میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ دیکھو عمران پلیز مجھے تنگ مت کرو“..... سوپر فیاض نے انتہائی بے بس سے لہجے میں کہا۔

”دیکھ رہا ہوں صرف دس ہزار روپے۔ بالکل دیکھ رہا ہوں بلکہ بہت غور سے دیکھ رہا ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا ایک لاکھ لے لو۔ چلو اب تو خوش ہو“..... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے

ہزار روپے والے نوٹوں کی گڈی نکال کر میز پر رکھی اور پہلے والی گڈی اٹھالی۔

”ارے ارے۔ یہ کیوں اٹھا رہے ہو۔ کمال ہے۔ کیا کوئی دے کر بھی واپس لیتا ہے“..... عمران نے جھپٹ کر دونوں گڈیاں اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سوپر فیاض کچھ کہتا۔ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان آیا ہو گا۔ میں دروازہ کھول دوں“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

”پکا بلیک میلر ہے۔ پکا۔ بس کسی روز داؤ لگنے کی بات ہے۔ سارا اگلا پچھلا حساب برابر کر دوں گا“..... دروازے سے نکلتے ہوئے عمران کے کانوں میں سوپر فیاض کی بڑبڑاہٹ پڑی اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”سوپر فیاض صاحب آئے ہوئے ہیں۔ زہے نصیب۔ زہے نصیب“..... سلیمان کی آواز راہداری میں سنائی دی۔

”جلدی سے چائے بنا کر لے آؤ۔ اتنی دیر لگاٹے ہیں مارکیٹ میں۔ دیکھو میرا یار کب سے بغیر چائے کے بیٹھا ہوا ہے“..... عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے سلیمان سے کہا جو دروازے پر آ کر رک گیا تھا۔

”اب کیا کروں صاحب۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ ساری مارکیٹ کا

تو قرض ہم پر چڑھا ہوا ہے۔ قرضہ آپ کی وجہ سے لینا پڑتا ہے اور دکانداروں سے چھپنا مجھے پڑتا ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے جب سوپر فیاض جیسا دوست موجود ہو تو قرض داروں کی کون پرواہ کرتا ہے۔ یہ تو ایک لاکھ دس ہزار روپے۔ جا کر مارو ان کی ناک پر اور آئندہ اکڑتے ہوئے جانا مارکیٹ میں“۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور جیب سے سوپر فیاض کی دی ہوئی دونوں گڈیاں نکال کر اس نے سلیمان کی طرف بڑھا دیں۔

”صرف ایک لاکھ دس ہزار۔ بس“..... سلیمان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے ہاتھ میں ایک لاکھ دس ہزار روپوں کی بجائے صرف دس بارہ روپے ہوں۔

”شٹ اپ۔ ایک تو دونوں مل کر لوٹتے ہو۔ دوسروں کو بلیک میل کرتے ہو۔ پھر بکواس بھی کرتے ہو“..... سوپر فیاض نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس طرح سلیمان کی طرف بڑھا جیسے وہ گڈیاں سلیمان کے ہاتھ سے جھپٹ لے گا۔

”جناب۔ کم از کم کچھ حفظ مراتب کا تو خیال رکھا کریں۔ آپ ایک معمولی سے سپرنٹنڈنٹ ہو کر ایسی باتیں مجھ سے کر رہے ہیں۔ میں آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کا چیئر مین ہوں۔ کم از کم کچھ تو خیال کیا کریں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور راہداری میں غائب ہو

”میں اسے گولی مار دوں گا“..... سوپر فیاض نے غصے کی شدت سے پاگل ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا سرکاری ریوالور ایک جھٹکے سے نکال لیا اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

”ارے ارے وہ ڈیڈی کا رکھا ہوا ملازم ہے اور اگر بات ڈیڈی تک پہنچ گئی تو ایک لاکھ دس ہزار روپے تمہیں مصیبت میں بھی مبتلا کر سکتے ہیں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو غصے کی شدت سے دروازے کی طرف بڑھتا ہوا سوپر فیاض ایک جھٹکے سے رک گیا۔

”تم۔ تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا بکواس کی ہے اور۔ اور تم“..... غصے کی شدت سے سوپر فیاض کے منہ سے الفاظ تک نہ نکل رہے تھے۔

”غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹوں کی باتوں کو بڑے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ آج کل کا زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ چھوٹے بڑوں کی عزت ہی نہیں کرتے۔ اب تو بڑوں کو خود اپنی عزت بچانی پڑتی ہے۔ آؤ بیٹھو“..... عمران نے اسے پکارتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ تو مجھے معمولی سپرنٹنڈنٹ کہہ رہا تھا اور اپنے آپ کو بڑا“..... سوپر فیاض نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے چھوڑا۔ عہدوں سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہو جاتا۔ اصل

تو عمر ہوتی ہے۔ اب دیکھو اگر کسی کا والد چھوٹے عہدے پر ہو اور وہ خود بڑے عہدے پر تو کیا اس طرح اس کا والد اس سے بڑھتا ہو جائے گا تم اس سے عمر میں بڑے ہو۔ وہ بچہ ہے۔ نادان ہے۔ معاف کر دو“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض دانت پیستا ہوا اپس آ کر صوفے پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ اسی طرح غصے کی شدت سے پھڑک رہا تھا۔

”سلیمان۔ جلدی جائے بنا کر لے آؤ اور سنو۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کے لئے کچھ سٹیکس بھی لے آنا“..... عمران نے اونچی دواز میں کہا۔

”آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب سوپر فیاض صاحب کی خدمت تو ہم پر فرض ہے“..... دور سے سلیمان کی مودبانہ آواز سنائی دی تو سوپر فیاض بے بسی کے سے انداز میں بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم دونوں شیطان ہو۔ ایک سے بڑھ کر ایک“..... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اب اس کا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا۔ سلیمان کے جواب نے واقعی آگ پر پانی والا اثر دکھایا تھا۔

”وہ تفصیلات بتاؤ۔ جلدی کرو“..... اچانک سوپر فیاض نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تفصیلات حاصل کرنے کا سنہری موقع تو تم نے گنوا دیا۔ اب

تو اس کے لئے باقاعدہ کام کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کام۔ دیکھو اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ سمجھے۔۔۔۔۔ سوپر فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ایک بار پھر غصہ آنے لگا ہے۔

”میں کوئی بہانہ نہیں کر رہا۔ اب تفصیلات حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک بین الاقوامی قانون کا سہارا لینا پڑے گا۔ اقوام متحدہ کے تحت دنیا کے تمام ممالک کے درمیان ایک جنرل معاہدہ ہو چکا ہے کہ پوری دنیا سے منشیات کی لعنت ختم کرنے کے لئے ہر ملک دوسرے ملک کو منشیات کا دھندہ کرنے والی تنظیموں کے بارے میں ہر وہ تفصیل مہیا کرنے کا پابند ہے جو ان کے علم ہو۔ تمہارے پاس سرکاری طور پر یہ کیس ہے۔ میں تمہیں اس کے بارے میں تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ تم اپنی رپورٹ بنا کر ڈیڈی کو دے دو۔“ خود ہی حکومت بھاٹان سے تمام تفصیلات منگوا لیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن اگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ انہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے تو پھر۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”وہ ایسا کہہ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ سپریم فورس کی چیف راج کماری چندر مکھی یہاں گرے کے ساتھ آئی تھی اور بھاٹان کے سفارت خانے میں اس کی آمد اور روانگی کا باقاعدہ اندراج موجود

ہے اور یہاں اس کی آمد کا مقصد سرکاری طور پر بھی یہی درج ہے کہ وہ منشیات کی بین الاقوامی تنظیم ہارڈ ماسٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی ہے۔ میں نے ان اندراجات کی باقاعدہ مصدقہ کاپیاں حاصل کر لیں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گرے کے بارے میں بھی اندراجات موجود ہیں جسے ہارڈ ماسٹر کا نمبر بتایا گیا ہے اور پھر جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے کہ بھاٹان میں گرے کو ہارڈ ماسٹر کے چیف کے طور پر گرفتار کیا گیا۔ اس پر خصوصی عدالت میں مقدمہ چلا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو موت کی سزا دی گئی جس پر سرکاری طور پر عمل درآمد کیا گیا۔ اس بارے میں بھی سرٹیفکیٹس میں نے حاصل کر لئے ہیں۔ اس لئے اب وہ کسی صورت میں بھی ان تفصیلات کو مہیا کرنے سے لاعلمی کا اظہار یا انکار نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ سرت کی شدت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واقعی کام بن گیا۔ کہاں ہیں وہ سرٹیفکیٹس۔ جلدی دو مجھے۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ اسی وقت سلیمان ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے چائے کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

”سلمان۔ وہ فائل لے آؤ۔ وہ بھاٹان والی۔ وہ جو میں نے تمہیں دی تھی کہ اسے سنبھال کر رکھنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی اچھا۔ میں تلاش کرتا ہوں۔ اگر مل گئی تو لے آؤں گا۔“..... سلیمان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”مل گئی تو کا کیا مطلب۔ جاؤ وہ فائل لے آؤ۔ وہ فائل مجھے چاہئے سمجھے تم۔“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”بہتر صاحب۔ میں ابھی تلاش کرتا ہوں۔ اصل میں ذہنی طور پر آج کل ایسے حالات سے گزر رہا ہوں کہ ذہن ٹھکانے پر نہیں رہتا۔ ہر چیز رکھ کر بھول جاتا ہوں اور یہ فلیٹ ایسا ہے کہ بعض اوقات واقعی وہ چیز نہیں ملتی۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی تلاش کر کے لاتا ہوں۔“..... سلیمان نے ٹرالی ایک طرف کرتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”حالات۔ کیسے حالات۔ کیا مطلب۔“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”بس جناب۔ بار بار کیا بتاؤں۔ صاحب ہی اب بتائیں گے۔ ہر طرف سے قرض کی ڈیمانڈ نے تو مجھے ذہنی طور پر بیمار کر دیا ہے۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ کسی روز فلیٹ سے نیچے سڑک پر چھلانگ لگا دوں۔ بہر حال آپ فکر نہ کریں۔ میں فائل ابھی تلاش کر کے لے آتا ہوں۔“..... سلیمان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے واپس بلا گیا۔

”تم نے اسے فائل دی ہی کیوں تھی۔ اب اگر یہ بھول گیا تو۔“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں ذرا لاپرواہی قسم کا آدمی ہوں۔ میری تو ہر چیز سلیمان کی تحویل میں ہی ہوتی ہے۔ ویسے بات تو اس کی بھی ٹھیک ہے۔ معاشی ناہمواری واقعی انسان کو ذہنی طور پر غائب دماغ بنا دیتی ہے۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ مل جائے گی فائل۔“..... عمران نے کہا اور سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے چائے بنانا شروع کر دی۔

”یہ لو چائے پیو اور یہ سنیکس۔ دیکھو سلیمان کو تمہارا کتنا خیال ہے۔“..... عمران نے چائے کی پیالی اور سنیکس کی پلیٹ سوپر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”لعت بھیجو چائے اور سنیکس پر۔ مجھے اس فائل کی فکر ہو رہی ہے۔“..... سوپر فیاض نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے تم فکر مت کرو۔ وہ لے آئے گا فائل۔ بڑا ذمہ دار آدمی ہے۔ تم چائے پیو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے اس کے ہاتھ سے چائے کی پیالی تو لے لی لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت شدید ذہنی الجھن میں مبتلا ہے جبکہ عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا چائے پی رہا تھا اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ تیر رہی تھی جیسے وہ سوپر فیاض کی بدلتی ہوئی حالت کا لطف لے رہا ہو۔

سوپر فیاض بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ اس کے سامنے عمران اس طرح مطمئن بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے کسی بات کی فکر

نہ ہو۔ سوپر فیاض جب عمران کے چہرے کی طرف دیکھتا تو بے اختیار اس کے ہونٹ بھینچ جاتے۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ بھانٹان سے اس نے ہارڈ ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف گرے کے خاتے کی باقاعدہ سرکاری دستاویزات حاصل کر لی ہیں اور سوپر فیاض یہ دستاویزات عمران سے لے جا کر سر عبدالرحمن کو دینا چاہتا تھا تاکہ ان پر وہ اپنی کارکردگی ثابت کر سکے۔

عمران نے یہ بات اس سے بھاری رقم وصول کر کے بتائی تھی اور اب سلیمان ان دستاویزات کی فائل لینے گیا ہوا تھا۔ لیکن اس کی واپسی ہی نہ ہو رہی تھی۔ جبکہ سلیمان جاتے ہوئے یہ اشارہ بھی کر گیا تھا کہ وہ قرض خواہوں کے دباؤ کی وجہ سے چنی طور پر اپ سیٹ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے فائل نہ ملے۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا سوپر فیاض کی بے چینی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

”اتنی دیر ہو گئی ہے۔ ابھی تک وہ فائل لے کر نہیں آیا۔ بلاؤ اسے“..... کچھ دیر بعد سوپر فیاض نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ابھی آجائے گا۔ فائل تلاش کر رہا ہو گا“..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جناب فائل تو نہیں مل رہی۔ میں نے تو اسے ہر ممکن جگہ پر تلاش کر لیا ہے۔ پتہ نہیں کہاں رکھ بیٹھا ہوں۔ ایک دو روز کی

مہلت دے دیں میں تلاش کر دوں گا“..... کچھ دیر بعد سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔

”کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ مجھے ابھی چاہئے فائل۔ ابھی۔ اسی وقت۔ سمجھے۔ جہاں سے مرضی آئے لے آؤ فائل“..... سوپر فیاض نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ آپ خواہ مخواہ مجھ غریب پر ناراض ہو رہے ہیں۔ اب مجھے یاد جو نہ آئے تو میں کیا کروں۔ میں نے بتایا تو ہے کہ قرض خواہوں کی ڈیمانڈ نے میرا دماغ خراب کر رکھا ہے۔ بہر حال آپ فکر مت کریں مل جائے گی فائل۔ کہاں جا سکتی ہے۔ ہوگی تو اسی فلیٹ میں۔ البتہ کب ملے گی۔ اس کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ وہ انتہائی ضروری فائل تھی۔ اسے ملنا چاہئے۔ سمجھے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور سوپر فیاض نے اس طرح عمران کی بات پر سر ہلایا جیسے وہ اس سے پوری طرح متفق ہو۔

”فائل میں پہلے تو نہیں لگے ہوئے تھے کہ وہ فلیٹ سے باہر نکل گئی ہو۔ پڑی ہوگی کہیں۔ اب میں بھول جو گیا ہوں تو کیا کروں“..... سلیمان نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن پہلے تو جب بھی تمہیں لمبی رقم ملتی تھی تمہاری یادداشت

فوراً واپس آ جاتی تھی اور ابھی تم نے ایک لاکھ دس ہزار روپے وصول کئے ہیں۔ پھر کیوں نہیں آئی تمہاری یادداشت واپس۔ بولو..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”اتنی رقم سے جس قدر یادداشت واپس آ سکتی ہے اتنی پہلے ہی آ چکی ہے کہ مجھے یاد آ گیا ہے کہ آپ نے فائل مجھے دے تھی ورنہ تو شاید مجھے یہ بھی یاد نہ آتا“..... سلیمان نے ٹرالی واپس دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

”سنو سلیمان۔ فائل واقعی بے حد ضروری ہے۔ اسے فوراً ملنا چاہئے دیکھو تم میرے سیف میں پڑے پانچ ہزار روپے لے لو اور فائل سوپر فیاض کو لا دو“..... عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

”وہ پانچ ہزار تو نجانے کب کے خرچ ہو چکے ہیں۔ ایک تو آپ کی یادداشت مجھ سے بھی کمزور ہے“..... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اب کیا کیا جائے۔ اب میرے پاس مزید رقم تو نہیں ہے۔ بیٹے میں دو چار سو روپے پڑے ہوں گے۔ اب کیا کیا جائے۔ مجبوری ہے۔ چلو جاؤ کوشش کرو۔ شاید فائل مل جائے۔ فائل ملنا بے حد ضروری ہے“..... عمران نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا۔

”جی اچھا“..... سلیمان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

”سنو“..... یکلخت سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان نے واپس مڑتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”سنو۔ میں تمہیں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ فائل لے آؤ“..... سوپر فیاض کو بھی شاید سمجھ آ گئی تھی کہ سلیمان پر غصہ کرنے کا نتیجہ الٹا اس کے خلاف ہی جائے گا۔ اس لئے وہ اس پٹری پر خود ہی چڑھ گیا تھا جس پر عمران اور سلیمان اسے چڑھانا چاہتے تھے۔

”معاف کریں جناب۔ دس ہزار سے تو مجھے فائل کا رنگ ہی یاد آ سکتا ہے ہاں اگر آپ پچاس ہزار روپے دے دیں تو یقیناً میرے ذہن سے بوجھ ہٹ جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ مجھے فوراً یاد آ جائے گا کہ میں نے فائل کہاں رکھی تھی“..... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”پچاس ہزار۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کیا میں نے نوٹ چھاپنے کی مشین لگا رکھی ہے۔ میں کہاں سے لاؤں پچاس ہزار۔ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں عمران کو اور عمران تمہیں دے چکا ہے ایک لاکھ دس ہزار روپے“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوپر فیاض درست کہہ رہا ہے سلیمان۔ آخر وہ میرا دوست اور شہر کا انتہائی معزز آدمی ہے۔ اعلیٰ عہدے پر فائز ہے۔ تمہیں اتنی

رقم اس سے نہیں مانگنی چاہئے تھی۔ چلو دس بیس ہزار کم لے لو۔
عمران نے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ تم دونوں بکے شیطان ہو۔ بکے بلیک میل۔
تم دونوں ڈرامہ باز ہو۔ ایڈر ہو۔ نکالو فائل۔ جلدی کرو ورنہ.....“
سوپر فیاض نے عمران کی بات میں موجود طنز پر اور زیادہ غصہ
دکھاتے ہوئے کہا۔

”کون سی فائل جناب۔ میں تو باورچی ہوں۔ ریکارڈ کیپر تو
نہیں ہوں کہ فائلیں منبھالتا پھروں اور جناب۔ آپ کو الزام لگانے
سے پہلے سوچ لینا چاہئے۔ ہر آدمی کی عزت ہوتی ہے۔ اگر میں
نے آپ کو کچھ کہہ دیا تو آپ ناراض ہو جائیں گے“..... سلیمان
نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے لڑو نہیں۔ چلا ایسا کرو سوپر فیاض۔ تم اسے پچیس
ہزار دے دو۔ گھر بیٹھے اتنا بڑا کیس مکمل ہو رہا ہے تمہارا۔ پچیس
ہزار کی کیا اہمیت ہے“..... عمران نے ان کے درمیان صلح کراتے
ہوئے کہا اور سوپر فیاض نے غصے کی شدت سے ہونٹ چباتے
ہوئے جیب سے بھاری بوٹا نکالا اور پانچ سو روپے کے نوٹوں کی
گڈی نکال کر اس نے اس کے نمبر دیکھے۔ گڈی چونکہ نئے نوٹوں
کی تھی اس لئے اس نے نمبر دیکھ کر اسے درمیان سے جھٹکا دے کر
آدھا کیا اور آدھے نوٹ سامنے میز پر ڈال دیئے۔

”شکریہ جناب۔ آپ واقعی سوپر فیاض ہیں“..... سلیمان نے

جلدی سے نوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔
”نکالو کہاں ہے فائل۔ اب اگر کوئی بہانہ کیا تو سچ مچ گولی مار

روں گا“..... سوپر فیاض نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ ہاں۔ اب مجھے یاد آ گیا۔ صاحب وہ فائل تو آج صبح
آپ نے مجھ سے لے لی تھی“..... سلیمان نے نوٹ جیب میں
ڈالتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ واقعی۔ اوہ کمار ہے۔ وہ ادھر سٹڈی روم کی
الماری میں پڑی ہے۔ لے آؤ جا کر۔ حیرت ہے مجھے بھی یاد نہیں
رہا تھا“..... عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو سلیمان
تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ سوپر فیاض کھا جانے
والی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”تمہیں پہلے کیوں نہیں یہ بات یاد آئی تھی۔ بولو۔ کیوں یاد نہیں
آئی تھی“..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
”یار اب کیا بتاؤں۔ کچھ بتا بھی نہیں سکتا۔ اب.....“ عمران

نے کہنا شروع کیا۔

”بس۔ بس۔ کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم خاموش
رہو۔ اب میرے پاس اور رقم نہیں ہے۔ پہلے بھی تم دونوں نے مل
کر مجھے لوٹ لیا ہے۔ غضب خدا کا۔ ایک لاکھ پینتیس ہزار روپے
لوٹ لئے اور ابھی بھی کیا بتاؤں کی گردان ختم نہیں ہوئی“..... سوپر
فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہاری مرضی۔ مت پوچھو۔ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ بتاؤ اور اب خود ہی کہہ رہے ہو کچھ نہ بتاؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جو اس نے بڑے مودبانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے فائل لے کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر فائل سوپر فیاض کی طرف بڑھا دی۔

”یہ لو۔ کیا یاد کرو گے کہ کس سے دوستی کی تھی۔ اتنا بڑا کیس بیٹھے بیٹھائے مفت میں حل شدہ مل رہا ہے“..... عمران نے فائل سوپر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مفت۔ ہونہہ“..... سوپر فیاض نے عمران کے ہاتھ سے فائل جھپٹتے ہوئے کہا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ فائل میں موجود کاغذات کو دیکھتا جا رہا تھا اس کا چہرہ خوشی سے گلاب کے پھول کی طرح کھلتا جا رہا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اب میں بتاؤں گا تمہارے ڈیڈی کو کہ کیس کس طرح حل کیا جاتا ہے“..... سوپر فیاض نے جلدی سے فائل بند کر کے اسے تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ارے ارے۔ ایسی بھی کیا بے مروتی۔ نہ شکریہ ادا کیا۔ نہ دعوت کھلانے کا وعدہ کیا اور بھاگے جا رہے ہو“..... عمران نے

اسے آواز دیتے ہوئے کہا لیکن سوپر فیاض نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ ڈیڈی سے بات کراؤ“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمن کی گھیسر اور باوقار آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں ڈیڈی۔ میں نے فائل سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کو دے دی ہے۔ وہ آپ کے پاس پہنچا دے گا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمام سریفلیکٹس مکمل ہو گئے ہیں یا کوئی رہتا ہے“..... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

”ایک رہتا تھا وہ آج صبح مل گیا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض ویسے ملنے آ گیا تھا۔ میں نے اسے فائل دے دی ہے“..... عمران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”ڈیڈی۔ وہ ایئر بس مسافر بردار طیارے پر فائرنگ رینج والی ماہرانہ رپورٹ تو آپ کو مل گئی ہوگی“..... عمران نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مل گئی ہے۔ میرے محکمے کے ماہرین کے مطابق زیادہ سے زیادہ فائرنگ رینج دو کلو میٹر بنتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں“۔ سر عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ ڈیڈی۔ اب میں آسانی سے چیکنگ کر لوں گا“۔ عمران نے جواب دیا۔

”کیا چیکنگ کرو گے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ کہیں دور سے میزائل فائر کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بہر حال میزائل کی مخصوص آواز سنائی دیتی۔ جبکہ ایسی کسی آواز کے بارے میں رپورٹ نہیں ملی اور نہ ہی وہاں سے کسی میزائل کے ٹکڑے ملے تھے“۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

”چیف کا خیال ہے ڈیڈی کہ مسافر بردار طیارے کو کسی انتہائی جدید سائنسی اسلحہ سے تباہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے یہاں کے ایک معروف سائنس دان سے رابطہ کیا۔ اس سائنس دان نے بھی یہی رپورٹ دی ہے کہ ایئر بس مسافر بردار طیارے کو کسی نامعلوم سائنسی اسلحہ سے تباہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ چیف نے مجھے کہا کہ میں اس کی زیادہ سے زیادہ فائرنگ رینج معلوم کر کے اس سارے علاقے کو چیک کروں۔ اگر ایسا کوئی اسلحہ استعمال کیا گیا ہے تو اس

کے بارے میں یقیناً فائرنگ رینج سے شواہد مل جائیں گے“۔ عمران نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ویسے بھی یہ کیس میرے محکمے سے لے کر تمہارے چیف کو دے دیا گیا ہے۔ اس لئے اب وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا۔ مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے“..... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”کاش وہ منظر میں بھی دیکھ سکتا جب سوپر فیاض فائل لے کر ڈیڈی کے پاس جائے گا اور اسے اپنا کارنامہ بنا کر پیش کرے گا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”چائے لیں صاحب“..... اسی لمحے سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ رکھ دو“..... عمران نے کہا اور سلیمان نے بڑے مودبانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑی ہوئی چائے کی پیالی میز پر رکھ دی اور واپس جانے لگا۔

”ارے ارے ایک منٹ۔ وہ رقم کہاں ہے۔ نکالو“..... عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے اب اس رقم کا خیال آیا ہو جو سوپر فیاض سے فائل کے چکر میں اٹینٹھی گئی تھی۔

”کون سی رقم صاحب“..... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”وہی جو سوپر فیاض کی جیب سے نکلوائی ہے۔ نکالو رقم۔ مجھے خود ضرورت ہے اس کی“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”آپ چائے پیئیں۔ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ میں تلاش کرتا ہوں کہ میں نے اسے کہاں رکھا ہے۔ ابھی لے آتا ہوں اگر مل گئی تو“..... سلیمان نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔

”اچھا اب تم وہی ڈرامہ میرے ساتھ بھی کرنا چاہتے ہو۔ میرے ساتھ یہ ڈرامہ نہ چلے گا۔ سیدھی طرح رقم نکالو۔ اور وہ بھی پوری۔ ایک روپیہ بھی کم نہیں ہونا چاہئے“..... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”صاحب آپ تو خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ کہا تو ہے کہ ذہن پر بڑا بوجھ ہے۔ بہر حال میں تلاش کرتا ہوں۔ جیسے ہی مل گئی آپ کو دے دوں گا۔ میں نے اس کا کیا کرنا ہے۔ میرا تو ذاتی کوئی خرچہ ہی نہیں ہے البتہ مجھے اتنا کرنا ہو گا کہ قرض خواہوں کو بتا دیا کروں گا کہ صاحب کس وقت فلیٹ پر مل سکتے ہیں اور بس“..... سلیمان نے بڑے بھولے بھالے سے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

”ارے ارے سنو۔ ایک منٹ“..... عمران نے یکفخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان نے مڑ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔
 ”مجھے واقعی رقم کی اشد ضرورت ہے۔ اچھا ایسا کرو۔ ایک لاکھ مجھے دے دو۔ پینتیس ہزار روپے تم رکھ لو“..... عمران نے اس بار مت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”آپ ساری رقم لے لینا صاحب۔ لیکن وہ مل تو جائے۔“
 سلیمان نے جواب دیا۔

”کب تک مل جائے گی“..... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے فیصلے لہجے میں کہا۔

”دیکھیں۔ ہو سکتا ہے ابھی مل جائے۔ ہو سکتا ہے دو چار روز لگ جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو چار سال ہی لگ جائیں۔ اب وقت کا تعین تو میں نہیں کر سکتا“..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اچھا چلو وعدہ کرو کہ جب رقم مل جائے تو تم نے مجھے لا کر دینی ہے“..... عمران نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

”بہتر صاحب۔ پورا حساب لا کر دوں گا۔ ایک ایک پیسے کا حساب درج ہو گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا اور عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

”یہ لیں صاحب۔ رقم مل گئی ہے“..... کچھ دیر بعد سلیمان نے

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا سلیمان کے ہاتھ میں واقعی نوٹوں کی گڈیاں موجود تھیں۔ عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”دیکھ لیں۔ ایک روپیہ بھی کم نہیں ہے“..... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور گڈیاں عمران کے سامنے میز پر رکھ دیں اور واپس جانے لگا۔

”سنو“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان نے مڑ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں رقم لے آئے ہو“..... عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”آپ نے حکم دیا تھا صاحب اور آپ کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے“..... سلیمان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”تو پھر میرا دوسرا حکم بھی سن لو کہ رقم اٹھاؤ اور جاؤ اور جس طرح چاہے اسے خرچ کرو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”معاف کریں صاحب۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب تمام حساب کتاب آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ خود اخراجات کی رقم مجھے دیا کریں گے“..... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ اس فیصلے کی وجہ“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے صاحب کہ اب مہنگائی بہت ہو گئی ہے اور اس معمولی رقم سے تو ایک روز بھی نہیں گزر سکتا اور مجھے پورا مہینہ چلانا ہوتا ہے۔ ٹیلی فون، گیس، پانی اور بجلی کے بل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اب اتنی کم رقم میں گزارا نہیں ہوتا“..... سلیمان نے اور زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن ہر ماہ تمہیں جو رقم ملتی ہے وہ کہاں جاتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب اس دس لاکھ روپے سے ہے جو ہر ماہ ملتے ہیں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ دس لاکھ کم تو نہیں ہوتے۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری زندگی دس لاکھ روپے بھی اکٹھے نہیں دیکھ سکتے اور تمہیں ہر ماہ دس لاکھ روپے مل جاتے ہیں“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”آپ کو معلوم ہے کہ گذشتہ ماہ آپ کے فون کا بل کتنا آیا تھا“..... سلیمان نے کہا۔

”کتنا آیا ہو گا۔ یہی کوئی دس پندرہ ہزار روپے ہو گا۔ اس سے کیا ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ تو بس رسیور اٹھا کر نمبر گھمانا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کو اس سے کیا کہ یہ نمبر ایکریمیا کے ہیں یا افریقہ کے۔ پھر آپ کا مذاق اتنا لمبا ہوتا ہے کہ شاید عورتیں بھی فون پر اتنی لمبی بات نہ کرتی ہوں۔ آپ کو تو احساس بھی نہیں ہوتا کہ آپ کی ایک کال کا

کتنا بل آتا ہے پچھلے ماہ آپ کے فون کا بل چار لاکھ پانچ ہزار روپے آیا تھا۔ کہیں تو دکھاؤں..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

”چار لاکھ پانچ ہزار روپے ایک ماہ کا فون کا بل.....“ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی صاحب۔ پھر بجلی کا بل ہے۔ اب تو یونٹ کے ریش سے زیادہ اس پر سرچارج لگا دیئے جاتے ہیں اور آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ پاکیشیا میں گرمی کا موسم کتنا طویل ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فلیٹ کو سنٹرلی ایئر کنڈیشنڈ کرا رکھا ہے۔ کتنا بل آتا ہوگا۔ اس کے بعد پانی کا بل ہے۔ گیس کا بل ہے۔ آپ کی چائے، دودھ، ناشتے، دوپہر کے کھانے، رات کے کھانے کے اخراجات ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر سے آپ کے نام کتابیں، میگزین بھی آتے ہیں۔ ان کے بل کی ادائیگی بھی مجھے ہی کرنی پڑی ہے۔ مہمانوں کی خاطر مدارت کے اخراجات بھی مجھے کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کے لباس کے لئے کپڑے بھی میں ہی خریدتا ہوں۔ سلواتا بھی میں ہوں۔ آپ کے لئے جوتے بھی خریدنے پڑتے ہیں۔ لباس ڈرائی کلین بھی ہوتے ہیں۔ جس پٹرول پمپ سے آپ پٹرول ڈلواتے ہیں اس کا بل بھی ہر ماہ مجھے ادا کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی کار ورکشاپ سے ٹیونگ ہو کر آتی ہے تو اس کا بل بھی آتا ہے۔ فلیٹ کا پراپرٹی ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اب کون کون سا خرچہ گنواؤں

اور آپ کہہ رہے ہیں کہ دس لاکھ روپے کا میں کیا کرتا ہوں۔ صاحب اب آپ خود ہی اخراجات کی رقم دیا کریں۔ میں کب تک بھیڑوں کے کان بکریوں کو اور بکریوں کے کان بھیڑوں کو لگا کر گزارہ چلاتا رہوں گا.....“ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ میں نے تو کبھی ان سارے اخراجات کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا۔ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ دس لاکھ میں زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ ہزار خرچ ہو جاتے ہوں گے۔ باقی بچ جاتے ہوں گے۔ میں تو تمہیں ریکس اعظم سمجھتا تھا.....“ عمران نے رک رک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے علاوہ آپ ہر ماہ نئے سے نئے یتیم خانوں، سکولوں، بیواؤں اور معذوروں کے پتے بھی مجھے پکڑا دیتے ہیں کہ انہیں رقومات پہنچاؤں.....“ سلیمان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”خیر یہ تو ضروری ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں دینے والوں میں رکھا ہے لینے والوں میں نہیں رکھا۔ لیکن تم نے اخراجات کی جو طلسم ہو شر با داستان سنائی ہے وہ واقعی ہوش اڑا دینے کے لئے کافی ہے اور بے حد خوفناک ہے۔ ٹھیک ہے۔ اٹھاؤ یہ رقم اور جا کر حسب دستور خیراتی ہسپتال کو دے کر رسید لے آؤ اور آج سے میں تمہارا ماہانہ خرچہ بھی دو لاکھ روپے بڑھا دیتا ہوں۔ اب تو خوش ہو.....“ عمران نے کہا۔

”صرف دو لاکھ۔ چلو بہر حال کچھ تو بڑھا۔ کم از کم اب مجھے

اپنے حریرہ جات کی تیاری میں تو تنگی نہ ہوگی“..... سلیمان نے کہا اور میز پر پڑی ہوئی رقم اٹھا کر مڑنے لگا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ یہ ساری ہوشربا کہانی تم نے اپنے حریرہ جات کے اخراجات کے لئے مجھے سنائی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے جناب۔ اب میں آپ کی طرح موگ کی دال کھا کر اتنا بڑا حساب کتاب تو نہیں رکھ سکتا۔ آپ کا کیا ہے فون کرتے رہے۔ چائے پیتے رہے۔ کتابیں اور میگزین پڑھتے رہے اور بس۔ چائے ٹھنڈی ہوگئی ہوگی لائیں میں گرم کر لاؤں۔ آخر دو لاکھ ماہانہ اضافہ ہوا ہے۔ کم از کم آپ کو پینے کے لئے چائے تو گرم ملنی چاہئے۔ اب اتنا تو آپ کا بھی حق ہے“..... سلیمان نے کہا اور چائے کی پیالی اٹھا کر تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”یہ تو واقعی اب میرے بھی کان کترنے لگا ہے۔ اس کے حریروں کے نسخوں میں ردوبدل کرنا پڑے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز پر رکھا ہوا میگزین اٹھا کر اسے دوبارہ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو بہترین سامان سے دفتری انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور میز کے سامنے ہارڈ ماسٹر کا بگ چیف اسمتھ دونوں ہاتھ پشت پر باندھے گہرے خیالوں میں گم ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی عیاں تھی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تو بے چینی سے ٹھلٹا ہوا اسمتھ بے اختیار دروازے کی طرف مڑا۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا ہوا واسٹن“..... اسمتھ نے بے چینی سے پوچھا۔
”کچھ پتہ نہیں چلا بگ چیف۔ یہ راج کماری چندر مکھی واقعی بے حد ہوشیار عورت ہے۔ میں نے بے حد کوشش کی ہے کہ کسی طرح وہ جگہ ٹریس ہو جائے جہاں ڈاکٹر جیکولین فرینڈس اب موجود ہے لیکن بے سود“..... آنے والے نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود کرسی پر جیسے ڈھیر سا ہو گیا۔

”کیوں نہ اس راج کماری کو گولی سے اڑا دیا جائے۔“ اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا“..... واسٹن نے جواب دیا تو اسمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب وہ بھی واسٹن کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو ہر قیمت پر ہمارے ہاتھ لگنا چاہئے۔ اس کے بغیر ہم کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ہمیں ڈاکٹر جیکولین کو بھی واپس لانا ہے اور اس کے ٹی ایف فارمولے کو بھی۔ مجھے وہ دونوں ہر صورت میں چاہئیں۔ سمجھے تم“..... اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بگ چیف۔ آپ کو گرے پر اس قدر اندھا اعتماد نہیں کرنا چاہئے تھا ورنہ سپریم فورس اس طرح سب کچھ ہم سے کبھی نہ چھین سکتی تھی۔ آپ نے سب کچھ گرے پر چھوڑ دیا تھا جو سپریم فورس کا آسانی سے شکار بن گیا اور راج کماری چندر مکھی اس سے سب کچھ چھین کر لے گئی“..... واسٹن نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے واسٹن۔ مجھے واقعی اب اپنی غلطی کا شدید احساس ہو رہا ہے۔ اصل میں بنیادی غلطی اس وقت ہوئی جب گرے نے تجویز پیش کی کہ نواب عظمت علی خان اپنی بیٹی کے ساتھ پاکیشیا آیا ہوا ہے۔ اگر ہم اس سے یہ جنگل بھاری قیمت دے کر خرید لیں تو اس طرح ہماری خفیہ زیر زمین لیبارٹری مکمل طور

پر محفوظ ہو جائے گی اور ہم اس جنگل کے گرد فصیل نما دیوار بنا کر اسے محفوظ کر لیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکے گی کہ اس جنگل کے نیچے لیبارٹری موجود ہے۔ ورنہ کسی بھی وقت کسی کو شک پڑ سکتا ہے۔ میں نے اس کی بات سے اتفاق کر لیا کیونکہ یہ عام سا سودا تھا۔ چنانچہ گرے نے یہ کام پاکیشیا میں استاد جیدے کے ذمہ لگا دیا۔ استاد جیدہ انتہائی احمق اور عام سا بدمعاش تھا۔ اس نے جب نواب سے بات کی تو نواب نے انکار کر دیا۔ جس پر استاد جیدہ بگڑ گیا اور اس نے عام بدمعاشوں کے سے انداز میں نواب کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ ادھر نواب بھی اکڑتا چلا گیا جس پر استاد جیدے نے اس کی بیٹی کو اغوا کرنے کی دھمکی دے دی۔ ابھی یہ صورتحال چل رہی تھی کہ اچانک پاکیشیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران نواب اور اس کی بیٹی سے ملنے آ گیا۔ اس کی موجودگی میں استاد جیدے کے غنڈوں نے دھمکیاں دیں جس پر عمران نے ان کے خلاف کارروائی شروع کی۔ گرے کو جیسے ہی اطلاع ملی۔ اس نے مجھ سے بات کی۔ میں نے فوری طور پر استاد جیدے اور اس کے گروپ کا خاتمہ کرا دیا۔ اس عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت اس جنگل کا بھی دورہ کیا۔ لیکن وہ وہاں موجود لیبارٹری کا سراغ نہ لگا سکا۔ اس طرح استاد جیدہ اور اس کے گروپ کی قربانی دے کر ہم نے خطرہ ٹال دیا۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ ہمیں رقم کی اشد ضرورت تھی تاکہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس میزائل

تیار کر سکیں جس کے لئے انتہائی قیمتی مشینری خریدنی تھی چنانچہ گرے نے حکومت بھٹان سے سودا کرنے کی بات کی۔ چونکہ ہمارا سٹور بھٹان میں تھا اور بھٹان چھوٹا سا لیکن انتہائی امیر ملک ہے۔ اگر ہم سودا کسی سپر پاور سے کرتے تو ہمیں خطرہ تھا کہ وہ سب کچھ چھین لیں گے۔ اس لئے میں نے شاہ بھٹان سے بات کرنے کی گرے کو اجازت دے دی۔ گرے نے سپریم فورس کی راج کماری چندر مکھی سے بات کر لی اور شاہ بھٹان نے اس میں پوری دلچسپی ظاہر کی اور ہماری تجاویز بھی منظور کر لیں لیکن انہوں نے تجربے کی شرط لگائی جو راج کماری کے مطابق پاکیشیا میں کیا گیا۔ میں مطمئن تھا کہ اچانک سب کچھ ختم ہو گیا۔ راج کماری چندر مکھی نے سٹور چیک کر لیا پھر اس نے اچانک اور فاسٹ ایکشن کرتے ہوئے لیبارٹری پر بھی قبضہ کر لیا اور ہارڈ ماسٹر کے سب افراد کو گرفتار کر لیا۔ میں اس وقت لیبارٹری میں موجود نہ تھا بلکہ اکیمریمیا گیا ہوا تھا اس لئے میں ہاتھ نہ آیا۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس اور اس کے ساتھیوں کو انہوں نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ گرے اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ مجھے اکیمریمیا میں اس ساری کارروائی کی اطلاع ملی تو میں بھٹان کی بجائے پاکیشیا آ گیا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ راج کماری چندر مکھی نے ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کے ساتھ مل کر پاکیشیا کی لیبارٹری سے ساری مشینری نکال لی ہے اور لیبارٹری کو تباہ کر دیا ہے اب انہوں نے لیبارٹری بھٹان میں ہی بنالی ہے۔

چنانچہ میں نے تمہیں کال کیا۔ اس کے بعد کا تمہیں علم ہے کہ یہ اطلاعات تو ملی ہیں کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس اکیمریمیا کے خفیہ دورے پر جا رہا ہے تاکہ مشینری خرید سکے لیکن اب تم بتا رہے ہو کہ تمہیں اس بات کا پتہ ہی نہیں چل سکا کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کب، کس، وہاں میں اکیمریمیا جائے گا۔ اس طرح اب ہم بالکل ہی زیرو پوائنٹ پر پہنچ گئے ہیں۔ سٹور۔ لیبارٹری سب کچھ شاہ بھٹان کے قبضے میں چلا گیا ہے۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس شاہ بھٹان سے مل گیا ہے۔ ہارڈ ماسٹر تنظیم مکمل طور پر ختم ہو گئی۔ اس کا منشیات والا سرکٹ بھی ختم ہو گیا اور اب یہ بالکل خالی ہاتھ ہوں۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس بھی گیا۔ اس کی لیبارٹری کی تیاری کے لئے ہم نے جو سرمایہ کاری کی تھی وہ سب بھی ختم ہو گئی۔ میں پہلے ہی قرض تلے دبا ہوا ہوں۔ میری ساری امیدیں ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے تھیں لیکن وہ اس طرح بدل جائے گا مجھے اس کا اندازہ تک نہ تھا ورنہ میں اس کی سیکورٹی پہلے ہی تمہارے ہاتھوں میں دے دیتا تو وہ اس طرح ہمیں دھوکہ دے کر نہ نکل سکتا۔..... اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن بگ چیف۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو اگر پکڑ لیا جائے تو وہ دوبارہ ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔..... واسٹن نے کہا۔

”وہ انتہائی خود غرض آدمی ہے۔ اسے صرف دولت سے مطلب

ہے۔ اگر ہم نے اس پر قابو پا لیا اور اس کے سامنے دولت کے ڈھیر لگا دیئے تو وہ شاہ بھاٹان اور مادام چندر مکھی سے کئے ہوئے تمام معاہدے بھول جائے گا اور وہ ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ لیبارٹری اور تیار شدہ اسلحہ۔ ان سب کا کیا ہو گا۔..... واسٹن نے کہا۔

”اس کے لئے میں نے یہی پروگرام بنایا ہے کہ ہارڈ ماسٹر کی دوبارہ تنظیم نو کروں اور لیبارٹری کو دوبارہ پاکیشیا کے کسی محفوظ علاقے میں بناؤں۔ پھر وہاں ہم کام کریں لیکن یہ کام ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ فارمولا اس کے ذہن میں ہے اور کام بھی اسی نے کرنا ہے اور پھر مجھے نئے سرے سے پراجیکٹ کو تیار کرنے کے لئے مزید قرض کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا لیکن ایک بار ڈاکٹر فرینڈس تھنڈر میزائل تیار کر کے میرے حوالے کر دے تو نہ صرف میرا سارا قرض اتر جائے گا بلکہ ہارڈ ماسٹر دنیا کی امیر ترین تنظیم بن جائے گی۔..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”لیکن اس کے لئے تو بہت وقت چاہئے۔ دوبارہ لیبارٹری بنانا۔ دوبارہ مشینری خریدنا۔ یہ سب کچھ ناممکن ہے بگ چیف۔ اتنی لمبی پلاننگ کامیاب نہیں ہو سکتی۔..... واسٹن نے کہا۔

”تو مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ کیا اس طرح سب کچھ

چھوڑ کر چلا جاؤں۔ اپنی تمام محنت کو راج کماری چندر مکھی کے حوالے کر دوں بغیر کسی مزاحمت کے۔..... اسمتھ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں یہ نہیں کہہ رہا بگ چیف۔ لیکن ہمیں کوئی ایسی پلاننگ سوچنی چاہئے جو واقعی قابل عمل ہو۔..... واسٹن نے جواب دیا۔

”تو پھر تم سوچو ایسی کوئی پلاننگ۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ اس معاملے میں میرا تو دماغ ہی ماؤف ہو کر رہ گیا ہے۔۔۔۔۔ اسمتھ نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں صورتحال کا پوائنٹ ٹو پوائنٹ تجزیہ کرنا چاہئے۔ پھر ہی کوئی بات سمجھ میں آئے گی۔ پہلا پوائنٹ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس، لیبارٹری اور سٹور سب کچھ شاہ بھاٹان کے قبضے میں جا چکا ہے۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہارڈ ماسٹر تنظیم ختم ہو چکی ہے منشیات کا پورا ریکٹ تباہ کر دیا گیا ہے۔ گرے سمیت تنظیم کے تمام مین افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ پوری تنظیم میں صرف آپ زندہ بچے ہیں اور آپ اکیلے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ منشیات کے اصل اور بڑے سٹور بھاٹان میں تھے جن پر حکومت بھاٹان نے قبضہ کر کے انہیں تباہ کر دیا ہے۔ پاکیشیا میں استاد جیدا اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے ہیں۔ چھوٹے درجے کے لوگ رہ گئے ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے منشیات کے وہاں موجود سٹورز پر بھی قبضہ کر لیا ہو گا اور اب وہ آزاد بھی ہو چکے ہوں گے۔ ڈاکٹر جیکولین

فرینڈس کو ہم ٹریس نہیں کر سکے۔ حکومت بھانٹان اور راج کماری چندر مکھی یا سپریم فورس کے خلاف ہم جنگ نہیں کر سکے۔ ہمارے تمام وسائل ختم ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو پکڑ بھی لیں تو ہم سوائے اسے گولی مارنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میرا خیال ہے بگ چیف کہ ان حالات میں آپ یہ سب کچھ بھول جائیں اور واپس اکیمریمیا چلیں۔ وہاں ہم کوئی چھوٹی سی تنظیم بنا کر نئے سرے سے کام شروع کر دیتے ہیں“..... واسٹن نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اگر میں اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تو میں بھانٹان کی راج کماری چندر مکھی اور ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو بھی فائدہ نہ اٹھانے دوں گا۔ میں ان سب کو ہلاک کر دوں گا۔ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا“..... اسمتھ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ بگ چیف۔ ایک کام ہو سکتا ہے“..... اچانک واسٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کون سا کام“..... اسمتھ نے بھی چونک کر پوچھا۔

”راج کماری چندر مکھی نے تھنڈر فلیش کا تجربہ پاکیشیا میں کرایا ہے۔ اس تجربے کے نتیجے میں بے شمار لوگ مرے ہیں۔ یقیناً اس کی وجہ کو ٹریس کیا جا رہا ہو گا۔ اگر ہم علی عمران کو ساری صورتحال بتا دیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یقیناً حرکت میں آ جائے گی۔ اس سروس

میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ سپریم فورس سے بھی ٹکرا جائے گی اور حکومت بھانٹان اور راج کماری چندر مکھی سے بھی۔ اس طرح یہ لوگ تھنڈر فلیش اسلحہ سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور ان لوگوں کی تمام پلاننگ ختم کر دی جائے گی اور ہاں۔ ایک بات اور لامحالہ حکومت پاکیشیا اس اسلحہ کی تیاری میں خود بھی دلچسپی لے گی۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو راضی کر لے گی اور اس سے پاکیشیا میں کام شروع کرا دے گی۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک چانس ہو گا کہ ہم ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو کسی بھی وقت وہاں سے اغوا کر لیں گے اور پھر کسی بھی با وسائل تنظیم کے ہاتھ اسے فروخت کر کے اتنی بڑی رقم حاصل کر لیں گے کہ اس سے ہم نئے سرے سے اپنا سیٹ اپ بنا سکیں گے۔ اس طرح ہمارا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور ہمیں معقول رقم بھی مل جائے گی“..... واسٹن نے کہا تو اسمتھ کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئیں۔

”لیکن ہم اس علی عمران کو کس حیثیت سے اطلاع دیں اور جب اسے معلوم ہو گا کہ ہم مجرم ہیں تو وہ ہمیں بھی ہلاک کر دے گا“..... اسمتھ نے کہا۔

”ہم اسے فون پر تفصیلی اطلاع تو دے سکتے ہیں“..... واسٹن نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ یقین نہ کرے اور پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ اس نے راج کماری کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ البتہ اگر

ہم صرف تھنڈر فلیش کی تیاری کو قبول کر لیں اور پاکیشیا میں تجربے اور منشیات کی اسمگلنگ کا سارا بوجھ گرے پر ڈال دیں۔ اس طرح چونکہ ہم نے اس کے ملک میں کوئی کارروائی نہ کی ہوگی اور وہ ہمیں کچھ نہیں کہے گا“..... اسمتھ نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ اس پر یہ ظاہر نہ کریں کہ آپ ہارڈ ماسٹر کے چیف تھے۔ میرا تو ویسے بھی براہ راست کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا کیونکہ میرا کام امیکریمیا اور دوسرے ملکوں میں ہارڈ ماسٹر کی طرف سے سپلائی کی جانے والی منشیات کو وہاں کے گاہکوں کو فروخت کرنا تھا۔ آپ اپنے آپ کو لیبارٹری انچارج اور گرے کا ماتحت ظاہر کریں۔ باقی ہر چیز سے مکر جائیں“..... واسٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی ہو گا۔ میرے ساتھ تو جو ہو گا بعد میں دیکھا جائے گا لیکن میں اس راج کماری چندر مکھی اور شاہ بھٹان کو ہر صورت میں سبق سکھانا چاہتا ہوں اور اس سے میرا انتقام اب علی عمران لے گا“..... اسمتھ نے کہا۔

”تو پھر یہ بات طے ہو گئی“..... واسٹن نے کہا۔

”ہاں۔ ڈن سمجھو۔ اب بات رہ گئی اس پر عمل درآمد کی۔ اس کے لئے ہمیں علی عمران سے ملنا ہو گا“..... اسمتھ نے کہا۔

”لیکن علی عمران کو یہاں کیسے تلاش کیا جائے گا“..... واسٹن

نے کہا۔

”علی عمران سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہے لیکن

ان سے علیحدہ رہتا ہے۔ ہم ان سے فون پر عمران کا دوست بن کر اس کا پتہ پوچھ لیں گے۔ اس سے رابطہ ہوتے ہی اسے سب کچھ بتا دیا جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تھنڈر فلیش کا سن کر اس کے ہوش اڑ جائیں گے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بھٹان جائے گا اور سپریم فورس اور اس کی چیف راج کماری چندر مکھی کو ایسی بھیانک سزا دے گا جس کے بارے میں مادام چندر مکھی سوچ بھی نہ سکے گی“..... اسمتھ نے کہا تو واسٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے پھر وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

”ایک پریشانی ہو تو بتاؤں“..... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”چلیں ایک ایک کر کے بتاتے جائیں“..... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پہلی پریشانی تو یہ ہے کہ میرا نام علی عمران ہے“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نام سے کیا پریشانی ہو سکتی ہے“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”نام سے ہی تو پریشانیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ اب دیکھو جو ملتا ہے پہلی بات یہی کرتا ہے کہ کیا آپ کا نام علی عمران ہے۔ اس فقرے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ آپ کا نام اور سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن علی عمران نہیں ہو سکتا اور جب میں اپنے نام کے ساتھ ڈگریاں گنواتا ہوں تو پھر یہی بات کی جاتی ہے کہ ڈگریاں کیوں بتاتا ہوں۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ باقی ساری دنیا کے ناموں کے ساتھ تو یہ ڈگریاں ہو سکتی ہیں لیکن علی عمران کے ساتھ نہیں ہو سکتیں“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”بس۔ بس میں سمجھ گیا۔ واقعی آپ کا نام علی عمران آپ کے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری پریشانی بتائیں“..... بلیک زیرو نے عمران کی بات کو درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران بلیک زیرو کے ساتھ موجود تھا۔ عمران نے یہاں آتے ہی ایک ریمیا میں کسی کو فون کیا اور پھر ایڈریس والی ڈائری لے کر اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا جبکہ بلیک زیرو اس دوران کچن میں چائے بنانے چلا گیا تھا اور اس کی واپسی ابھی ہوئی تھی۔ عمران چونکہ مسلسل ڈائری دیکھنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی لے کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”چائے ٹھنڈی ہو جائے گی عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کی اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے چائے کی پیالی اٹھالی۔ اس کے چہرے پر تفکر کی پرچھائیاں موجود تھیں۔

”کوئی خاص پریشانی ہے عمران صاحب“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”دوسری پریشانی یہ ہے کہ مجھے کوئی میری بات ہی پوری کرنے نہیں دیتا۔ جس سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں وہ درمیان میں ہی ٹوک دیتا ہے“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھتے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میلکم بول رہا ہوں جناب۔ اکیمریمیا سے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ میلکم اکیمریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔

”رپورٹ دو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ڈکیتی کے دوران ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ شدید زخمی ہو گیا تھا لیکن پھر ہسپتال جا کر وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی موت کا سرکاری اعلان کر دیا گیا۔ لیکن کافی عرصے بعد پولیس کو ایک رپورٹ ملی کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ایشیائی ملک بھائان میں دیکھا گیا ہے۔ یہ اطلاع اس قدر معتبر تھی کہ پولیس نے ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کی خفیہ طور پر قبر کشائی کر کے اس کی لاش کی ہڈیوں کا قاعدہ سائنسی تجزیہ کرایا۔ اس تجزیے کی رپورٹ کے مطابق لاش کی ہڈیاں کسی نوجوان آدمی کی تھیں۔ ایسے آدمی کی جو ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے تقریباً بیس سال چھوٹا تھا۔ اس طرح

یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو آدمی ڈکیتی کے دوران زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا اور بعد میں ہلاک ہوا اور جسے ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کی حیثیت سے دفن کر دیا گیا وہ دراصل ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نہ تھا۔ اس پر اکیمریمیا حکومت نے بھائان میں ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کی تلاش شروع کر دی لیکن ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کے بارے میں پھر کوئی رپورٹ نہ مل سکی۔ چنانچہ آخر کار حکومت خاموش ہو گئی“..... میلکم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ۔ اچھی رپورٹ ہے۔ لیکن حکومت اکیمریمین کو ڈاکٹر جیکولین فرینڈس میں اس قدر دلچسپی کیوں تھی“..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”میں نے اس بارے میں بھی معلومات حاصل کر لیں ہیں جناب۔ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے اکیمریمیا کی حکومت کو ایک انتہائی انقلابی جنگی اسلحہ کا خاکہ پیش کیا تھا جس میں حکومت نے بے حد دلچسپی لی۔ اس اسلحہ کا نام بھی ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے تھنڈر فلیش رکھا تھا جس کا کوڈ ٹی ایف ہے اور ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے حکومت کے لئے اس اسلحہ کی تیاری کے لئے کام بھی شروع کر دیا تھا۔ اس پر حکومت نے بے پناہ وسائل بھی خرچ کئے لیکن جب فارمولا مکمل ہو گیا اور اسلحہ کی تیاری کا مرحلہ آیا تو ڈاکٹر جیکولین فرینڈس فارمولے سمیت حادثے میں ہلاک ہو گیا لیکن چونکہ اس کی سلامتی ممکن ہی نہ تھی اس لئے حکومت خاموش ہو گئی لیکن جب

اسے یہ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو بھانٹان میں دیکھا گیا ہے تو حکومت چونک پڑی اور پھر یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس زندہ ہیں تو حکومت نے اور زیادہ سرگرمی سے ان کی تلاش شروع کر دی لیکن پھر اس کے بعد جب انہیں اس بارے میں کوئی مثبت رپورٹ نہ ملی تو وہ خاموش ہو گئی۔..... میلکم نے ایک بار پھر پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا حکومت نے ان کی تلاش صرف بھانٹان میں ہی کرائی۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کسی اور ملک چلے گئے ہوں۔ کارمن، کاسٹریا یا پھر کسی یورپی ملک میں۔..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ صرف بھانٹان میں انہیں تلاش کیا گیا تھا اور اس کی وجہ بھی اس انتہائی خفیہ سرکاری رپورٹ میں درج تھی کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس جس تھنڈر فلیش وپین فارمولے پر کام کر رہا تھا اس میں ایک ایسی دھات فلونیم فاس کثیر مقدار میں استعمال ہوتی تھی جو بھانٹان میں ہی پائی جاتی تھی۔..... میلکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھانٹان میں ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کی موجودگی کی اطلاع حکومت کو کس نے دی تھی جسے حکومت نے اس قدر حتمی سمجھا اور فوراً اس کی تلاش شروع کر دی گئی۔..... عمران نے پوچھا۔

”بھانٹان میں ایکریمین سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری میکھار

نے یہ اطلاع دی تھی۔ میکھار سفارت خانے کی ملازمت میں آنے سے پہلے حکومت ایکریمین کے ایک ایسے شعبے میں طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے جس کا تعلق سائنس دانوں سے ہے۔ اس لحاظ سے وہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے اچھی طرح واقف تھا اور اس نے رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کو اس نے وہاں نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اس سے باتیں بھی کی ہیں اور ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے خود کہا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ وہ ایک ڈرامہ کر کے غائب ہوا ہے کیونکہ وہ تھنڈر فلیش وپین خود تیار کر کے سپر پاور کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔..... میلکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ میکھار اب کہاں ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”وہیں بھانٹان میں ہی ہے۔..... میلکم نے جواب دیا۔

”اوکے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ تھنڈر فلیش کا کیا سلسلہ ہے عمران صاحب۔..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مسافر بردار ایئر بس کو تھنڈر فلیش وپین سے تباہ کیا گیا ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”تھنڈر فلیش وپین سے۔ اوہ۔ کیسے اس بات کا علم ہوا۔

بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں نے ایئر بس کی راکھ کا سردار سے ایک خصوصی انداز کا

تجزیہ کرایا تھا اور یہ خیال سردار کا ہی ہے کہ طیارے کو تھنڈر فلیش وپین سے تباہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے ہی ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کے متعلق بتایا تھا اور اب تم نے فارن ایجنٹ کی بتائی ہوئی تفصیلات سن لی ہیں۔ اس سے یہ بات اب حتمی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کی پاکیشیا سے کیا دشمنی ہے کہ اس نے اسے پاکیشیا میں استعمال کیا ہے۔..... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہی سوال میرے ذہن میں بھی آیا ہے اور اس سوال نے ہی مجھے ایک اور لائن دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایئر بس پر اس اسلحہ کے استعمال میں بھانٹان کی سپریم فورس کی چیف راج کماری چندر مکھی بھی ملوث ہے۔..... عمران نے کہا۔

”سپریم فورس۔..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ بھانٹان میں ایک نئی سرکاری تنظیم قائم کی گئی ہے سیکرٹ سروس کی طرز پر۔ اس کی چیف راج کماری چندر مکھی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ وہی راج کماری چندر مکھی ہے جس سے ملنے آپ بھانٹان گئے تھے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں وہی ہے۔ میرے ذہن میں اس وقت یہ بات نہ تھی کہ راج کماری چندر مکھی اس طیارے کی تباہی میں واقعی ملوث ہوگی

البتہ کچھ شواہد ایسے ملے تھے جس سے اس طرف اشارہ ہوتا تھا۔ کیونکہ جن دنوں مسافر بردار ایئر بس کی تباہی والا واقعہ ہوا۔ ان دنوں راج کماری چندر مکھی اور گرے دونوں یہاں پاکیشیا کے دارالحکومت میں موجود تھے۔ مجھے راج کماری چندر مکھی نے بتایا کہ وہ منشیات کی تنظیم ہارڈ ماسٹر کے خلاف کام کر رہی تھی اور گرے ہارڈ ماسٹر کا چیف تھا۔ راج کماری چندر مکھی نے گرے کو چکر دیا کہ سپریم فورس بھی خفیہ طور پر اس دھندے میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ اس طرح گرے نے بھانٹان اور پاکیشیا دونوں جگہوں پر اپنی تنظیم کے سیٹ اپ کو اس پر اوپن کر دیا اور وہ گرے کو ساتھ لے کر یہاں اسی مقصد کے لئے آئی تھی۔ پھر واپس جا کر اس نے گرے اور اس کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر کے پوری تنظیم کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ گرے اور اس کے ساتھیوں پر سرکاری طور پر مقدمہ چلا اور انہیں موت کی سزا دی گئی۔ میں نے یہاں واپس آ کر اس کی تصدیق کرائی تو واقعی راج کماری چندر مکھی کی باتوں کی تصدیق ہو گئی جس پر میں خاموش ہو گیا اور میں نے سارا کیس انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا کیونکہ یہ ان کی لائن کا کیس تھا لیکن اب میلکم کی کال نے مجھے دوبارہ اس معاملے پر سوچنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن سائنسی اسلحہ علیحدہ چیز ہے اور منشیات کا دھندہ اس سے بالکل مختلف چیز ہے۔ یہ دونوں کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔..... بلیک

کوشش کرتا ہوں۔ اب پندرہ منٹ بعد اس کا فون آئے گا۔ اسے کہا جواب دیا جائے..... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”میں خود آ رہا ہوں فلیٹ پر۔ اگر میرے پہنچنے سے پہلے اس کا فون آ جائے تو اسے کہہ دینا کہ وہ کچھ دیر بعد دوبارہ فون کرے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب“..... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”یہ اسمتھ کون ہو سکتا ہے“..... بلیڈ، زیرو نے بھی عمران کے اٹھنے پر احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”مسافر بردار ایئر بس کی تباہی کے حوالے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی تھنڈر فلیش وپین کے سلسلے میں کوئی انکشاف کرنا چاہتا ہے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر وہ ابھی فلیٹ پر پہنچا ہی تھا کہ اسمتھ کا فون آ گیا۔

”جی۔ صاحب، آگئے ہیں بات کریں“..... سلیمان نے جو رسیور اٹھا چکا تھا۔ عمران کے سنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور لے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

زیرو نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہے تو ایسا ہی۔ لیکن بہر حال کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں“..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان بغیر کسی اشد ضرورت یا کسی انتہائی اہم بات کے دانش منزل فون نہ کیا کرتا تھا۔

”کیا بات ہے سلیمان۔ خیریت۔ کیوں فون کیا ہے“..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ ابھی کچھ دیر پہلے کسی اسمتھ صاحب کو فون آیا ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا کہ آپ فلیٹ میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کہاں ہیں اس پر اس نے کہا کہ جو اطلاع وہ آپ کو دینا چاہتے ہیں اس کا تعلق مسافر بردار ایئر بس کی تباہی سے ہے اور اگر فوری طور پر ان کی آپ سے بات نہ ہو سکی تو پاکیشیا کو بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ جس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ پندرہ منٹ بعد دوبارہ فون کریں میں اس دوران آپ کو ٹریس کرنے کی

”عمران صاحب میرا نام اسمتھ ہے۔ میں مسافر بردار ایئر بس کی تباہی کے لئے استعمال ہونے والے خصوصی سائنسی اسلحہ کے بارے میں آپ کو تفصیلات بتانا چاہتا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے بولنے والا اکیڑی لگتا تھا۔

”اگر آپ کا مطلب تھنڈر فلیش اسلحہ سے ہے تو مجھے اس بارے میں پہلے سے ہی معلوم ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن کیا آپ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ یہ اسلحہ پاکیشیا میں کیوں استعمال کیا گیا ہے اور مزید کہاں استعمال ہونے والا ہے“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”نہیں۔ فی الحال مجھے ان باتوں کا تو علم نہیں ہے۔ لیکن پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ مجھے یہ اطلاع دے کر کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنا تعارف بھی ذرا تفصیل سے کرا دیں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مقصد اور تعارف دونوں فون پر نہیں بتائے جاسکتے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آپ کے فلیٹ پر آ جاؤں ہمارا مقصد تو بہت معمولی ہے لیکن آپ کے ملک کو بہر حال اس سے کافی فائدہ ہو سکتا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ آ جائیں۔ میں آپ کا منتظر ہوں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ ان دونوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کس قسم کی اطلاع دینا چاہتے ہیں

اور کیوں۔ لیکن پھر اس نے باقی ساری باتیں ملاقات پر ہی چھوڑ دیں اور سلیمان کو ان کی آمد اور ان کے لئے چائے بنانے کا کہہ کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جسے اس نے ریڈی ریفرنس لائبریری کا نام دے رکھا تھا۔ یہاں اس نے ایک خصوصی ساخت کا کمپیوٹر رکھا ہوا تھا جس میں اس نے اپنے مطلب کے بے شمار پروگرام فیڈ کر رکھے تھے۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے کمپیوٹر کو آن کیا اور پھر ایک خصوصی پروگرام اوپن کر کے اس نے جیسے ہی ایک بٹن پر پریس کیا تو کمپیوٹر کی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر بھانٹان کے بارے میں تفصیلات آنا شروع ہو گئیں کمپیوٹر کی سکرین کے دو حصے ہو گئے تھے۔ ایک حصے پر تحریر ابھرتی جب کہ دوسرے حصے پر اس تحریر کی نسبت سے بھانٹان کے اسی علاقے کی تصویریں نظر آنا شروع ہو جاتیں۔ عمران نے جو پروگرام اوپن کیا تھا اس کے ذریعے وہ بھانٹان میں پائی جانے والی ہر قسم کی معدنیات، ان کی تفصیلی خصوصیات اور ان علاقوں کے نام جن میں وہ معدنیات پائی جاتی تھیں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔

معلومات انتہائی تفصیلی اور ماہرانہ انداز کی تھیں اس لئے عمران ان تفصیلات کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ پھر جیسے ہی سکرین پر ایک دھات کا نام اور اس کی تفصیلات میں یہ بات لکھی ہوئی سامنے آئی کہ یہ دھات سوائے بھانٹان کے دنیا کے کسی اور حصے میں اب تک

دریافت نہیں ہو سکی۔ جبکہ بھائیاں کے ایک مخصوص علاقے میں اور انتہائی وافر مقدار میں ملتی ہے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ تفصیلات کے مطابق یہ دھات جو مٹی میں ملی ہوئی ہوتی ہے مقامی طور پر آتش بازی کے لئے بنائے گئے خاص قسم کے مرکبات میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس دھات کی وجہ سے فضا میں ایسی چمکدار لہریں پیدا ہوتی ہیں کہ آسمانی بجلی آسمان پر کڑکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر مختلف بٹن دبائے تو اس دھات کے بارے میں کمپیوٹر پر مزید تکنیکی اور سائنسی تفصیلات آنا شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس دھات کی بازیابی کے بارے میں جن علاقوں کے بارے میں بتایا گیا تھا ان کی تصاویر بھی سکرین پر ڈسپلے ہوتی رہیں۔ عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کمپیوٹر آف کیا اور کمرے سے نکل کر وہ واپس سنگ روم میں پہنچا ہی تھا کہ کال بیل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ دروازہ کھولو“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان کی بھی سنجیدہ آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”کیا یہ علی عمران صاحب کا فلیٹ ہے“..... ایک آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ فون پر اسی آدمی نے بات کی تھی۔

”جی صاحب۔ آئیں“..... سلیمان نے کہا اور پھر قدموں کی آوازیں راہداری سے ہوتی ہوئیں ڈرائنگ روم میں جا کر ختم ہو

گئیں۔ عمران کرسی سے اٹھا اور سنگ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں“..... عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے دو غیر ملکیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”میرا نام اسمتھ ہے اور یہ میرا ساتھی واسٹن ہے“..... ایک آدمی نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے فون پر عمران سے بات کی تھی۔

”تشریف رکھیں“..... عمران نے کہا اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے یہ معلومات آپ تک پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ آپ سیکرٹ سروس کے نوٹس میں انہیں لے آئیں“..... اسمتھ نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”جی بتائیں اور یقین رکھیں کہ اگر معلومات ایسی ہوئیں کہ ان میں سیکرٹ سروس کے لئے دلچسپی کا کوئی پہلو ہے تو پھر یہ معلومات سیکرٹ سروس تک ضرور پہنچ جائیں گی“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ویسے وہ ان دونوں آدمیوں کے چہرے مہرے، لباس اور

بات کرنے کے انداز سے اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ ان دونوں کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے لیکن ان میں اسمتھ کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ فیلڈ کا آدمی ہونے کی بجائے کسی مجرم تنظیم کا چیف یا سیکنڈ چیف ہو سکتا ہے۔

”آپ کے ملک میں مسافر بردار ایئر بس کی تباہی میں ایک سائنس دان کا ہاتھ ہے۔ کیا آپ یقین کریں گے؟“ اسمتھ نے مجرموں کی عام ذہنیت کے مطابق سسپنس پیدا کرنے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اور اس سائنس دان کا نام ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو اسمتھ اور واسٹن دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ان کے چہروں پر اس قدر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ عمران کو ایک لمحے کے لئے تو خطرہ محسوس ہونے لگ گیا کہ کہیں وہ دونوں بے ہوش ہو کر نہ گر جائیں۔ لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئے۔

”آپ۔ آپ کو کیسے معلوم ہے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ یہ بات آپ کو کب سے بتائی ہے؟“ اسمتھ نے رک رک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو کہ کیا واقعی اس نے یہ الفاظ سنے ہیں۔

”جب آپ کو معلوم ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا

ہوں تو پھر آپ میری بات پر اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہیں۔ کیا آپ کے خیال میں سیکرٹ سروس کسی سرکس میں کام کرنے والے گروپ کا نام ہے جو صرف اچھل کود کا مظاہرہ کر سکتے ہیں؟“ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ اس کے باوجود یہ انتہائی حیرت کی بات ہے کہ“ اسمتھ سے کوئی جواب نہ بن سکا تو وہ فقرہ مکمل کئے بغیر ہی خاموش ہو گیا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا تعلق منشیات کا دھندہ کرنے والی مجرم تنظیم ہارڈ ماسٹر سے ہے؟“ عمران نے ایک اور انکشاف کرتے ہوئے کہا تو اس بار اسمتھ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات پیدا ہو گئے تھے۔

”آپ۔ آپ۔ آخر۔ آخر ہیں کیا۔ آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہے؟“ اسمتھ نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اطمینان سے بیٹھیں۔ آپ اگر منشیات کے دھندے میں ملوث بھی ہیں تو بغیر ثبوت کے آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اور ویسے بھی منشیات کا کاروبار سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس نے درمیانی میز پر چائے کے برتن لگانے شروع کر دیئے۔ اسمتھ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن ابھی تک اس کے چہرے پر حیرت اور بوکھلاہٹ کے

ملے جلے تاثرات نمایاں نظر آرہے تھے۔

”لیں چائے پیئیں“..... عمران نے اس وقت کہا جب سلیمان چائے بنا کر ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھ کر واپس چلا گیا۔
”اسمٹھ۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب سے کچھ چھپانا بے سود ہے۔ اس لئے ہمیں سب کچھ سچ سچ بتا دینا چاہئے“۔ اچانک اسمٹھ کے ساتھ بیٹھے ہوئے واسٹن نے اسمٹھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن“..... اسمٹھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ کیوں ہچکچا رہے ہیں کہ اس طرح آپ کی اپنی مجرمانہ حیثیت کھل جائے گی۔ لیکن میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ جب تک کوئی ثبوت نہ ہوگا آپ پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے گا اور ثبوت بھی اس بات کا کہ آپ نے کوئی جرم پاکیشیا میں کیا ہے۔ اگر آپ نے یہ جرم بھانٹان میں کیا ہے تو پھر بھانٹان حکومت جانے اور آپ۔ ہمارے لئے آپ مجرم نہیں ہوں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسمٹھ کے چہرے پر یکنخت اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے میں آپ کو سب کچھ بتا دیتا ہوں“..... اسمٹھ نے کہا اور اسکے ساتھ ہی اس نے اپنی تنظیم، ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے اس کی ملاقات اور پھر ڈاکٹر جیکولین فرینڈس سے ہونے والی بات چیت۔ پاکیشیا میں نواب عظمت علی خان کے جنگل کے نیچے

لیبارٹری اور بھانٹان میں تھنڈر فلیش وپین کے سٹورز سے لے کر راج کماری چندر مکھی سے گرے کی بات چیت پھر مسافر بردار ایئر بس پر تھنڈر فلیش وپین کا تجربہ اور آخر میں ہارڈ ماسٹر کی مکمل تباہی سے لے کر گرے اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری اور موت تک کے سارے حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ اب ڈاکٹر جیکولین فرینڈس حکومت بھانٹان سے مل گیا ہے اور پاکیشیا میں موجود لیبارٹری کو خالی کر کے تباہ کر دیا گیا ہے اور حکومت بھانٹان نے پاکیشیا میں موجود خفیہ لیبارٹری کی تمام مشینری بھانٹان کی کسی سرکاری خفیہ لیبارٹری میں منتقل کرادی ہے اور اب ڈاکٹر جیکولین فرینڈس وہاں حکومت بھانٹان کے لئے تھنڈر فلیش وپین جن میں تھنڈر میزائل جو خاص اہمیت کے حامل ہیں بنائے گا۔ اسمٹھ نے یہ بھی عمران کو بتا دیا کہ ڈاکٹر جیکولین فرینڈس عنقریب حکومت بھانٹان کی طرف سے تھنڈر میزائل کی تیاری کے لئے انتہائی قیمتی مشینری خریدنے کے لئے اکیمریمیا جا رہا ہے۔ عمران خاموشی سے بیٹھا تمام تفصیلات سنتا رہا۔

”تو ہارڈ ماسٹر کا چیف گرے نہیں تھا بلکہ آپ تھے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ آپ سے یہ بات چھپائی جائے لیکن اب واسٹن کے کہنے پر اور آپ کے تسلی دینے پر میں

نے تمام تفصیل بتا دی ہے۔..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”یہاں پاکیشیا میں بھی آپ کی تنظیم کا سیٹ اپ تھا۔ استاد جیدا اور اس کے ساتھی تو ختم ہو چکے ہیں لیکن باقی سیٹ اپ کا کیا ہوا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ فیلڈ میں تمام کام گرے کرتا تھا۔ میں تو زیادہ تر لیبارٹری کے اندر بنے ہوئے آفس میں ہی رہتا تھا کیونکہ منشیات کا دھندہ ہم صرف رقم کے حصول کے لئے کرتے تھے۔ ورنہ ہمارا اصل پراجیکٹ تھنڈر فلیش وپین ہی تھا۔..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں آپ کی تنظیم کا ریکارڈ کہاں ہوتا تھا۔ میرا مطلب سیٹ اپ، سٹورز اور اڈوں کے بارے میں تفصیلات کی فائل سے ہے۔..... عمران نے کہا۔

”وہ وہیں میرے آفس کی ایک خفیہ الماری میں تھا لیکن چونکہ مجھے منشیات سے فطری طور پر کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے میں نے صرف انہیں تیار کرا کر اس الماری میں رکھ دیا تھا۔ کبھی تفصیل سے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”اب جبکہ آپ کے کہنے کے مطابق پاکیشیا والی لیبارٹری خالی کر کے اسے تباہ کرا دیا گیا ہے کیا آپ وہاں اس کے بعد گئے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے آپ کے دفتر کی وہ خفیہ الماری تباہ نہ ہوئی ہو۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کا علم سوائے میرے اور کسی کو نہ تھا حتیٰ کہ گرے کو بھی نہ تھا۔..... اسمتھ نے جواب دیا۔

”اب آپ کیا چاہتے ہیں اور آپ یہ تفصیلات مجھے بتا کر کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ سے ملنے سے پہلے ہمارے ذہن میں دو باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ آپ کو معلومات دینے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو راج کماری چندر مکھی اور اس کی سپریم فورس کے مقابلے پر لا کر اس سے بھرپور انتقام لیا جائے۔ دوسری بات یہ کہ لامحالہ آپ ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کی اس ایجاد سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے اور ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کی فطرت کا مجھے اندازہ ہے کہ اسے دلچسپی صرف اس بات سے ہے کہ اس کا فارمولا عملی شکل اختیار کر لے۔ اسے اس سے قطعی دلچسپی نہیں ہے کہ یہ اسلحہ وہ کس کے ساتھ مل کر تیار کرتا ہے۔ چاہے وہ ہارڈ ماسٹر ہو، حکومت بھائان ہو یا حکومت پاکیشیا۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ جیسے ہی ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کو معلوم ہوا کہ سپریم فورس اور حکومت بھائان، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے بے بس ہو گئی ہے اس نے آپ کے ساتھ مل جانا ہے اور آپ اسے یقیناً اس اسلحہ کی تیاری کے لئے کسی لیبارٹری میں پہنچا دیں گے اور ہم وہاں سے اسے اغوا

کر لیں گے اور ایک بار پھر اسے اپنے ساتھ شامل کر لیں گے لیکن اب آپ سے ملاقات کے بعد میری سوچ تبدیل ہو گئی ہے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ راج کماری چندر مکھی اور سپریم فورس سے انتقام لیں اور بس..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا آپ کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ آپ ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کو اپنے ساتھ ملا کر دوبارہ تھنڈر فلیش وپن تیار کر سکیں“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن اس وقت ہمارا پروگرام یہ تھا کہ ہم نئے سرے سے منشیات کا سیٹ اپ بنالیں گے لیکن یہاں نہیں بلکہ اکیرمیا اور دوسرے ممالک میں۔ لیکن اب میں نے یہ ارادہ بھی ختم کر دیا ہے“..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ یہ انتہائی گھٹیا درجے کا جرم ہے۔ یہ دھندہ بھی گرے کی وجہ سے اختیار کیا گیا تھا۔ ورنہ ہمارا اصل کام سائنسی اسلحے کی تیاری اور فروخت تھا“..... اسمتھ نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اسلحے کی اسمگلنگ اچھا کام ہے اور منشیات کی اسمگلنگ بری ہے“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو اسمتھ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب آپ تو مجھ سے بھی بہتر ان معاملات کو سمجھتے

ہوں گے۔ جرائم کی دنیا میں بھی درجے ہوتے ہیں جس طرح جیب کاٹنے والے سے چوری کرنے والے کو زیادہ بہادر اور بڑا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح چوری کرنے والے سے ڈاکہ ڈالنے والا بڑا مجرم ہوتا ہے۔ اسمگلنگ کے دھندے میں بھی ایسے ہی درجات ہیں۔ اسلحے کی اسمگلنگ کا درجہ سب سے برتر ہے اور منشیات کا دھندہ سب سے کمتر اور گھٹیا کاروبار سمجھا جاتا ہے“..... اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن آپ کس طرح کے اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث رہے ہیں“..... عمران نے پوچھا اور اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ میری فیلڈ عام اسلحے کی بجائے کیمیائی، کمپیوٹرائزڈ اور جدید ترین اسلحہ تھا اور اسی وجہ سے مجھے ڈاکٹر جیکولین فرمینڈس کے اس فارمولے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اگر راج کماری چندر مکھی درمیان میں نہ آ جاتی اور ہماری پلاننگ کامیاب رہتی تو ہم اس قدر دولت حاصل کر لیتے کہ شاید جس کا تصور بھی ہمارے لئے ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے تمام وسائل اسی پلان پر جھونک دیئے تھے لیکن راج کماری چندر مکھی نے میرے تمام خواب چکنا چور کر دیئے ہیں“..... اسمتھ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے یہ قیمتی معلومات مہیا

کر دیں۔ اب آپ یقین رکھیں کہ یہ معلومات سیکرٹ سروس تک لازماً پہنچ جائیں گی اور مجھے یقین ہے کہ سیکرٹ سروس اس معاملے پر لازماً دلچسپی لے گی“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ پھر ہمیں اجازت دیں۔ اب ہمیں صرف ان خبروں کا انتظار رہے گا جن میں راج کماری چندر مکھی کے خلاف کارروائی کی اطلاع ہوگی“..... اسمتھ نے اجازت لیتے ہوئے کہا۔

”اب آپ کہاں جائیں گے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”واپس اکیرمیا۔ جب تک راج کماری چندر مکھی سے انتقام نہیں لے لیا جاتا۔ تب تک ہم اکیرمیا میں ہی رہیں گے“۔ اسمتھ نے کہا۔

”اگر کبھی آپ سے ملاقات کی ضرورت ہو تو“..... عمران نے

پوچھا۔

”مئٹلٹن کی معروف سڑک شار روڈ پر ایک بہت بڑا پلازہ ہے جس کا نام بھی شار پلازہ ہے۔ اس میں اسمتھ اینڈ کمپنی کے نام سے میں نے امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر بنایا ہوا ہے پہلے تو مقصد صرف دکھاوا تھا لیکن اب وہاں باقاعدہ کاروبار ہوتا ہے اور میں باقاعدگی سے کاروبار میں دلچسپی لیتا ہوں۔ اس لئے آپ وہیں مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں“..... ہارڈ ماسٹر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب آپ ایسا کریں کہ آپ مجھے اپنی تباہ شدہ

لیبارٹری کا نقشہ بنا کر دے دیں اور خاص طور پر اپنے اس دفتر اور الماری کا تاکہ میں وہاں کی تلاشی لے کر مطلوبہ فائل اگر وہاں موجود ہوں تو حاصل کر سکوں“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے اب ہارڈ ماسٹر سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اس لئے اگر وہ فائل مل جاتی ہے تو مجھے انتہائی خوشی ہوگی اور میری اس گھٹیا دھندے سے مستقل طور پر جان چھوٹ جائے گی“۔ اسمتھ نے کہا۔

”اوکے۔ پھر آئیں یہ کام ابھی کیوں نہ کر لیا جائے“۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اسمتھ اور واسٹن بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

بھاٹان کے راج کلب کے انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے خصوصی ہال کے ایک کونے میں راج کماری چندر مکھی ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کے ساتھ بیٹھی انتہائی قیمتی شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھی۔

”تم نے وہاں پاکیشیا میں بھی عمران کی نگرانی کا کوئی بندوبست کرایا ہے یا نہیں؟“..... اس آدمی نے راج کماری چندر مکھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے اس کی کیا ضرورت ہے۔ میری طرف سے وہ وہاں کچھ بھی کرتا پھرے۔ ہاں اگر وہ بھاٹان میں داخل ہوا تو پھر وہ میرا شکار ہو گا۔ لیکن وہ شخص تمہارے اعصاب پر کیوں سوار ہو گیا ہے۔ کیا تم بھی اس سے ڈرنے لگ گئے ہو؟“..... راج کماری چندر مکھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہے لیکن اصل میں تم اس سے پوری طرح

آگاہ نہیں ہو چندر مکھی۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک شخص ہے“..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو کابران۔ میں تمہیں صرف اس لئے پسند کرتی ہوں کہ تم مرد ہو۔ لیکن اگر تم نے اس طرح بزدلی کا مظاہرہ کیا تو پھر تمہاری اور میری راہیں یکسر جدا ہو جائیں گی۔ مجھے بزدلوں سے نفرت ہے۔ سمجھے۔ اس لئے اب تمہاری زبان پر اس آدمی کا نام نہیں آنا چاہئے۔ وہ یہاں سے واپس جا چکا ہے اس لئے اب بھول جاؤ اسے۔ اس کا نام بھی اپنے ذہن سے نکال دو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہو گا ورنہ.....“ راج کماری چندر مکھی نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا تو کابران نے بے اختیار کندھے اچکا دیئے۔

”اوکے۔ آئندہ خیال رکھوں گا“..... کابران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک مادام چندر مکھی کے ہینڈ بیگ سے سیل فون کی گھنٹی کی مترنم آواز سنائی دی تو راج کماری چندر مکھی چونک پڑی۔

”ایک منٹ۔ میں فون سن لو“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا اور اس نے ہینڈ بیگ کھول کر اس میں سے اپنا جدید سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کی سکرین پر ایک نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ یہ کھاٹان کا نمبر تھا۔

”لیس۔ راج کماری چندر مکھی بول رہی ہوں“..... راج کماری چندر مکھی نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”کھاٹان بول رہا ہوں راج کمار جی۔ بے وقت کال کی معافی چاہتا ہوں لیکن ڈاکٹر جیکولین فرینڈس کا اصرار ہے کہ وہ آپ سے ابھی اور اسی وقت بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ جانتی ہیں کہ وہ کس قدر ضدی شخص ہیں۔ اس لئے مجبوراً میں نے آپ کو کیا ہے“..... دوسری طرف سے کھاٹان کی انتہائی معذرت خواہانہ آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ وہ مجھ سے کیوں بات کرنا چاہتا ہے۔ اب اسے کیا ہو گیا“..... راج کمار چندر مکھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے راج کمار جی۔ بس اچانک ڈاکٹر جیکولین فرینڈس ہوٹل میں میرے کمرے میں آئے اور انہوں نے ضد شروع کر دی کہ وہ آپ سے فوراً بات کرنا چاہتے ہیں۔ آخر میں نے مجبور ہو کر انہیں کہا کہ وہ اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں میں آپ کو تلاش کر کے ان کی آپ سے بات کراتا ہوں اور اسی سلسلے میں آپ کو میں نے فون کیا ہے“..... کھاٹان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تم کہاں سے بول رہے ہو“..... راج کمار چندر مکھی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایکریمیا کی ریاست مشی گن کے ڈریم لینڈ ہوٹل سے راج کمار جی“..... کھاٹان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بات کراؤ“..... راج کمار نے کہا تو لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا دبنگ تھا۔

”راج کمار چندر مکھی بول رہی ہوں“..... راج کمار چندر مکھی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر جیکولین فرینڈس بول رہا ہوں راج کمار جی۔ میں نے تمام مطلوبہ مشینری کا آرڈر دے دیا ہے۔ لیکن اب پر اہم یہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہ مشینری بہت بڑے بڑے کنٹینرز میں پیک ہو کر بھاٹان پہنچے گی اور مجھے بتایا گیا ہے کہ بھاٹان کا قانون ہے کہ وہاں آنے والے ہر کنٹینر کو باقاعدہ کھول کر چیک کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ مشینری اس قدر نازک ہے کہ اگر کنٹینر کھولتے وقت معمولی سی بھی رف ہینڈلنگ کی گئی تو یہ تمام مشینری تباہ ہو جائے گی۔ کنٹینر میں نے بک کرا دیئے ہیں۔ لیکن جب مجھے بھاٹان کے قانون کے بارے میں معلوم ہوا تو میں نے ان کی سپلائی کا اطلاع ثانی رکوا دی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ فوراً بھاٹان ایئر پورٹ پر حکام کو احکامات بھیجوا دیں کہ ان کنٹینروں کو کھولے بغیر کلیئر کر دیا جائے۔ میں اس لئے فوری آپ سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ سپلائی زیادہ دیر نہیں روکی جاسکتی ورنہ یہاں کے حکام کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر یہ مشینری روک لی جائے گی۔ کیونکہ یہ ممنوعہ مشینری ہے۔ اسے میں

نے خاص ذرائع سے حاصل کیا ہے اور بکنگ میں اسے عام مشینری ظاہر کیا گیا ہے۔..... ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کتنے کنٹینرز ہیں ڈاکٹر“..... راج کماری چندر مکھی نے اسی طرح مطمئن لہجے میں پوچھا۔

”ان کی تعداد دس ہے۔ میں نے آپ سے طے ہونے والے پروگرام کے مطابق انہیں رودراس مشین کمپنی بھٹان کے نام بک کرایا ہے۔..... ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آپ بے فکر ہو کر بھیجوا دیں۔ میں ابھی احکامات جاری کر دیتی ہوں۔ آپ کی واپسی کب ہو رہی ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے پوچھا۔

”ہماری فلائٹ کل بھٹان پہنچے گی۔ کیونکہ مجھے اس مشینری کی فوری تنصیب کرانی ہے۔..... ڈاکٹر جیکولین فرینڈس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آپ جب بھٹان پہنچیں گے تو آپ کھٹان کے ساتھ براہ راست میرے پاس پہنچ جائیں۔ مشینری سپیشل لیبارٹری میں پہنچ چکی ہوگی۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی تاکہ میں خود اس مشینری کو دیکھ سکوں“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راج کماری چندر مکھی نے رابطہ ختم کیا اور پھر تیزی

سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”بھیرو بول رہا ہوں“..... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”راج کماری بول رہی ہوں“..... راج کماری چندر مکھی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”لیس راج کماری جی“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مودبانہ ہو گیا۔

”بھیرو۔ رودراس مشین کمپنی کے نام سے دس بڑے کنٹینرز لنکٹن سے بک ہو کر بھٹان آج کسی بھی وقت پہنچ جائیں گے۔ تم نے فوری طور پر ایئرپورٹ کارگو پر ایسے انتظامات کرنے ہیں کہ ان کنٹینروں کو کھولے بغیر کلیئر کر دیا جائے“..... راج کماری چندر مکھی نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی راج کماری جی“..... دوسری طرف سے بھیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور ان کنٹینروں کو تم نے خصوصی حفاظت میں سپیشل لیبارٹری پہنچانا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے کہا۔

”لیس راج کماری جی“..... بھیرو نے جواب دیا اور راج کماری نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کیا اور فون پیس سائیڈ میں رکھ دیا۔

”کسی سائنسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے جو لیبارٹری کا مسئلہ درمیان میں آ گیا ہے“..... کابران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راج کماری چندر مکھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں۔ انتہائی اہم پراجیکٹ ہے۔ جب یہ پراجیکٹ مکمل ہوگا تو بھائان پوری دنیا میں ناقابل تسخیر ملک کی حیثیت سے ابھرے گا اور پوری دنیا اس کی طاقت کے خوف سے لرزہ بر اندام ہوگی۔ جو آج سپر پاورز ہیں کل یہ بھائان کے مقابلے میں خس و خاشاک کی بھی حیثیت نہ رکھتے ہوں گے اور بھائان رہتی دنیا تک سپریم پاور کی حیثیت سے پوری دنیا پر راج کرے گا“..... راج کماری چندر مکھی نے خوابناک سے لہجے میں کہا تو کابران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ تو کوئی ایسا فارمولا تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ یہ کھیل انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ سپر پاورز اتنی آسانی سے اپنے خلاف ایسے پراجیکٹ مکمل نہیں ہونے دیا کرتیں“..... کابران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ سپر پاورز کو ہمارے پراجیکٹ کے بارے میں کیسے علم ہو سکتا ہے“..... راج کماری چندر مکھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان کے خفیہ سیارے ہر وقت پوری دنیا کی نگرانی کرتے رہتے ہیں چندر مکھی۔ تم سات پردوں میں بھی چھپ کر ان کے مفاد کے خلاف کوئی کام کرو گی تو انہیں فوراً اس کی نہ صرف اطلاع مل جائے گی بلکہ اس کی ساری تفصیلات بھی ان تک پہنچ جائیں گی۔ اس کے بعد ان کی انتہائی با وسائل اور خوفناک تنظیمیں حرکت میں آ سکتی

ہیں“..... کابران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو راج کماری چندر مکھی نے ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”تم ہر معاملے میں اس قدر خوفزدہ کیوں رہتے ہو کابران۔ پہلے عمران کے بارے میں تم نے اس خوف کا اظہار کیا۔ اب سپر پاورز سے خوفزدہ نظر آ رہے ہو۔ تم فکر مت کرو۔ یہ فارمولا عام فارمولے سے مختلف ہے۔ اس کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں جا سکتی“..... راج کماری چندر مکھی نے ہنستے ہوئے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں خوفزدہ نہیں ہوں راج کماری۔ بات یہ ہے کہ میں تمہاری نسبت حقائق کو زیادہ جانتا ہوں۔ تم نے اب تک اپنا سارا کام یہیں بھائان میں ہی سرانجام دیا ہے۔ تمہارا واسطہ بین الاقوامی سطح کے لوگوں سے پہلی بار پڑ رہا ہے۔ اس لئے تم مطمئن ہو کہ جس طرح تم بھائان کے مجرموں کو ختم کرتی رہی ہو۔ اسی طرح تم بین الاقوامی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دوں گی۔ لیکن ان دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے“..... اس بار کابران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں ان سب کھیلوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لئے میں نے سپریم فورس کو انتہائی جدید سطح پر ٹریننگ دلوائی ہے اب بھائان کی سپریم فورس ایسے ایسے جدید آلات استعمال کر رہی ہے جس کا شاید ذکر بھی ابھی دوسرے ممالک کے

ایجنٹوں نے نہ سنا ہوگا اور میں نے اپنے آدمیوں کی ایسی تربیت کی ہے کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے..... راج کماری چندر مکھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر بھی میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا.....“ کابران نے جواب دیا۔

”اس مشورے کا بے حد شکریہ“..... چندر مکھی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کابران نے بھی مسکراتے ہوئے بات بدل دی اور پھر وہ دوسرے موضوع پر ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔

حصہ اول ختم شد

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

عمران سیریز میں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

سپرائیجنٹس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سپرائیجنٹس *** جو دنیا بھر سے پاکیشیا پہنچ رہے تھے۔ کیوں؟
ڈاکٹر آصف رندھاوا *** پاکیشیائی سائنس دان جس نے ایک نیا سائنسی
ہتھیار ایجاد کیا تھا جس کا فارمولا وہ پاکیشیا کو دینے کی بجائے شوگران کے ایک
سائنس دان کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ کیوں؟

ڈاکٹر لی سان *** شوگرانی سائنس دان کی بیٹی جو ڈاکٹر آصف رندھاوا سے
فارمولا خریدنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئی۔ لیکن؟

عمران *** جس پر جلد ہی یہ انکشافات ہونا شروع ہو گئے کہ دنیا بھر کے سپر
ایجنٹس پاکیشیا پہنچ رہے ہیں اور ان کا ہدف ڈاکٹر آصف رندھاوا کا فارمولا ہے۔
سپرائیجنٹس *** جو فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے مقابل
آ رہے تھے اور ایک دوسرے کو پچھاڑتے ہوئے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش
کر رہے تھے۔

کارمن سپرائیجنٹ فاکسن *** جو دنیا کے تمام سپرائیجنٹوں پر بازی لے گیا۔
اس نے ٹی ایس ای فارمولا حاصل کر لیا۔ مگر کیسے؟

مصنف مظہر کلیم ایم اے
سپریم فورس (حصہ دوم)
شانہ ہو کیا ہے

عمران سیریز میں ایک تہلکہ خیز یادگار ایڈ ونچر

مکمل ناول

ٹاپ ہیڈ کوارٹر

مصنف
منظہر کلیم ایم اے

فاسٹ فائرز عسکریت پسندوں کی ایک سفاک اور درندہ صفت تنظیم جو افریقہ کے ایک ملک عراق بلس میں برسرِ اقتدار تھی۔

ٹاپ ہیڈ کوارٹر فاسٹ فائرز کا ناقابلِ تسخیر ہیڈ کوارٹر، جسے تلاش کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کئی بار موت کے منہ میں جانا پڑا۔
عراق بلس ایک ایسا ملک جس کے تحریک آزادی کے ایک رہنما کو تلاش کر کے ہلاک کرنے کی فول پروف پلاننگ کی گئی تھی۔

ٹائیگر جس نے ایک ایسے آدمی کا سراغ لگا کر اسے دشمنوں کے حوالے کر دیا جس کی وجہ سے عراق بلس میں تحریک آزادی کے رہنما کی زندگی کو خطرات لاحق ہو گئے۔

عتبہ عراق بلس کی تحریک آزادی کا شوا کا رہنما جسے عراق بلس کی تنظیم فاسٹ فائرز ہر صورت ہلاک کرنا چاہتی تھی۔

ٹرومین جس نے عمران کو کال کر کے عراق بلس کے اندرونی حالات کے بارے میں بتا کر گمشدہ تنظیم اور اس کے رہنما عتبہ کی مدد کی درخواست کی۔

عمران جسے عتبہ سے ہمدردی لاحق ہو گئی اور اس نے عتبہ کی تنظیم کا شوا کو فاسٹ فائرز سے بچانے کا تہیہ کر لیا۔

فاسٹ فائر جو فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جانا چاہتا تھا۔

عمران جس نے خود فاسٹ فائر کو موقع دیا کہ وہ فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جائے۔ کیوں؟ کیا یہ عمران کی حماقت تھی۔ یا۔۔۔؟

وہ لمحہ جب فاسٹ فائر نے نہایت انوکھے انداز میں فارمولا لے جا کر کارمن ریڈ ایجنسی کے چیف کے حوالے کر دیا۔ اور پھر۔۔۔؟

کیا واقعی عمران نے ٹی ایس ای فارمولا کارمن ایجنٹ کو لے کر نکل جانے کا موقع دیا تھا یا یہ اس کی کوئی گہری چال تھی۔ اگر چال تھی تو کیا۔۔۔؟

ایک حیرت انگیز، نئی اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات پر مشتمل سسپنس، ایکشن اور مزاح سے بھرپور یادگار کہانی جو یقیناً آپ کے ذہنوں پر گہرے نقوش چھوڑ جائے گی۔

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان پاک گیٹ

انوار الادب لائبریری

تفصیلات: کوئٹہ، توریکمان، ملتان